

فہرست مضامین خطبات موعظت جلد اول از محترم تاجمادی الشانی

صفحہ نمبر	نشر مضامین	تعداد صفحات	تعداد صفحات	تعداد صفحات	تعداد صفحات
۷۰	فضائل علاوہ اربعہ بیست و چار احکام	۱	خطبہ جلد اول	۱	۱
۱	بیعت محمد کی بہت سی تاریخ	۲	خطبہ جلد اول	۲	۲
۸۱	ترغیب اتباع حق و نصیحت و تہذیب برکت	۳	خطبہ جلد اول	۳	۳
	ضمیمہ در بیعت برکت و احوال شانی	۴	خطبہ جلد اول	۴	۴
۹۸	علم دین کی اہمیت و فضیلت	۵	خطبہ جلد اول	۵	۵
۱۰۸	انکسار علماء و علماء و حق و مشورہ کا معیار	۶	خطبہ جلد اول	۶	۶
۱۱۲	تہذیب فی بدقالی اہل توحید کی تردید	۷	خطبہ جلد اول	۷	۷
۱۳۲	عقائد اسلام کی مختصر توضیح	۸	خطبہ جلد اول	۸	۸
۱۴۰	"	۹	خطبہ جلد اول	۹	۹
۱۴۸	ذکر ولادت و شہادت و شہادت و شہادت	۱۰	خطبہ جلد اول	۱۰	۱۰
۱۶۲	تعلیم و تہذیب کی اہمیت و فضیلت	۱۱	خطبہ جلد اول	۱۱	۱۱
۱۷۳	احکام طہارت کا مختصر بیان	۱۲	خطبہ جلد اول	۱۲	۱۲
۱۸۴	توضیح دعوات ادا و نواہی	۱۳	خطبہ جلد اول	۱۳	۱۳
۱۹۲	ارکان اسلام	۱۴	خطبہ جلد اول	۱۴	۱۴
۲۰۳	جماعت و جمعہ کی ترغیب	۱۵	خطبہ جلد اول	۱۵	۱۵
	ضمیمہ در بیان بعض مسائل فقہ	۱۶	خطبہ جلد اول	۱۶	۱۶

فہرست مضامین مقدمہ

نمبر شمار صفحات

۱۲	مقدمہ	۱
۱۵	انتخاب	۲
۱۶	شکر و التوا	۳
۱۸	مقدمہ	۴
۲۲	موضوعات بخدمت ائمہ مساجد	۵
۲۸	موضوعات مساجد سے گلا ریش	۶
۳۱	ان خطبات کی چند خصوصیات	۷
۳۲	اہمیت متعلق خطبات	۸
۳۷	اردو و غلط سنانے کا بہترین وقت اور طریقہ	۹
۴۲	بحث کراہت خطبہ مجتہد و مخلوط	۱۰
۴۲	خطبہ غیر عربی میں جائز نہیں	۱۱
۴۲	خطبہ کی زبان عربی ہونے پر تشریحات فقہانہ	۱۲
۴۸	امام صاحب کے نزدیک کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی	۱۳
۴۹	ایک مخالف اور اس کا ازالہ	۱۴
۵۱	ایک مشیہ کا جواب	۱۵
۵۳	زبان کا اثر معاشرہ اور اخلاق و دین پر	۱۶
۵۴	ہندوستان میں انگریزی زبان رائج کرنے کا سیاسی مقصد	۱۷
۵۶	اذان، نماز، خطبہ کی زبان عربی رکھنا ایک اہم سیاسی مقصد	۱۸
۵۱	لادین مؤرخوں کا اعتراف	۱۹
۵۸	خطبہ جمعہ و عیدین میں فرق	۲۰
۶۰	تقریظ از حکیم الامت حضرت مولانا قاضی محمد شفیع	۲۱
۶۱	تذہیب	۲۲
۶۲	ایک تازہ شخصیت	۲۳

فہرست مضامین

نمبر شمار	مجموعات ماہ
۳۱	خطبہ جمعہ اول رجب
۳۲	دوم
۳۳	سوم
۳۴	چہارم
۳۵	پنجم
۳۶	خطبہ جمعہ دوم
۳۷	دوم
۳۸	سوم
۳۹	چہارم

صفحہ نمبر	تشریح مضامین	مجموعات ماہ	نمبر شمار
۲۱۶	تقرب بالنواقل اور حقیقت ولایت	تقرب بالنواقل	۱۵
۲۲۵	علامہ ولایت اور ولی اللہ کی پہچان	تعلیم ضروریات دین	۱۶
۲۳۷	اسلام کا رکن دوم زکوٰۃ	معیار ولایت	۱۷
۲۴۷	مادیات کی ترقی یا دنیا فلبی کی مذمت	ارکان اسلام	۱۸
۲۵۶	کسب معاش کی فضیلت و اہمیت	مسلمان کا نصب العین	۱۹
۲۶۴	کسب حرام کی مذمت کا بیان		۲۰
۲۷۱	اداء حقوق کی اہمیت اور ظلم کی ممانعت	اداء حقوق	۲۱
۲۸۱	حقوق مسلم بر مسلم	آداب معاشرت اسلامیہ	۲۲
۲۸۹	حقوق جوار و اقارب		۲۳
۲۹۷	حقوق والدین اور ان میں تعدیل		۲۴
۳۰۷	حقوق اولاد		۲۵
۳۱۷	حقوق زوجین		۲۶
۳۲۷	تہذیب لباس	تہذیب اسلامی	۲۷
۳۳۸	تہذیب زینت اور خلق لمحہ کی ممانعت		۲۸
۳۵۲	تعلیم نسوان اور یرمہ کا بیان		۲۹
۳۶۴	آداب مجلس و اخوۃ اور صحبت برادر کا بیان		۳۰

فہرست مضامین مقدمہ

صفحہ نمبر

نمبر شمار نمون

۱۴

انتخاب

۱۵

شکر و التجا

۱۶

مقدمہ

۱۸

معروضات بخند مت ائمہ مساجد

۲۴

مولیان مساجد سے گدارش

۲۸

ان خطبات کی چند خصوصیات

۳۱

ہدایت متعلق خطبات

۳۲

اردو وعظ سنائے کا بہترین وقت اور طریقہ

۳۷

بحث کراہت خطبہ عجمیہ و مخلوط

۴۲

خطبہ غیر عربی میں جائز نہیں

۴۴

خطبہ کی زبان عربی ہونے پر تصریحات فقہانہ

۴۸

امام صاحب کے نزدیک کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی

۴۹

ایک مقالہ اور اس کا ازالہ

۵۱

ایک شبہ کا جواب

۵۳

زبان کا اثر معاشرۃ اور اخلاق و دین پر

۵۴

ہندوستان میں انگریزی زبان رائج کرنے کا سیاسی مقصد

۵۶

اذان، نماز، خطبہ کی زبان عربی رکھنا ایک اہم سیاسی مقصد

۵۱

یورپین مؤرخوں کا اعتراف

۵۸

خطبہ جمعہ و عیدین میں فرق

۶۰

تقریظ از حکیم الامتہ حضرت مولانا قاسمی قدس سرہ

۶۱

تذییل

۶۲

ایک تازہ مصیبت

۶۳

فہرست

از

نمبر شمار

۱

خطبہ جمعہ

۲

خطبہ جمعہ

۳

خطبہ جمعہ

۴

خطبہ جمعہ

۵

خطبہ جمعہ

۶

خطبہ جمعہ

۷

خطبہ جمعہ

۸

خطبہ جمعہ

۹

خطبہ جمعہ

۱۰

خطبہ جمعہ

۱۱

خطبہ جمعہ

۱۲

خطبہ جمعہ

فہرست مضامین خطبات موعظت چلہ اول از محترم تاجمادی الشانی

نمبر شمار	جماعت ماہ	سلسلہ مضامین	تشریح مضامین	صفحہ نمبر
۱	خطبہ جمعہ اول محرم الحرام	تردید بدعت	فضائل عاشوراء اور بدعتی حکام	۷۰
۲	دوم	"	بدعات محرم کی ابتدائی تاریخ	۷۱
۳	سوم	"	ترغیب اتباع سنت و تنہج بدعت	۸۶
۴	چہارم	تعلیم ضروریات دین	ضمیمہ در بدعت ربیع الاول ثانی	۹۸
۵	پنجم	"	علم دین کی اہمیت و فضیلت	۱۰۸
۶	خطبہ جمعہ اول صفر	"	معید العلماء اقات علماء و علماء حق و شوق کامیاب	۱۲۲
۷	دوم	"	بزرگوں کی بد فالی اور توجہات کی تردید	۱۳۲
۸	سوم	"	تعلیم عقائد عقائد اسلام کی مختصر توضیح	۱۴۰
۹	چہارم	"	"	۱۴۸
۱۰	پنجم	"	تکمیل ایمان بالرسول	۱۶۲
۱۱	خطبہ جمعہ اول ربیع الاول	"	تعلیم قرآن کی اہمیت و فضیلت	۱۷۳
۱۲	دوم	"	احکام طہارۃ کا مختصر بیان	۱۸۳
۱۳	سوم	"	توضیح درجاتِ ادا و نواہی	۱۹۳
۱۴	چہارم	"	ارکان اسلام رکن اول نماز کا بیان	۲۰۳
			جماعت و جمعہ کی ترغیب	
			ضمیمہ در بیان بعض مسائل فقہ	

صفحہ نمبر

۱۴

۱۵

۱۶

۱۸

۲۴

۲۸

۳۱

۳۲

۳۷

۴۲

۴۴

۴۸

۴۹

۵۱

۵۳

۵۴

۵۶

۵۱

۵۸

۶۰

۶۱

۶۲

تشریح

نقد

تفسیر

مترہ

فہرست از

نمبر	مجموعات
۳۱	خطبہ جمعہ اول
۳۲	دوم
۳۳	سوم
۳۴	چہارم
۳۵	پنجم
۳۶	خطبہ جمعہ اول
۳۷	دوم
۳۸	سوم
۳۹	چہارم

نمبر	مجموعات	ماہ	مضامین	خاص و ذاتی	تشریح مضامین
۱۵	خطبہ جمعہ پنجم ربيع الاول	۱۵	تقرب بالذوال	تقرب بالذوال	تقرب بالذوال اور حقیقت و الہیت
۱۶	اول ربيع الثاني	۱۶	معارف و لا	معارف و لا	علائق ولایت اور اول الشہ کی پہچان
۱۷	دوم	۱۷	ارکان اسلام	ارکان اسلام	اسلام کا رکن دوم زکوٰۃ
۱۸	سوم	۱۸	مسلمان کا	مسلمان کا	مادیات کی ترقی یا دنیا فطری کی مذمت
۱۹	چہارم	۱۹	نصب العین	نصب العین	کسب معاش کی فضیلت و اہمیت
۲۰	پنجم	۲۰	کسب حرام کی مذمت کا بیان	کسب حرام کی مذمت کا بیان	کسب حرام کی مذمت کا بیان
۲۱	اول جمادی الاول	۲۱	اداء حقوق	اداء حقوق	اداء حقوق کی اہمیت اور ظلم کی مذمت
۲۲	دوم	۲۲	حقوق مسلم بر مسلم	حقوق مسلم بر مسلم	حقوق مسلم بر مسلم
۲۳	سوم	۲۳	حقوق جوار و اقارب	حقوق جوار و اقارب	حقوق جوار و اقارب
۲۴	چہارم	۲۴	حقوق والدین اور ان میں تعدیل	حقوق والدین اور ان میں تعدیل	حقوق والدین اور ان میں تعدیل
۲۵	پنجم	۲۵	حقوق اولاد	حقوق اولاد	حقوق اولاد
۲۶	اول جمادی الثاني	۲۶	حقوق زوجین	حقوق زوجین	حقوق زوجین
۲۷	دوم	۲۷	تہذیب اسلامی	تہذیب اسلامی	تہذیب لباس
۲۸	سوم	۲۸	تہذیب زینت اور خلق الحیہ کی	تہذیب زینت اور خلق الحیہ کی	تہذیب زینت اور خلق الحیہ کی
۲۹	چہارم	۲۹	ممانعت	ممانعت	ممانعت
۳۰	پنجم	۳۰	تعلیم نسوان اور پردہ کا بیان	تعلیم نسوان اور پردہ کا بیان	تعلیم نسوان اور پردہ کا بیان
			آداب مجلس و اخوة اور	آداب مجلس و اخوة اور	آداب مجلس و اخوة اور
			محبت بد کا بیان	محبت بد کا بیان	محبت بد کا بیان

۱۰

فہرست مضامین خطبات موعظت جلد دوم از ماہ رجب تا ذی الحجہ

صفحہ نمبر	تشریح مضامین	خاص عنوان	سلسلہ مضامین	جماعت ماہ	نمبر شمار
۳۸۱	تہذیب سفر و میر و تفریح اور نا جائز تفریحات کی تشریح	تہذیب اسلامی	آداب معاشرت اسلامی	خطبہ جمعہ اول رجب	۳۱
۳۹۳	تہذیب اکل و شرب و نوم و یقظہ	"	۱۲	دوم	۳۲
۴۰۴	تہذیب خواہشات نفس اور آداب نکاح کا بیان	"	۱۳	سوم	۳۳
۴۱۶	تہذیب کلام و مذمت کذب و غیبت کا بیان	"	۱۴	چہارم	۳۴
۴۲۷	تہذیب مالیات کا بیان	"	۱۵	پنجم	۳۵
۴۳۸	فضائل ماہ شعبان و شب برات	"	بقیہ ضروریات دین	خطبہ جمعہ اول شعبان	۳۶
۴۴۹	ترغیب اتفاق اور دفاع عہد وغیرہ	تہذیب اخلاق	آداب معاشرت اسلامی	دوم	۳۷
۴۵۱	مذمت خیانت و سرقت وغیرہ اور ترغیب امانت داری	"	۱۶	سوم	۳۸
۴۶۵	مذمت حسد و بغض کا بیان	"	۱۷	چہارم	۳۹

۱۲ کھانے پینے اور سونے جاننے کی تہذیب کے بیان میں

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
۴۷۳	تہذیب عقل و نفس	۴۷۳	تہذیب عقل و نفس	۴۷۳	تہذیب عقل و نفس
۴۸۳	فہائیکل رضائی شریفی — و فلسفہ و رخصان	۴۸۳	فہائیکل رضائی شریفی — و فلسفہ و رخصان	۴۸۳	فہائیکل رضائی شریفی — و فلسفہ و رخصان
۴۹۳	بیسراکن روزہ اور اس کا فلسفہ	۴۹۳	بیسراکن روزہ اور اس کا فلسفہ	۴۹۳	بیسراکن روزہ اور اس کا فلسفہ
۵۰۶	فہائیکل روزہ و تراویح	۵۰۶	فہائیکل روزہ و تراویح	۵۰۶	فہائیکل روزہ و تراویح
۵۱۸	فضائیکل اعکاف و لیلة القدر	۵۱۸	فضائیکل اعکاف و لیلة القدر	۵۱۸	فضائیکل اعکاف و لیلة القدر
۵۲۷	اکھام قضائ صوم و ادایہ	۵۲۷	اکھام قضائ صوم و ادایہ	۵۲۷	اکھام قضائ صوم و ادایہ
۵۳۶	تہذیب اول توحید کامل	۵۳۶	تہذیب اول توحید کامل	۵۳۶	تہذیب اول توحید کامل
۵۴۵	تہذیب صوم توکل لہ اس کی حقیقت کا بیان	۵۴۵	تہذیب صوم توکل لہ اس کی حقیقت کا بیان	۵۴۵	تہذیب صوم توکل لہ اس کی حقیقت کا بیان
۵۵۵	تہذیب صوم قہ لہ اس کا صحیح طریقہ	۵۵۵	تہذیب صوم قہ لہ اس کا صحیح طریقہ	۵۵۵	تہذیب صوم قہ لہ اس کا صحیح طریقہ
۵۶۳	تہذیب جہاد صوم و اضلاع اور ان کی حقیقت کا بیان	۵۶۳	تہذیب جہاد صوم و اضلاع اور ان کی حقیقت کا بیان	۵۶۳	تہذیب جہاد صوم و اضلاع اور ان کی حقیقت کا بیان
۵۷۱	تہذیب جہاد صوم و اضلاع اور ان کی حقیقت کا بیان	۵۷۱	تہذیب جہاد صوم و اضلاع اور ان کی حقیقت کا بیان	۵۷۱	تہذیب جہاد صوم و اضلاع اور ان کی حقیقت کا بیان

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
۵۸	خطبہ عبداللہ	۵۸	خطبہ عبداللہ	۵۸	خطبہ عبداللہ
۵۹	خطبہ عبداللہ	۵۹	خطبہ عبداللہ	۵۹	خطبہ عبداللہ
۶۰	خطبہ عبداللہ	۶۰	خطبہ عبداللہ	۶۰	خطبہ عبداللہ
۶۱	خطبہ عبداللہ	۶۱	خطبہ عبداللہ	۶۱	خطبہ عبداللہ
۶۲	خطبہ عبداللہ	۶۲	خطبہ عبداللہ	۶۲	خطبہ عبداللہ
۶۳	خطبہ عبداللہ	۶۳	خطبہ عبداللہ	۶۳	خطبہ عبداللہ
۶۴	خطبہ عبداللہ	۶۴	خطبہ عبداللہ	۶۴	خطبہ عبداللہ
۶۵	خطبہ عبداللہ	۶۵	خطبہ عبداللہ	۶۵	خطبہ عبداللہ
۶۶	خطبہ عبداللہ	۶۶	خطبہ عبداللہ	۶۶	خطبہ عبداللہ
۶۷	خطبہ عبداللہ	۶۷	خطبہ عبداللہ	۶۷	خطبہ عبداللہ

نمبر	تشریح مضامین	سلسلہ صحیح	مجلدات	نمبر
۵۸۳	تذییر ششم مہر و شکر کا بیان	آداب صلوٰۃ	خطبہ جمعہ اول ذیقعدہ	۵۱
۵۹۱	تذییر سہم خوف ورجاء کا بیان	اسلامی خطبہ	دوم	۵۲
۶۰۲	تذییر ہشتم محبت حق تعالیٰ کا بیان	"	سوم	۵۳
۶۱۴	ارکان اسلام جو تھا کن حج و زیدۃ کا بیان	تعلیم قرآن	چہارم	۵۴
۶۲۴	تذییر نہم ذکر و پرمکا و فکر و محاسبہ وغیرہ کا بیان	بقیہ آداب صحابہ و صحابہ	پنجم	۵۵
۶۲۵	فضائل عشرۃ ذی الحجہ و روز عرفہ	بقیہ تعلیم احکام	خطبہ جمعہ اول ذی الحجہ	۵۶
۶۳۳	قرآنی کے مسائل کا بیان	بقیہ آداب صحابہ و صحابہ	دوم	۵۷
۶۵۲	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان	بقیہ آداب صحابہ و صحابہ	سوم	۵۸
۶۶۲	زیضر نصیب لایم و چادنی سبیل نشر کا بیان	بقیہ آداب صحابہ و صحابہ	چہارم	۵۹
۶۷۴	موت اور البعد الموت کا بیان	بقیہ آداب صحابہ و صحابہ	پنجم	۶۰
۶۸۲	احکام قرآنی و نصاریٰ مختصر	بقیہ آداب صحابہ و صحابہ	خطبہ جمعہ الاضحیٰ	۶۱
۶۹۰	احکام صدقہ للفقراء و نیاز و غیرہ	بقیہ آداب صحابہ و صحابہ	خطبہ جمعہ الفطر	۶۲
۶۹۹	خطبہ استسقاء	۶۳
۷۰۲	خطبہ دہائیمہ (۱)	۶۴
۷۰۵	خطبہ دہائیمہ (۲)	۶۵
۷۰۸	خطبہ نکاح	۶۶
۷۱۷	کتاب عقیدہ	۶۷

نمبر	مضامین
۴۷۳	دل و نفس
۴۸۳	مشرقیہ و
۴۹۴	اور اس کا
۵۰۶	تراویح
۵۱۸	ولیلۃ القدر
۵۲۷	ادایہ
۵۳۶	کامل
۵۴۵	اس کی
۵۵۵	اس کا
۵۶۳	واضاحت
۵۷۱	بیان

فَقَدْ صَلَّ وَعَوَى ۝ وَكَفَّرَ بِمَا جَاءَ بِهِ
رَسُولُهُ الْمُصْطَفَى ۝ وَقَالَ كَلَامَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
بِمَا لَمْ يَرْضِيَا ۝ اسْتَقْبَعُوا أَنِّي أَعْلَى مَقَاصِدِ
أَعْمَالِ الْإِسْلَامِ ۝ ابْتِغَاءً وَجْهَ رَبِّنَا الْعَلَامِ ۝
كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ + أَعُوذُ بِاللَّهِ ۝ قُلْ إِنِّي
صَلُّوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ۝

وعظ جمعہ سوم ماہ ربیع الثانی در تہمین ضروریات دین

مسلمانان نصیب العین و ماویات کی ترقی یا دنیاوی کی نہ
الحمد للہ و کفونی و سلماً مر علی عبادہ الکذا بین المصطفیٰ۔ آقا بعد
براداران گشت! ہماری دنیوی زندگی میں اکثر ہم پر دو دو گندے ہیں۔
ایک حضور میں یعنی اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت میں، دوسرا سفر میں جبکہ ہم مال
لینے یا کسی اور کام کے لئے لاہور، دہلی، حیدرآباد، بمبئی کا سفر کرتے ہیں۔ اکثر ملن

تَعَوَّانِ اعْلَمُوا أَنِّي أَلْهِيَا
تَحْتُمِلُ اللَّأْخِزَةَ ۝ فَتَرَوْهُ
وَلَا تَجْعَلُوهَا مَذْمُومًا
لِحُكْمِ ۝ وَأَقْبَحُوا عَلَى
عَادَائِهِ الْمُخْشَوِيِّ وَطَلَبِهِ
فَقَدْ قَالَ رَسُولُ
فِي الْأَخِزَّةِ الْأَ
تَهْبَعُهُ فِي الدَّيْرِ
وَأَنَّ مَنْ زَعَمَ أَنَّ
سَبِيلَ أَعْمَالِ الْإِسْلَامِ
و جنتہ الصالحین (کلمہ)
ما سبق کا قول مستحکم شریعہ
ستہ و من احب امر شیخ
تہمتی) و قال ایضاً حب اللہ

میں زیادہ رہتا ہے اور سفر میں بہت کم۔ ہم جب سفر میں جاتے ہیں تو علم و کام سے کم اسباب لے جاتے ہیں کہ جس سے صرف زندہ رہ سکیں، حالانکہ ہمارے گھر میں بہت کچھ اسباب ہوتا ہے۔ عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ سفر میں جس قدر اسباب کم ہوں اسی قدر راحت ملتی ہے اور زیادہ اسباب لادنے سے بڑی تکلفت ہو جاتی ہے۔ اسلام کا اصول عقیدہ ہے کہ تمام انسان ہم کر دو بارہ زندہ ہوں گے اور اس زندگی کے بعد موت یا فنا ہوگی بکر وہ زندگی دائمی ہوگی خواہ ابھی گزرسے یا لمبی۔ مصداق سائین آں جلیے کر کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ شخص دائرۃ اسلام سے بہرہ نکل جاتا ہے، جس کا یہ عقیدہ ہو۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو کیا اس صاف و صریح عقیدہ اسلام سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ ہماری زندگی کے بھی درمحل یقیناً دو دور ہیں۔ ایک اصلی و دوسرا عارضی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہمارے زندگی کا اصلی دور یہ نہیں ہے بکر وہ ہے، کیونکہ وہاں زیادہ اور ہمیشہ رہتا ہے۔ یہاں تو صرف ۷۰-۸۰ یا ستو برس تک ہی رہنا ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں محمود انسان کو اس سے زیادہ یہاں رہنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ پرچہ ہوگا کہ ہمارا وطن اصلی درمحل وہی ہے جہاں ہم کو ہمیشہ رہنا ہے اور یہاں تو ہم محض چند برس کے لئے سفر میں آئے ہوئے ہیں۔ دنیا کی یہ زمین ہمارا اصلی وطن نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترمذی کی ایک حدیث میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "لے دُنیا سے کیا خلق۔ میری اور دُنیا کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی سوار کسی خدمت کے نیچے سایہ لینے کے لئے تھوڑی دیر ٹھہر جائے، دوستو! جس طرح سفر اور حضور دونوں میں آہیں سامان معیشت کی ضرورت ہے، وہ شخص بھی بے وقوف ہے جو سفر میں قطعاً کچھ سامان نہ لے، یہاں تک کہ تکلیف سے

محل باقی رہے اور وہ شے
محل آئے تک ایک سبب ہو
آئے آپ کو ذلیل کرے
عسک۔ لگتا پھرے
اسباب معیشت ہمیں کرا
ہیتا کرتا ہے اور مط
ہو ہے اگر چہ خود کو
لینے کے لئے بھی جلتے
فدیہ فرج فرید سے
ہوئے سب سے بھی فرج
کوہا پس ہو جائے۔ کیونکہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فر
لا تغفل لہ لیس
لے وہی جمع کرتا ہے۔
سفر میں ہیں اور ہمارا
سفر کر رہی ہے۔ خود
آپ سختی و عمر میں
دلی میں مخاطب ہیں
آئے بھانکے یا تھکے
ہی پڑے گا، چار
سات روز کے چکر

ملن جاتی رہے اور وہ شخص بھی احمق ہے جو سفر میں تو سلمان رکھے، لیکن وطن آنے تک سبب بر باد کر دے اور پھر وطن پہنچ کر بے سرو سامانی کی وجہ سے اپنے آپ کو ذلیل کرے، فاقہ کشی میں مبتلا ہو اور طرح طرح کی تکالیف جھیلے، رہبر ہیک مانگتا پھرے۔ اسی طرح انسان کو اپنے سفرِ دنیا اور وطنِ آخرت دونوں میں اسبابِ معیشت ہمیا کرنا ضروری ہے۔ جو شخص صرف دنیا کے اس سفر میں اسباب ہمیا کرنا چاہے اور وطنِ آخرت میں غفلت کرے، وہ انتہا درجہ کا احمق ہے اگرچہ وہ خود کو بڑا عقلمند سمجھتا ہو۔ آپ ہی بتائیے کہ جو شخص مال و غیر ضروری چیزوں کے لئے بھٹی جلتے سات روز کے لئے اور وہاں جا کر ایک جنگل ٹھہرنے کے لئے خریدے خریدے اور تمام اسبابِ معیشت ہمیا کرنے میں مصروف ہو جائے۔ ایسا ہرگز سب سے ہی خیر خریدا اور تمام اسبابِ معیشت ہمیا کرنے میں مصروف ہو جائے۔ ایسا کوہِ ابراہیم ہو جائے۔ کیا وہ شخص عقلمند کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **الْأَنْفِیاءُ دَارُ صَنْ لَآ اَزَالَهُ وَلَقَدْ تَجَمَّعَ مِنْهُ لَا عَقْلَ لَہُ** یعنی دنیا اس کا گھر ہے، جس کا کوئی گھرِ آخرت میں، نہواور دنیا لئے وہی جمع کرنا ہے جس کو عقل نہیں ہے۔ دو متوالیقین جانئے کہ ہم یہاں سفر میں ہیں اور ہمارا کشتی عمرِ زمانہ کے دریا میں وطنِ آخرت کی طرف برابر سفر کر رہی ہے۔ خواہ ہم اپنے اصلی وطن جہاں چاہیں یا نہ چاہیں، لیکن جب کہ آپ کشتی عمر میں سوار ہو چکے ہیں آپ کو وطن جانا ہی پڑے گا، جیسے کسی بچہ کو ریل میں بٹھا دیں اور گاڑی چل پڑے تو اب وہ لاکھ کوشش کرے کہ میں جاؤں گا۔ آگے بھاگے یا پیچھے ہٹے مگر وہ والیس نہیں ہو سکتا اور بالآخر اس کو وہاں پہنچنا ہی پڑے گا، جہاں آپ اس کو لے جانا چاہتے ہیں۔ پس کیا ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ سات روز کے حکریل پھنسی کر لیں و نہاں یا نورو ظلمت کے ذریعہ میں تشریف لے

فرمیں جاتے ہیں تو معلوم کیا کہ حالانکہ ہمارے گھر میں بہت سبب قدر اسباب کم ہو اسی وقت بڑا کرتی ہے۔ اسلام آئے اور اس زندگی کے رے یا بُری۔ حضرات اگر نہیں تو وہ ہو۔ اگر ہے اور ت نہیں ہوتا کہ ہمارا رضی اور یہ بھی معلوم ہو کہ وہاں زیادہ اور رہنا ہوتا ہے۔ تاہم نہیں ہوتا۔ پس معلوم تو اور یہاں تو ہوں ہمارا اصلی وطن حقیقت کی طرف رہ دنیا کی مثال دی رہ گھر چلے۔ وہ شخص حلیف سے

ایک حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ انسان سے ہر نعمت اور ہر چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا سوائے تین چیزوں کے۔ ایک اتنا کھانا جس سے زندگی باقی رہ سکے۔ دوسرے ستر ڈھانکنے کے برابر پیرا، تیسرے لیٹنے کے لئے ایک بھٹ یعنی معمولی گھر کہ سردی اور گرمی سے بچ سکے۔ (احیاء) معلوم ہوا کہ اس پیر ڈنیا کے گزارنے کے لئے جس مختصر سامان کی دراصل مثال آخرۃ کو ضرورہ ہے، وہ صرف اتنی ہی ہے، جس سے کہ سوال نہ کیا جائے گا۔ باقی تمام سامان معیشت اس سفر میں ساقہ رکھنا غیر ضروری ہے۔ پس باقی تمام سامان اگر وطن آخرۃ کی ضرورتوں کے لئے کسی نے رکھا ہے تو خیر بہتر ہے، ورنہ اگر نفسانی خواہشات کے لئے رکھا ہے تو اب یہ سامان وبال جان ہوگا، جس کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا سخت مشکل ہوگا۔ بزرگو! دنیا صرف وطن آخرت کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے ایک کھیت ہے یا تجارتی منڈی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَللّٰہُ یَمُرُّ بِالْعِلَّةِ الْاٰخِرَةِ۔ یہ سفری شہری دنیا ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کی نعمتوں میں دل بھینسا دیا جائے اور اس کے اسباب عیش مہیا کرنے میں آدمی اس قدر منہمک ہو جائے کہ آخرۃ کی زندگی کے لئے کچھ تو مشہ نہ بھیج سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا (کی نعمتیں) اللہ کے نزدیک پتھر کے پد کی برابر بھی وقعت رکھتیں تو اللہ تعالیٰ کا فز کو ایک گھونٹ بھی اس میں سے نہ پلاتا: ”مسلم“ نیز آپ نے فرمایا کہ دنیا کی نعمتیں آخرۃ کی نعمتوں کے مقابلہ میں ایسی ہیں کہ جیسے دریا میں ایک انگلی ڈال کر اس پر تری آجاتی ہے۔ (اس تری کو دریا سے جو نسبت ہے، وہی نعام و دنیا کو نعام و آخرۃ سے نسبت ہے) پس آدمی کو چاہئے کہ وہ غور کر لے کر کیا لے کر لوٹ رہا ہے؟ ”مسلم“ نیز آپ نے فرمایا کہ ”دنیا قید خانہ ہے مومن کے لئے اور جنت ہے کلازوں کے لئے“ (مسلم) اس لئے کہ کلاز تو بگھتا ہے کہ جو کہ

اور اگر ایک لکھتی یا
کو برابر پورا کرتا ہے
کے لئے نہیں بلکہ ایک
وہ اعلیٰ درجہ کا دین
کی جان ہے۔ اگر
موتہ پر ایک اور غلط
لوگوں نے مسلمانوں
مقتد دولت
روزہ حج، زکوٰۃ
ترقی کرنا ہے، بیکر
بے بنیاد ہے۔ ایسا
صلیٰ اللہ علیہ وسلم
صاف اٹھا رہے
اشترحالی کی خوش
ہے اور یہ کہ جس
وہ عمل نامعین
نایات کی ترقی
ارشاد ہے کہ
تمام جانی و مادی
سیری زندگی کی

ہے کہیں ہے۔ مرنے سے بکھڑے نہیں اور موت سمجھتا ہے کہ میں یہاں مسافر ہوں۔
میرا وطن آؤہ ہے، جہاں میرے لئے تمام اسباب پیش مسترد موجود ہے۔ چونکہ
یہاں اُن نعمتوں سے محروم اور وطن سے دور ہے، لہذا فطری طور پر اپنے وطن
کی طرف شوق اور محبت کا جذبہ اُس کے قلب میں پیدا ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے
کہ پرہوں تو اُو کو وطن پہنچ جاؤں مگر وقت معترض سے پہلے وہاں نہیں پہنچ
سکتا۔ لہذا سفرِ دنیا کی زندگی میں اپنے آپ کو مقید پاتا ہے اور محسوس کرتا ہے
کہ دنیا میرے لئے قید خانہ ہے جس میں مقید ہو کر میں اپنے وطن کی راحت و غنیمت
سے محروم ہو رہا ہوں، اس لئے دنیا بُری جگہ اور قید خانہ ہے اور مردار ہے۔
مصور مرنے فرمایا کہ "دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کٹتے ہیں" یعنی
اپنے ذلیل و فقیر ہیں جیسا کہ انسانوں میں کتنا ذلیل ہوتا ہے اور ایسے غلیظ اور
نا پاک ہیں جیسے کتا کم خست و مردہ جانوروں کا سڑا ہوا گوشت کھا کر خوش ہوتا ہے
اسی طرح دنیا دار دنیا کی نعمتیں جو آؤہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں سڑی ہوئی
ہیں کھا کر خوش ہوتا ہے، گویا دہتا درجہ کی غلاظت اس کی طبیعت میں پیدا ہو
گئی ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم دنیا کے کٹے نہ بنیں اور اس کی محبت کی غلط
ہمارے دماغ میں پیدا نہ ہونے پائے۔ اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ دنیا اور دنیا طلبی
کے کہتے ہیں۔ دنیا نام ہے اُن تمام مالوں، جائیدادوں، چیزوں، اولادوں، بیویوں
متعلقین، دوستوں، خواہشوں کا جن کو حاصل کرنے کی غرض صرف اپنے نفس
یا جی کو خوش کرنا ہو اور جن کے حاصل کرنے میں انسان ایسا مشغول ہو جائے
کہ خدا کے احکام پورا کرنے کی پرواہ اور خیال نہ رہے اور دنیا طلبی نام ہے ایسی
ہی کوشش کا۔ خواہ یہ بات ایک ٹکڑے لوٹ کے حاصل کرنے میں پیدا ہو جائے
یا ایک سلطنت حاصل کرنے میں۔ پس ایک فقیر جو بھیک مانگنے میں نفس کی خوشی

چاہتا اور احکام خدا سے غافل ہو جاتا ہے بجا دنیا دار ہے خواہ وہ پتیر ہو یا مولوی اور اگر ایک لکھ پتی یا بادشاہ دولت و سلطنت حاصل کرتے ہوئے قُدائی احکام کو برابر ٹورا کرتا ہے اور دولت و سلطنت اپنے نفس کو خوش کرنے، آرام دینے کے لئے نہیں بلکہ احکام خداوندی کی تعمیل میں صرف کرنے کے لئے حاصل کرتا ہے تو وہ اعلیٰ درجہ کا دیندار ہے، دنیا دار ہرگز نہیں۔ یہی بات ہمارے اس مضمون کی جان ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیجئے اور پھر جتنی چاہیں ترقی کیجئے۔ اس موقع پر ایک اور غلط فہمی کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض مغرب پر لوگوں نے مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ انسان کی فہمگی کا انتہائی مقصد دولت، حکومت اور عزت حاصل کرنا ہے اور یہ کہ تمام اسلامی احکام ناز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سے آخری مقصد دولت و حکومت اور مادیات میں ترقی کرنا ہے، لیکن آپ کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ یہ تعلیم بالکل غلط اور محض بے بنیاد ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان کا فریب، کیونکہ اس نظر پر یہ تصور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے قرآن کریم کی تعلیمات اور احادیث کی تصریح سے صاف اٹکار ہے۔ قرآن کی بے شمار آیات بتلاتی ہیں کہ مسلمان کا انتہائی مقصد اشتیاق الہی کی خوشنودی اور اس کی رضا ہے اور یہی تمام احوالی اسلامی کا مقصد ہے اور یہ کہ جس نے احوالی انسانی سے کسی دوسرے مقصد کی نیت کی، اُس کا وہ عمل نامقبول اور مردود ہے۔ اسی طرح احادیث کی تصریحات بھی دنیا اور مادیات کی ترقی کی مذمت میں بکثرت موجود ہیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمُنَاسِكَتِي فَرَا دِيْعَةٌ كَرِيْمِي مِمَّا زَيَّنَّا لَكُمْ تَامًا جَانِبًا دِيْعَتِي (اور میری قربانی (یعنی تمام مالی عبادتیں) اور میری زندگی (یعنی میری زندگی کی تمام ضروریات اور کوششیں) اور میری وفات یہ سب (صرف) اللہ کی

بیں میں اُس کی طرف مائل۔
زکوٰۃ موجود ہے۔ چونکہ
یہ طور پر اپنے وطن
اور راجہ جاتا ہے
دعا نہیں بلکہ
اور محسوس کرتا ہے
وطن کی راحت و عزت
ہے اور سردار ہے۔
موتے ہیں یعنی
رہائے غلیظ اور
کا کہ خوش ہوتا ہے
سب سے بڑی نعمت
یہ ہے کہ دنیا طلبی
لا دون، بیویوں
اپنے نفس
اللہ ہو جائے
نام ہے اسی
ہو جائے
نفس کی خوشی

رضا مندی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ حق تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا طلبی سے بچا اور
ہماری دنیا کو سمارا دین بنائے۔ دین کو سمجھنے کی توفیق دے اور دبیدا راہ زندگی
ہم کو عطا فرمائے۔ آمین بجاو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین علیہ
السلام وعلیہ السلام والحمد للہ رب العالمین

جذبہ دہشت گردانہ انتہائی درجہ ضروریات

کسب معاش کی اہمیت و فضیلت

الملك المظفر
السلطان

الْمَسْكِينِ ۝ جَاعِلٌ الرَّزْزِيقَ دَارَ الْآخِرَةِ

وَالْأَكْمَسَابِ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَجَدَ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

[illegible]

وَابْتَغُوا مِنْكُمْ
الصلوة فانتهى وما في الآرض

اللَّهُ وَأَذْكُرُ وَاللَّهُ كَثِيرٌ أَتَعْلَمُونَ

عنه احياءه على وروى عنه صلى الله عليه وسلم انه قال من فتح قلبه ففتح الله عليه بابا من السموات
فتح الله عليه سبعين بابا من الغفور (اجزاء) وقال عمر بن الخطاب لا يقعد احدكم عن طاعة
الرزق ويقول اللهم ارزقني فقد علمت ان السموات لا تمطر في ههنا ولا في ههنا (المنهاج)

وعظاً جمعاً رماه ربيع الشافى تعطيمهم وديار دين

کتاب حاشیہ کی اہمیت و فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یعنی آسان دین عطا فرمایا۔ بعض انبیاء علیہم السلام کو ایسی بشریت یا نظام حیات دے کر بھیجا گیا تھا، جس کی بنیاد رتبہ بنیت یعنی ترکیب دنیا پر تھی۔ ایسی بشریت کے منبع کو لازم تھا کہ وہ اپنی تمام خواہشات، مقتضیات اور تعلقات کو ختم کر کے صرف عبادۃ الہی میں مشغول ہو جائے۔ نہ کسی معاملہ کرے

الْقِيَامَةِ ۝ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّ فِي لَأَكْبَرُهُ
 أَنْ أَرَى الرَّجُلَ قَارِئًا لَهَا فِي آمْرِ دُنْيَاةٍ وَلَا فِي
 آمْرِ آخِرَتِهِ ۝ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْقَائِدِ الْقَصِيدِ
 الصَّلَاةُ فَاتَّبِعُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ
 اللَّهِ وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ بَارَكَ اللَّهُ

عہ احیاء عہ درودی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من فتح علی نفسه باباً من السبل
 فتح اللہ علیہ سبعین باباً من الغفر (انبیاء) وقال عسیرہ لا یقعدا احکم کو عن طلب
 الرزق و یعول اللہ ہزار رزقنی فقد علمہ شرا ان السماء لا تحطر ذہبا ولا فضة (انبیاء)

وعظ جمعہ چہارم ماہ ربیع الثانی در تعلیم ضم و دیباہ دین

کسب معاش کی اہمیت و فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنِ اَصْطَفٰی۔ آمّا بعد
 برادرانِ ملت! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو دینِ سر

یعنی آسان دین عطا فرمایا۔ بعض انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت یا نظام
 حیات دے کر بھیجا گیا تھا جس کی بنیاد رہبانیت یعنی ترکیبِ دنیا پر تھی۔ ایسی
 شریعت کے متبع کو لازم تھا کہ وہ اپنی تمام خواہشات، مقتضیات اور تعلقات
 کو ختم کر کے صرف عبادۃ الہی میں مشغول ہو جائے۔ نہ کسب معاش کرے

اور نہ فطری خواہشات کو پورا کرے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی آسان شریعت دے کر بھیجا کہ اس پر عمل کرنے والوں کو چند قیودات کے ساتھ ان سب کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ ان تمام معاملات دنیوی کو بھی دین قرار دیا گیا اور عبادت میں شمار کرتے ہوئے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا۔ چنانچہ کسب معاش یعنی ردی حاصل کرنا بھی انسان کے فطری مقتضیات میں سے ہے اور گو بظاہر تجارت، زراعت و حرفت وغیرہ کے ذریعہ روزی حاصل کرنے کی فکر دنیا داری سی معلوم ہوتی ہے، لیکن شریعت اسلام نے اس کو بھی ایک عبادۃ شلکہ کیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میرے کوئی اپنے اہل و عیال کے لئے (حلال) خرچہ حاصل کرنے کی فکر میں متفکر اور غورم ہو کر رات گزارے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد میں تلواریں کے ہزار وار کرنے سے زیادہ افضل ہے (سنہ ۱۸۸۸ء) دیکھئے فکر معاش اور اہل و عیال کے خرچہ کا فکر کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں کس قدر اہم ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کتنا بلند درجہ ہے۔ ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا ایک صحابی سے کہ "تم خدا کی خوشنودی کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو، قیامت کے روز اس کا اجر (ثواب) تم کو دیا جائے گا" یہاں تک کہ اس ایک لقمہ کا بھی جو تم نے اپنی بیوی کے منہ میں دیا" (سنہ ۱۸۸۸ء) یعنی اگر حقوق زوجہ ادا کرتے ہوئے خدا کی خوشنودی کے لئے ایک لقمہ بھی بیوی کو کھلایا ہے تو اس کا بھی اجر ملے گا۔ اللہ اکبر خدا کی کتنی عنایت ہے کہ وہ ہماری اپنی انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے میں بھی ثواب دے رہا ہے۔ کتنا بد قسمت ہے وہ شخص جو آب بھی اپنے دنیوی کاموں میں خدا کی رضا مندی کی نیت نہ کرے بلکہ اپنے نفس کی خوشی کے لئے ہی کرتا ہے، کیونکہ رضا و خدا کی نیت سے دنیوی

اِنِّیْ لَا اُکْرِہُ

دُیَاۃً وَلَا فِیْ

اِقْصٰیہِیْ

غَوَاۤیِیْنِ فَضِلْ

عَوْنِ ۝ بَارِکَ اللّٰہُ

الی نفسه باباً من السوال
مد اھل کھر عن طلب
ذھبا ولا فضة (انبار)

بِیَا دِیْنِ

سِلَّتْ

آمَّا بَعْدُ

م کو دین میں

ریت یا نظام

یا پر حق۔ ایسی

ت اور تعلقات

معاشرے

کلام بھی اہر جاتے ہیں اور ثواب بھی ملتا ہے، بشرطیکہ جائز طریقہ پر کئے جائیں، ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ خدا کے فرض کے بعد کسبِ حلال کا تلاش کرنا بھی (مسلم پر) فرض ہے (یعنی) دیکھئے اس حدیث سے تو حلال روزی کمانا فرض ثابت ہوتا ہے اور فرض کے ترک سے گناہ ہوتا ہے اور ادا کھٹے سے ثواب بھی دیکھا آپ نے؟ کہ شریعتِ اسلامیہ میں کس قدر سہولت ہے کہ جو کام پہلے ہزار سب میں ناجائز تھا وہ یہاں جائز ہی نہیں بلکہ فرض اور عبادت میں شمار کیا گیا اس فرض کے ادا کرنے والوں کو اعلیٰ درجات کا مستحق قرار دیا گیا۔ چنانچہ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ”سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا“ (ترمذی) تجارت بھی کسبِ محاش کا ایک جائز طریقہ ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض تاجروں کا ریگردوں وغیرہ کو دنیا دار کہہ کر حشرات کی نظر سے دیکھنا اور یہ خیال عام طور پر ہر تاجر وغیرہ کے متعلق قائم کر لینا غلط ہے، کیونکہ صرف تجارۃ و حرفت وغیرہ دنیا طلبی میں داخل نہیں ہے بلکہ ہر کمانے والا شخص جو اللہ کے لئے کما لے، کمانے میں ادا لے فرض سے غافل نہ ہو، جائز طریقوں سے کما لے، جائز موقعوں میں خرچ کرے۔ مال میں اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرے، وہ بچا دینار اور اعلیٰ درجہ کا بزرگ خدا کا ولی ہے۔ اس کو دنیا دار کہنا غلط ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی کمانے والا اپنے نفس کے آرام، خوشی، عزت اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لئے ہی کما لے، ناجائز طریقوں، جھوٹ، قریب، رشوت ستانی وغیرہ سے کما لے یا کمانا جائز طریقوں سے مثلاً عورت افزائی میں، رسومات میں، سینما میں و ناجائز تفریحات وغیرہ میں صرف کرے یا اللہ اور بندوں کے حقوق اپنے مال میں سے ادا نہ کرے تو اب یقیناً ان تمام صورتوں میں ایسا مال کمانے والا ”دنیا دار“ محروم دار اور دنیا کا گتتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث

میں آچکا ہے۔ حضراتِ ہمارے اول درجہ کے تاجروں میں درجہ کے تاجروں میں ہے۔ اصلاح کر لینی چاہئے۔ امت نہت نہیں بلکہ قابلِ تعریف کرنا، کمانا فرض اور عبادت شریعتِ اسلامیہ میں سے کوئی شخص تلاشی سے کرتا ہو۔ تمہیں عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو نہ اپنے دین کے کام سے مروی ہے کہ آپؐ کے دوست رکھتا ہے (امید ہے) تو کسبِ حلال میں تین باتیں ضرور ہیں ضعف، تیسرے ہر جاتی ہے کہ لوگ واقعی یہ نصیحت ضرور جاتی ہیں۔ صف اور دریائی سفر

میں آچکا ہے۔ حضرات مہربان! ہم سب دُعا اپنے اپنے متعلق غور کریں۔ اگر ہم
 اول درجہ کے تاجروں میں ہیں تو خدا کا شکر ادا کریں۔ اگر خدا نخواستہ دوسرے
 درجہ کے تاجروں میں سے ہیں تو ہمیں فوڑا اپنی نیت اپنے عمل اور اپنی تجارت کی
 اصلاح کر لینی چاہیے۔ فرض کر مذکورہ بالا قیود کا لحاظ رکھ کر کلمہ والا سگزن قابل
 نیت نہیں بلکہ قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔ بزرگوار جس طرح رزق حاصل ہوا
 کرنا، کمانا فرض اور موجب اجر ہے، اسی طرح بیکاری اور بیکار رہ کر زندگی گزارنا
 شریعت اسلامیہ میں مذموم اور بُرا ہے۔ چنانچہ حضرت محمدؐ فرماتے ہیں کہ تم میں
 سے کوئی شخص تلاشِ رزق جھوڑ کر نہ بیٹھے، اس حالت میں کہ رزق کی ڈھانڈھ
 سے کرتا ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا؟ (احیاء) حضرت
 عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں کسی آدمی کو بیکار دیکھنا مکروہ سمجھتا ہوں کہ
 جو نہ اپنے دین کے کام میں اور نہ دنیا کے کام میں مشغول ہو۔ (احیاء) اور ابن عمرؓ
 سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن عیالدار کو جو کوئی پیشہ کرتا ہو
 (دست رکھتا ہے اور تندرست مگر بیکار شخص کو پیشہ نہیں کرتا جو نہ دنیا کے کام میں
 ہو نہ دین کے) (احیاء) حضرت لقمانؑ حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اور کہا کہ اے
 بیٹے تو کسبِ حلال کے ذریعہ فقر و تنگدستی سے بے پروا رہنا، کمزور ہر محتاج شخص
 میں یتیم باقی ضرور پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک دین میں کمزوری، دوسرے عقل
 میں ضعف، تیسرے بے مروتی اور ان یمن سے بڑھ کر جو حق بات اس میں ہے پیدا
 ہو جاتی ہے کہ لوگ اُسے ہلکا ذلیل اور بے عزت سمجھنے لگتے ہیں (احیاء)
 واقعی یہ نصیحت حرفِ بحرف صحیح ہے۔ بیکاری کی حاکمیت میں یہ تمام باتیں ضرور پیدا
 ہو جاتی ہیں۔ مضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کسبِ معاش کے لئے مؤما تنکی
 اور دریائی سفر کرتے تھے اور کھجوروں کے باغات میں کام کرتے تھے (ایضاً) میں مملکت

تر پر گئے جائیں، ایک
 حلال کا تلاش کرنا
 تو حلال روزی کی کمانا
 راداً کسب سے ثواب ملے گا
 کہ جو کام پہلے ہر اسب
 بت میں شمار کیا گیا اور
 گیا۔ چنانچہ ایک
 دن صدیقین اور شہدا
 کا ایک جائز طریقہ
 دیکھو کہ دنیا دار
 متعلق قائم کر
 نہیں ہے بلکہ ہر
 غافل ہو، جائز
 و بر بندگی کے حقوق
 اس کو دنیا دار
 خوشی،
 لہذا بقول، جھوٹے،
 عزت افزائی
 یا اللہ اور
 رتوں میں
 مسیح حدیث

صحابہ کی اقتدا کرنی چاہئے اور کسی حال میں بھی بیکار رہ کر زندگی نہ گزارنی چاہئے۔
 البتہ اس مسئلہ میں اس قدر تفصیل کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے کہ اگر ذریعہ معاش
 تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے والے کی نیت بعد اوائے فرض یہ ہے کہ بقدر کفایت حاصل
 ہوتا ہے کہ وہ اور اس کی اولاد کسی کی ایسی محتاج نہ رہے کہ سوال کرنے کی
 نوبت پہنچے تو اس کے لئے جائز طور پر کسب معاش میں مصروف رہنا افضل ہے
 اور اگر اس کی نیت بقدر کفایت سے زیادہ حاصل کرنے اور مالدار بننے کی ہے،
 (جسے لوگ آج کل ترقی کہتے ہیں) تو اب یہ تجارت وغیرہ اس کے لئے مذموم ہے اور اس کا
 نام دنیا داری یا دنیا کی محبت ہے، جس کی مذمت احادیث میں بکثرت آئی ہے۔
 ایسا شخص جس کے پاس بقدر کفایت مال ہو یا حاصل ہوتے رہنے کی صورت موجود
 ہو اُس کو مزید تمول بڑھانا جائز ہے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ عبادت الہی
 میں مصروف رہے، لیکن اگر وہ شخص اس نیت سے تجارت کرتا رہے کہ اس سے جو کچھ
 ملے گا وہ سب رفاہِ عالم اور نیک کاموں میں یا امدادِ غریبوں میں خرچ کر دے گا، تو
 اس کے لئے مشغول ہونا بہتر ہے، بشرطیکہ جائز طریقہ پر کسب کرے، نیز بیکار
 رہنا اس شخص کے لئے جو بقدر کفایت مال رکھتا ہے بڑا ہے، بلکہ اُسے عبادت
 میں مصروف رہنا چاہئے اور تندرست محتاج و فقیر کے لئے کسب معاش کا چھوڑنا
 ناجائز ہے، کیونکہ اس صورت میں سوال کی نوبت آئے گی جو کہ مذموم ہے۔ ہاں
 کسب معاش کی مشغولی کو چھوڑ دینا اس عابد شخص کے لئے جائز ہے جو پورا متوکل
 ہو کہ اس کا نفس سوال پر مجبور نہ کرے۔ نیز کسب معاش کا چھوڑ دینا اس کے لئے
 افضل ہے جو سیر پا الحق اور روحانی ترقیات میں مصروف ہو یا علومِ شریعت کو
 ادراج دینے، پھیلانے اور اپنے علم سے لوگوں کو نفع پہنچانے میں مصروف ہو جیسے علمائے
 حدیث وغیرہ یا جو لوگوں کے معاملات کی اصلاح کرنے اور تنہات کے فیصلہ

کرنے میں مصروف
 "مجھے یہ وحی ہے کہ
 بھیجی گئی ہے کہ
 چاروں کاموں میں
 کا حکم نہیں دیا
 کے علاوہ عام
 مذموم ہے اور
 نہیں۔ آج کل
 بھیک مانگنے
 کرنا حرام ہے
 ہو جائے تو یہ
 دروازہ اپنے
 (احیاء) اسی ط
 ہے کہ بیکار نہ
 بھیک مانگے
 تعالیٰ تمام مس
 عزت و آبر
 و خجائی کی ذرا
 سے غفلت
 اس امی زندگ
 علم اعز و باطل
 داد و کھروا

سرانے میں مصروف ہو، جیسے قاضی و دیگر۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 "نہیے یہ وہی نہیں بھیجی گئی کہ مال جمع کر اور تاجوروں میں سے ہر ایک کا حصہ اس میں
 بھیجی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر اور عبادہ کرنے والوں میں سے بنے۔" (ایمان) چونکہ آپ ص
 چاروں کاموں میں شہرت روز مشغول و مصروف تھے، اس لئے آپ کو کسب معاش
 سہا حکم نہیں دیا گیا، لیکن عابد و متوکل، عارف ربانی، عالم، مہج، محدث، قاضی و غیر
 کے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بیکار رہنا اور کسب معاش میں مشغول نہ ہونا سخت
 مذموم ہے اور بیکار رہ کر تندرست قوی مسلمان کو سوال کرنا تو بالکل کسی حالت میں بھی اچھا
 نہیں۔ حج کل مسلمانوں میں بیکاری کا مرض بہت ہی پھیل رہا ہے، اسی لئے ان میں
 بھیک مانگنے والے بکثرت ہیں، حالانکہ تندرست و عاقل کو گداگری کا پتہ اختیار
 کرنا حرام ہے اور ایسے شخص کو دنیا بھی نا جائز ہے۔ ہاں اتفاقی حادثے سے کوئی مجبور
 ہو جائے تو یہ اور بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے سوال کرنے کا
 (دروازہ) اپنے اُپر کھولا، اللہ تعالیٰ محبت جی کے ستر دروازے اس پر کھول دیتا ہے۔
 (احیاء) اسی طرح اور بہت سی احادیث مانگنے کی بُرائی میں وارد ہیں۔ پس یہیں لازم
 ہے کہ بیکار زندگی گناہ کو سوال پر مجبور اور کسی پر بار خاطر نہ بنیں اور در بدر
 بھیک مانگ کر اپنے آپ کو ذلیل اور مُغدا کا نام نہ بنائیں۔ دُعا فرمائیے کہ اللہ
 تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تجارت اور کسب معاش کی توفیق دے۔ اس کے لئے استأجداً و
 عت و آبر و اور ایمانداری کے ساتھ بقدر کفایت رزق عطا فرمائے اور بیکاری
 و عیاشی کی ذلت سے بچائے اور کسب معاش کرنے والوں کو مالی حرام، اکٹھا مُغدا
 سے غفلت اور دو لہند دنیا دار بننے کی بُری ہیت سے محفوظ کرے۔ اور ہماری زندگی
 اس الٰہی زندگی بنائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین
 عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا لَلَّهِ الْوَاقَاةَ الْقَاضِيَةِ الصَّلَاةَ قَاتِلَتِ الرِّضَى وَابْتِغَتْ مِنْ قَسْبِ اللَّهِ
 وَادَّكَرُوا اللَّهَ كَيْفَ يَرَوْنَ الْعَلَاءَ تَعْلِيحُونَ • سُبَّانَ اللَّهُ لَنَا وَلَعَلَّكَ الْ

گی رہ گداگری چاہئے۔
 ہے کہ اگر ذریعہ معاش
 بقدر کفایت حاصل
 سوال کرنے کی
 روف رہنا افضل ہے
 رہنے کی ہے،
 مذموم ہے اور اس کا
 بکثرت آئی ہے۔
 نہ کی صورت موجود
 عبادت الٰہی
 ہے کہ اس سے جو کچھ
 کرے گا، تو
 تیز بیکار
 سے عبادت
 اش کا چھوڑنا
 ہے۔ ہاں
 جو پورا متوکل
 اس کے لئے
 بیعت کو
 جیسے عملی ہوتے
 کے فیصلہ

وعظ جمعہ پنجم ماہ ربیع الثانی در تعلیم ضروریات دین

کسب حرام کی مذمت کا بیان

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَكَّلَنِي وَسَلَامًا عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ يَتَّقُونَ - آمَنًا بَعْدَ
برادران ملت! ہر سلطنت کی رعایا اپنے بادشاہ کی فرماں بردار اور مطیع ہوتی

ہے۔ رعایا کو اپنے حاکم کے آئین و قواعد ماننے پر دتے ہیں خواہ خوشی سے یا بھوری اور

زبردستی سے۔ اسی لئے وہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں آزاد نہیں ہو سکتی کہ جس کو

چاہے قتل کر دے، جس سے چاہے مال چھین لے یا سیکل موٹر وغیرہ جسساٹھا جائے

چاہے لیجائے بکر اُسے بھوڑا اسی طرف سے اپنی گاڑی لے جانی ہوگی، جس طرف

سے حکومت نے اجازت دی ہے۔ اگر کوئی شخص رعایا ہو کر گورنمنٹی احکام پر نہ

چلے گا تو گرفتار ہو کر جرمانہ یا قید وغیرہ سزا بھگائیگا اور اگر کوئی شخص ان احکام

کو تسلیم کرنے ہی سے انکار کر دے تو وہ اعلیٰ درجہ کا مجرم اور حکومت کا باغی شمار ہو کر

بہت بڑی سزا کا مستحق ہوگا۔ دئے زمین کے تمام انسانوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے

حکومت الہیہ کو تسلیم ہی نہیں کیا اور اسلام لانے یعنی حکومت الہیہ کی اطاعت کرنے

سے صاف انکار کر دیا ہے، وہ خدا کے باغی ہیں۔ انہی کو ہم کفار کہتے ہیں۔ وہ خدا

کی سخت پکڑ سے پہلے پہلے جو جا ہیں کریں لیکن وہ لوگ جنہوں نے خدا کی حکومت

اور اس کے آئین کی پابندی کو تسلیم کیا ہے پہلے حکم الیٰ کہیں کے قوانین کی خلاف ورزی

میں ہرگز آزاد نہیں ہو سکتے۔ انہیں خوشی سے یا بھوری سے احکام اسلام کی پابندی

کرنی ہی پڑے گی۔ کافر اپنی خواہشات پورا کرنے مال کمانے اور خرچ کرنے میں آزاد ہو

سکتا ہے، مگر مسلمان کو مال و دولت کمانے اور خرچ کرنے میں قوانین اسلام کی پابندی

وعظ جمعہ پنجم ماہ ربیع الثانی

سرفراز نام

برائے سرکار

مستحق چھ

اتک سرکاری

حلال اپنی

سچے کر

ہاں دوسرے

مسلمان کو

الہیہ سے

کوئی شے

ہوئے مال

صاف

یا فرمان

طریقہ

سے ہر

آپ

بھو

بھلے

لوگ

تو

مات

الحکم ضروریات دین

کتابیان

اصطفا - آقا بقی

الاب برادر اور مطیع ہوتی

ویشی سے یا مجبوری اور

نہیں ہو سکتی کہ جس کو

غیر جس سائنڈ یا جانے

نی ہو گئی جس طرف

رہنڈی احکام پر نہ

کوئی شخص ان احکام

کا باغی شمار ہو کر

وہ لوگ جنہوں نے

نمی اطاعت کرنے

کہتے ہیں۔ وہ خدا

خدا کی حکومت

کی خلاف ورزی

م کی پابندی

م میں آزاد ہو

م کی پابندی

م کی پابندی

م کی پابندی

کرنی لازم ہے، کیونکہ وہ کلہ پڑھ کر اللہ کی حکومت کو اپنے قاب و داغ اور اقتدار کے تسلیم کر چکا ہے۔ معزز برنگو! قوانین حکومت الہیہ میں شعبہ اقتصادیات کے متعلق چھ قوانین ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کسی مسلمان کو سوال اور بھیک اتک کر اپنی زندگی گوارہ نہ کرنا چاہیے۔ دوسرا قانون یہ ہے کہ ہر مسلمان کو بطریق حلال اپنی زندگی گوارہ نہ کرنا چاہیے۔ دوسرا قانون یہ ہے کہ ہر مسلمان کو بطریق یہ ہے کہ بطریق حلال زائد از ضرورت اپنے لئے مال کمائے میں مصروف نہ ہونا چاہیے ہاں دوسروں کے فائدہ کے لئے ایسا کر سکتا ہے، چوتھا قانون یہ ہے کہ ہر مسلمان کو صرف انہیں طریقوں اور ذریعوں سے کمانا چاہیے جن کی اجازت حق الہیہ سے حاصل ہے اور دوسرے تمام ممنوع طریقوں سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو سخت سزا کا مستحق ہوگا، ایسے ہی ناجائز طریقوں سے کمائے مال کو ہاپی حرام کہتے ہیں۔ ناجائز طریقوں سے مال کمائے کی سخت ممانعت صاف طریقہ پر قرآن و حدیث میں بیان کیا گئی ہے۔ چنانچہ احکام الہیہ کا حکم نامہ یا فرمان مقدس ہے کہ ”اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ پر مست کھاؤ مگر یہ کہ (جائز طور پر ہو مثلاً) کوئی تجارت باہم رضامندی سے ہو (تو مضائقہ نہیں) اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں“ (ع. پ) اور ہمارے بادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی ان تھک کوششوں سے احکام حکومت الہیہ کو ہم تک پہنچایا اللہ جلے ہوئے انسان کو زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ سکھایا۔ ارضا فرمایا ہے کہ ہر عاقل و بالغ قیامت کے روز بخار یعنی نافرمان ہونے کی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ مگر وہ شخص (اس حالت میں نہ اٹھایا جائے گا) جس نے خرید و فروخت میں مل

مل یا ایھا الذین امنوا لا تأکلوا الاموالکم بیتکر بلہا طرقکم

تقریٰ اختیار کیا اور سچی قسم کھائی اور سچ بولا " (ترمذی) نیز کسبِ حرام کا ایک

طریقہ مشہور ہے جس کے متعلق آپ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر اور کھانا ڈالنے پر

(سودی کاغذ) لکھنے والے پر اور (سودی معاملہ) کے دونوں گواہوں پر (مسلم)

منا آپ نے؟ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں سودی تجارت کس قدر

بُری چیز ہے، لیکن ہائے افسوس کہ بد قسمتی سے آج مسلمانوں کی تجارت کما کمر تو

میں سود کا لین دین ہے۔ کسبِ حرام کا ایک طریقہ عیب کو چھپا کر بیچنا ہے۔ اس

کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے کوئی عیب دار چیز فروخت کی اور خریدار

کو عیب نہیں بتایا وہ ہمیشہ خدا کے غضب اور عقیقہ میں رہتا ہے" (ابن ماجہ) نیز

کسبِ حرام کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کی تجارت کرے جن کا فروخت کرنا

شریعت میں حرام ہے، مثلاً مشراب کی تجارت وغیرہ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مشراب اور مُردار (یعنی وہ جانور جو مردہ ہو چکا

ہے) اور خنزیر اور مُبتوں کی تجارت کو حرام کر دیا ہے۔ (شیخین) وائے افسوس کہ وہ

مسلمان جو مشرک و کفرِ مٹلے، مشراب، مُردار، خنزیر جیسی ناپاک چیزوں کو دنیا کو ایک

کرنے کے لئے آیا تھا، آج وہی ان حرام چیزوں کے بیوپار میں مشغول ہے۔ لے مسلمان

خدا سے ڈر اور یاد رکھ مشراب وغیرہ کی طرح ایفولن، مگناجا، چرس، تنباکو وغیرہ اور

تصویروں کی تجارت بھی ناجائز ہے اور یہ بھی کسبِ حرام ہے۔ نیز کسبِ حرام کا ایک

طریقہ رشوت ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے کہ رشوت دینے والے پر، رشوت لینے

والے پر اور رشوت دلانے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ ہائے

افسوس کہ آج مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بددعا یعنی لعنت سے بھی

بہیں ڈرتے۔ اللہ اللہ کیا زمانہ آگیا ہے کہ مسلمان بھی اس سخت گناہ میں کثرت

بتلا رہے۔ کسبِ حرام کا ایک طریقہ کھوٹ مارا کر دھوکے کے فروخت کرنا بھی ہے

اس کے متعلق
سے تعلق رکھ
ال یا زمین
ایک بالشت
میں ڈال دیا
صورت مجا
سے منع فرمایا
جوان پاک
جو بعد سے
وام ہے۔ نہ
کھ کر رو
تو میں دا
طریقہ اختیا
ہے۔ خدا کی
سے طریقے
باغی ہیں،
قوانین مان
کما رکھے
اور اس بھ
بار صوی
عنه انما

اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دھو کرے، وہ مجھ سے تعلق رکھنے والا نہیں ہے؟ (مسلم) کسب حرام کی ایک صفحہ یہ ہے کہ کسی کا مال یا زمین وغیرہ ظلماً دہالی جائے۔ اس کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلماً لے لی ہو بے شک قیامت کے دن وہ اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ (ساتوں زمین کے (طبقات) سے) (ابن ماجہ) کسبِ کم کی ایک صورت جو اچھی ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور مخمر سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد) اور خود قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو ناپاک (فعل) اور شیطان کے کاموں میں سے ہے: آج کل چٹھیاں نکال کر جو عیسیہ لیا جاتا ہے وہ مشود ہے اور حرام ہے۔ نیز زندگی کا عیسہ کرنا بھی مجوا اور حرام ہے۔ نیز کسبِ حرام کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی کی جائیداد اپنے پاس رہن رکھ کر روپیہ سے دیں اور اس جائیداد کا کرایہ وغیرہ خود حاصل کریں۔ یہ صورت مشودہ میں داخل اور حرام ہے۔ ہندوؤں کی طرح مسلمانوں نے بھی نفع کمائے کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ خوب کان کھول کر من لپیٹے یہ حرام قطعاً نا جائز ہے۔ خدائی حکومت نے قطعاً اس کی ممانعت کر دی ہے۔ کسبِ حرام کے اور بہت سے طریقے ہیں جن کو معلوم کر کے ان سے بچنا ضروری ہے۔ ہندو کفار خدا کے باغی ہیں، لیکن آپ نے خدا کی فرمانبرداری کا عہد کیا ہے۔ کلمہ پڑھ کر اس کے قوانین ماننے کا اقرار کیا ہے۔ آپ ہرگز نہ جائز اور حرام طریقوں سے مال نہیں کما سکتے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو یاد رکھئے خدا کے قہر اور غضب کے سخت ہونگے اور اس بھر و سر پر بھی نہ لپٹے کہ حرام طریقوں سے خوب روپیہ کم کر گیا رہو گی، بارہویں اور محفل میلاد کا کھانا کھلا کر غائب کو کچھ دے دلا کر یا جمع وغیرہ کر کے

(نیز کسبِ حرام کا ایک دہالے برادر کھلانے والے اور گناہوں پر) (مسلم) عودی تجارۃ کس قدر نوز کی تجارۃ کے اکثر حصہ چھپا کر بیچتا ہے۔ اس پر فروخت کی اور خریدار ہے؟ (ابن ماجہ) نیز رے جن کا فروخت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانور جو مردہ ہو چکا (وائے افسوس کہ وہ ب چیزوں دنیا کو پاک شغول ہے۔ لے مسلمان جس تنباکو وغیرہ اور نیز کسبِ حرام کا ایک پر، رشوت لینے والے فحاشی ہے۔ ہائے ہی لعنت سے بھی گناہ میں بکثرت کرتا بھی ہے

اللہ تعالیٰ سے قہر و غضب سے بچ جائیں گے۔ پھر رکھتے ان باتوں سے ہرگز بچاؤ حاصل نہ ہو سکا۔ ثواب میں لیجئے کہ مالی حرام کھا کر جو عبادت کی جائے گی، وہ قبول نہ ہوگی، جو حج کیا جائے گا وہ مقبول نہ ہوگا اور جو خیرات وغیرہ کی جائیگی اس کا کوئی ثواب نہ ملے گا۔ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حتیٰ کہ مالی حرام کو خیرات کرنے پر اگر کوئی مسلمان ثواب حاصل ہونے کا اعتقاد رکھے گا تو کافر ہو جائے گا۔ کتب عقائد و فقہ میں اس کی تصریح ہے بلکہ مشریت کا حکم مالی حرام کے متعلق یہ ہے کہ حرام طریقہ پر جس سے وہ مال کمایا ہے اس کو واپس کر دو۔ اگر اس کا پتہ نہ چل سکے اور کوئی صورت واپسی کی نہ ہو سکے تو اس مال کو لیجئے۔ وہ مال جان لیجئے جو بڑے اس نیت سے کہ اس کا ثواب اصلی مالک کو پہنچے غریبوں میں تقسیم کر دو۔ یہ خیال رکھتے ہوئے کریں اس کے وبال اور عذاب سے بچ جاؤں۔ خدا کے مذاہبے بچنے کی نیت پر البتہ ثواب ملے گا۔ مالی حرام سے کھائی کر جو دھما کی جائے گی، وہ بھی قبول نہ ہوگی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ طول طویل سفر میں پریشان صورت ہو کر انڈیا سے ہاتھ پھیلا کر ڈھاکہ آ رہا ہے اور لے لے رہا ہے۔ حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے۔ اس کا لباس حرام ہے اور حرام غذا ہی سے پلا ہے (اور فرمایا کہ) بھلا اس کی دعا کہاں سے قبول ہو سکتی ہے؟ (مسلم) پس ہمیں چاہیے کہ ہم تھوڑا کمائیں مگر حلال طریقوں سے اور اسی پر قناعت کریں اور حرام طریقوں کے ذریعہ بہت کمائے۔ پچیس ادھر ہماری تجارتوں میں ناجائز کمائی کے جس قدر راستے ہوں انکو فوجاً بھٹ کر دیں اور اٹماندہ کے لئے حرام کمائی سے پختہ توبہ کریں اور توبہ سے پہلے حرام کمایا ہے وہ سب واپس کر دیں۔ اگر واپسی نہ ہو سکے تو اس کے وبال سے بچنے کے لئے ایسے تمام مل کر اپنے حلال مال سے خدا کر کے غریب و محتسین کر دیں ورنہ یہ

ذلیہ جمعہ اول جمادی

رکھتے کہ یہ مالدار کی
اللہ تعالیٰ مجھے آپس
توفیق دے اور آج
سید المرسلین صلی اللہ
عہ آلو ذیبا اللہ
بیتکے سب
خطبہ جمعہ اول

اور معصومین

الاحمید للہ

للمظلومین

إِلَّا إِلَا

تجینا صبر

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ

رکھتے کہ یہ مالدار کی سہولت مرنے کے بعد سخت ذلت اور مصیبت کا باعث بنے گی۔
 اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور سب مسلمانوں کو کسب حرام سے محفوظ رکھے۔ توبہ کی
 توفیق دے اور ہماری خطاؤں کو معاف کرے اور رحم فرمائے۔ آمین بحاجہ
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین
 آمین یا اللہ الخ یا ایہذا الشذیذین آمنوا لای تأکثوا آمنوا النعم
 یتغکم بآداب طیل ۛ بآذک اللہ الخ

خطبہ جمعہ اول، ماہ جمادی الاول، بیان آداب معاشرت اسلامیہ

~~~~~ بسلسلہ حقوق ~~~~~

اداء حقوق کی اہمیت اور ظلم و جور کی ممانعت

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَظِيمِ الْعَزِيزِ الْقَهَّارِ ۝ الْمُسْتَعِ  
 لِمَ ظَلَمُوا مِن الظَّالِمِ الْجَبَّارِ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا  
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ شَهِادَةٌ  
 بِحُسْنِ صِنِّ عَذَابِ النَّارِ ۝ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا  
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ لَا تَدْرِي لَهُ سَيِّدُ الْآلَمِينَ

ان باتوں سے ہرگز  
 عبادت کی جائے گی، وہ  
 رات وغیرہ کی جائیگی اس کا  
 حتیٰ کہ مال حرام کو خیرات  
 اتنا تو کافر ہو جائے گا۔  
 مال حرام کے متعلق یہ  
 کہ کرو۔ اگر اس کا پتہ  
 پہنچے دہائی جان  
 بچے غریبوں میں تقسیم کر دو۔  
 ڈوں۔ خدا کے عذاب سے  
 کی جائے گی، وہ بھی  
 میں کا ذکر فرمایا کہ وہ  
 دے دے کرنا ہے اور  
 میں کا پنا حرام  
 فرمایا کہ (بھلا اس  
 ہم کو ڈرا کہائیں  
 کے ذریعہ بہت  
 راتے ہوں انکو  
 ر توبہ سے پہلے جو  
 دے وبال سے بچنے



وعظ جمعہ اول ۱۰ جمادی الاول در بیان آداب مشق اسلحہ

## ادایہ حقوق کی اہمیت اور جوہر ظلم کی ممانعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَلِّیْ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الْغَیْرِہِ - اَمَّا بَعْدُ  
 بلاد ان ملت! تمام سچے مذاہب کی تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے  
 کہ ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انسان چین و امن اور راحت کے ساتھ اپنی  
 زندگی گزار سکے۔ جس مذہب پر عمل کرتے ہوئے چین و امن کی نگہداری جائے  
 وہ مذہب جھوٹا غلط اور ناقابل قبول ہے اور جس مذہب میں امن و سکون عطا کرے  
 کی صلاحیت اپنے ماننے والوں کے لئے موجود ہو مگر اس مذہب کے حاملین کو ملن  
 و سکون حاصل نہ ہو تو اب مذہب کی خطا نہیں بلکہ ایسے انسانوں کا دعویٰ مذہبیت  
 ہی غلط ہے۔ اسلام تمام دنیا کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً امن و ملائی  
 راحت و سکون کا کفیل ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں مسلمان باوجود مسلمان ہونے کے  
 راحت و اطمینان میں نہیں ہیں بلکہ ایک بے اطمینانی اور پریشان حالی میں زندگی  
 گزار رہے ہیں۔ غور فرمائیے وہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ ہم آپ کو سلطان  
 کہتے ہیں، لیکن دراصل صحیح اسلامیات کا ایک شاٹب بھی ہم میں موجود نہیں۔ ہم  
 نے صرف نماز روزہ کو مسلماننا سمجھ لیا ہے، لیکن یہ غلط ہے۔ مسلماننا ہے اللہ  
 رسول کے تمام احکامات پر عمل کرنے کا۔ نماز روزہ حج و زکوٰۃ سب کا آئینہ  
 اور انتہائی مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل میں عجب جزی، مخلوق کی ہمدردی اور  
 خوف خدا پیدا ہو، جن کی وجہ سے وہ سب کے حقوق ادا کرتا ہے اور کسی  
 کوئی تکلیف و اذیت نہ پہنچے تاکہ تمام انسانوں کو برات و چین لدا من مسلمان



# کی ممانعت

مطلوبہ - آمنا بعض

در لب لباب یہ ہے

راحت کے ساتھ اپنی

زندگی گزاری جائے

امن و سکون عطا کرنے

کے حاکمین کو امن

مطلوبہ مذہبیت

خصوصاً امن سلامتی

ن ہونے کے

حال حالی میں زندگی

اپنے آپ کو مسلمان

خود نہیں - ہم

انی نام ہے امن و

سب کا آخوری

معدودی اور

ہے اور کسی کو

امن سلامتی

زندگی نصیب ہو کر وائے لغوسوں کر عیروں سے ایذا رسانی کی یا شکایت کی جائے

یہاں تو خود امن و سلامتی کا مذہب کھنے والے مسلمان ہی ایک دوسرے کے حقوق پیسے

ایذا رسانی کے دپے نظر آ رہے ہیں۔ جاہلوں اور فاسقوں اور بد معاشرہوں کا

کیا شکوہ کیا جائے خود بڑھے لکھے سمجھدار، غازی اور روزہ دار ایک دوسرے کو

تکلیف پہنچاتے، نقصان میں لگاتے اور دوسروں کے حقوق پامال کر رہے ہیں۔

مسجد میں آکر نماز پڑھ لیتے ہیں اور دوکانوں گھروں میں جا کر خود اپنے بھائی

مسلمان کے ذیل کر رہے، بیجا دکھانے کی تدابیر سوچتے ہیں۔ جھوٹ فریب اور ناجائز

طبیعیہ برمال کمانے کی فکر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں! عجب یاد رکھو! او

کان کھول کر مشن لو کر تم ہم ہر گز محال اور سچے مسلمان نہیں بن سکتے جبکہ کہ ہم

اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو پوری طرح لوانہ کریں۔ صرف نماز پڑھ لیجیے

سے ہم سچے مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم انسانوں کے خلاف رہیں

روانیاں، حقوق ملحق اور ظلم سے اپنے ہاتھ پیر اپنے دل و دماغ کو نہ روکیں۔

بادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بائگہ دہل اعلان فرمایا ہے کہ آئینہ

میں تسلیہ المتکلمین من لسانہ و بیدہ (بخاری) یعنی مسلمان وہ ہے

جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ ہاں رکھے مسلمان کے ذمہ

دو حق ہیں۔ ایک اللہ کے حقوق جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔

ان کا حال یہ ہے کہ مسلمان کو ان کا ادا کرنا ضروری ہے، لیکن اگر ان میں

مسلمان سے کوتاہی ہو جائے تو توبہ کرنے سے معاف ہو سکتے ہیں۔ دوسرا

حق بندوں کا ہے، جیسے بڑوسی کے حقوق، مسلمانوں کے حقوق، رشتہ داروں

کے حقوق، بھائیوں کے حقوق، مال باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق، بیوی کے

حقوق وغیرہ۔ ان کا حال یہ ہے کہ بندوں کے ان تمام حقوق کا ادا کرنا ہر مسلمان ہے



واجب ہے۔ اگر کوتاہی کرے گا تو یہ حقوق تو بہ سے بھی معاف نہ ہوں گے۔ یہاں  
اذا کریمھا تو دہلا حابہ کتابکے وقت ادا کرنے پر بیگے اور بغیر ادائیگی کے جھٹکا راز  
ہو سکے گا۔ چنانچہ حدیث مشریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے  
ایسے بھائی پر اُس کی آبدیا مال (وغیرہ) کے متعلق ظلم کیا ہو اُس کو چاہئے کہ آج  
محاف کر لے، اُس دن سے پہلے جب کہ اس کے پاس نہ دینا ہوگا نہ درہم (یعنی  
روپیہ پیسہ) اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو ظلم کی مقدار کے موافق اُس سے  
لی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر لا دئے جائیں گے  
(بخاری) اور ظالم یعنی وہ شخص جو بندوں کے متعلقہ حقوق ادا کرے بلکہ حق تلفی  
کرے قیامت کے دن مغلس ہوگا کیونکہ اس کی نیکیاں مظلوم کو مل جائیں گی اور  
یہ مغلس رہ جائیگا۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جانے بھی ہو مغلس کس کو کہتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہم میں  
مغلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ کوئی سامان۔ تو آپؐ نے فرمایا میری  
امت کا مغلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوٰۃ (سب ہی  
قسم کی نیکیاں) لے کر آئے اور ساتھ ہی یہ کہ ظالم کو نکالی دے گی اسی کو جھوٹی، تھوڑی  
لگائی تھی اور اس کا مال کھایا تھا اور اس کا خون بہایا تھا اور اس کو مارا تھا۔  
پس اُس (شخص) کی کچھ نیکیاں اس کو دے دی جائیں اور کچھ اس کو، پھر اگر ادا یہ  
حقوق سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو اُن (حقوق والوں) کی خطائیں کر  
اس (ظالم) پر ڈال دی جائیں۔ اسی کے بعد اسی کو دوزخ میں جھونک دیا جائے۔  
نیز آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن حق والوں کے حقوق دلوائے جائیں گے۔  
یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بھی بے سینگ والی بکری کا قصاص دلوایا  
جائے گا۔ (مسلم) مجھ جیسے نماز پڑھ کر بے ایمانی سے کلمے اور حقوق نہ ادا کرنے

والے سے  
کر چھ  
پاس  
آپ  
نیک  
نیک  
کر  
د  
میر  
تو  
سا



منہ ہوں گے۔ یہاں  
لگی کے چھٹکارا  
الم نے فرمایا کہ جس نے  
کو چاہئے کہ آج  
کا نہ درم (یعنی  
موافق اس سے  
ادھے جائیں گے  
بلکہ حق تلفی  
جائیں گی اور  
غفور صلی اللہ  
رضی علیہ وسلم میں  
نے فرمایا میری  
سب ہی  
کو جو جلدی، تہت  
س کو مارا تھا۔  
یہ اگر ادا ہے  
ظاہر ہے کہ  
جلے ہ۔  
دلوا یا  
ازداد کرنے

والے سمجھتے ہوں گے کہ ہمارے پاس تو بہت سی نیکیاں ہیں۔ چلو نیکیاں دے  
کر چھٹکارا ہو جائے گا، لیکن یہ خیال محض دھوکہ ہے، کیونکہ نیکیاں دے کر سچا  
پاس جنت پانے کا کیا ذریعہ رہ جائے گا؟ کچھ نہیں تو پھر رونق کے مستحق ہو جائیگا  
آپ سوچیں گے کہ کیا ساری نیکیاں حقوق کے معاملہ میں چلی جائیں گی؟  
ہم نے بارہا قرآن پڑھا ہے۔ ہر حرف کے پہلے دس نیکیاں ملی ہیں تو ہماری  
نیکیاں لاکھوں کی تعداد میں ہوں گی، لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حقوق اور  
نیکیوں کا شریع تباہ کر دیا ہے۔ سنئے، نیکیوں اور حقوق کا حساب اس طرح ہوگا  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص پر (دوسے کی) ایک  
دانگ لیجئے پونے چار رتی چیز دنیا میں رہ گئی ہے تو قیامت کے دن اس کے معاف  
میں سات سو مقبول نمازیں صاحبِ حق کو دلائی جائیں گی یہ اور نامقبول نمازیں  
تو ہمارے مُنہ پر مار دی جائیں گی۔ مقبول نمازیں وہ ہوتی ہیں جو طہارۃ کاملہ کے  
ساتھ تمام آداب و شرائط کا لحاظ رکھ کر خضوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائیں  
حضور نے فرمایا کہ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِخُضُوعٍ وَ الْقَلْبِ (ترجمہ) یعنی غائر بغیر  
حضور کی قلب کے کامل نہیں ہوتی۔ اب آپ غور فرمائیں کہ ایسی کامل اور مقبول  
نمازیں آپ نے کتنی پڑھی ہیں اور پھر نا جائز مال جو آٹے کمایا ہے رتی کے  
حساب سے اس کو شمار کر لیجئے۔ مثلاً اگر کسی سے نا جائز طور پر ایک روپیہ  
کمایا ہے تو اس میں ایک توالہ چاندی ہوتی ہے اور ایک تولیہ بارہ ماہ ہوتے  
ہیں اور ایک ماہ شمار رتی کا ہوتا ہے، جس کے دو دانگ ٹوٹے لہذا ایک تولیہ میں ۲۲ دانگ ہوتے  
اور ایک دانگ کا معاف سات سو مقبول نمازیں ہیں لہذا ایک توالہ مال کے عوض ایک ہزار  
سات سو چھٹا نمازیں دینی ہوں گی۔ اب آپ اور میں دیکھیں کہ تم نے کتنا روپیہ دوسروں  
سے لیا، اللہ تعالیٰ اللہ رجاء اندہ یوخذ لدا ان سبعة صلاۃ بالجماۃ قال الشافعی  
عن القشیری صلاۃ مقبولة ص ۲۹۱۔ بحوالہ



سے غلط طور پر حاصل کیا ہے۔ پھر ہر روز بیہوشی کے عوض میں دو ہزار چار سو ننانوے کے حساب سے دیکھے کہ اس مالِ حرام کے عوض میں کتنی نمازیں آپ نے کئے ہوں گی جس قدر نمازیں آپ نے پڑھی ہیں ان میں سے کتنی نمازوں کو مقبول بنانے کی کوشش کی ہے۔ تب ہمیں نظر آئے گا کہ ہم ان ظلموں کا عوض کس تکلدا کر سکتے ہیں۔ نماز سب سے افضل اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ تب چار رقی مال کا عوض مانتا ہو نمازیں ہیں۔ دوسری گناہیں تو اس شرح سے نہیں لی جائیں گی۔ الغرض مسلمان ہاں کسی طرح بھی لوگوں کے حقوق کا معارضہ ادا نہ کر سکے گا۔ لہذا ہمیں ان کھوئی نمازوں کے بھروسہ پر نہ رہنا چاہئے اور جب نمازیوں کا یہ حال ہے تو بے غنازیوں کا حال معلوم کیا ہوگا۔ وقت ہے کہ اب بھی ہم سنبھل جائیں اور توبہ کرتے ہوئے جن لوگوں کے حقوق ہم نے تلف کر دیے ہیں ان کو ادا کریں یا معاف کرالیں۔ شہید اللہ کا ایسا مقبول بندہ ہوتا ہے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، مگر قرضے (یعنی حق العباد) اس سے پھر بھی معاف نہیں ہوتا۔ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے، جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بندہ دل کے حقوق ادا کرنا کتنی اہم چیز ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "تم میرے لئے چھ چیزیں قبول کرو۔ میں تمہارے لئے جنت قبول کروں گا (یعنی جنت کے لئے سفارش کروں گا) جب تم بات کرو تو جھوٹ مت بولو۔ جب وعدہ کرو تو خلاف نہ کرو۔ جب تمہارا پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کرو۔ (غیر محرم کو دیکھنے سے) اپنی آنکھیں نہ پٹی کرو۔ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو۔ اپنے ہاتھ پیر کو حرام سے بچاؤ اور قنت میں داخل ہو جاؤ (احیاء) نیز آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز چند ایسی قومیں تضرع لائی جائیں گی جن کے اعمال تہا نہ بیچاؤں گے اور ان کو دوزخ ملے" (بیان علیہ درمدی، صاحب مجمع البحرین ۱۲)

(میں لال بیٹے کا ہونے والے تھے) (تجربہ کے لئے) جاؤں پڑتے تھے۔ حق تلف کرنے پر چھوڑ کر پڑے۔ قدرت فائدہ مسلمان کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دی۔ مردہ۔ حال تہوں۔ میں مبتلا ہوں۔ ان میں سے۔ کے بعد سے۔ ہے۔ اللہ۔ ہمارا کیا۔ کما ہے۔ سے غافل۔ علم۔ علیہ وسلم۔



۱۱ دو ہزار چار سو نمازیں  
 انہیں آپ نے کئے ہیں اور  
 کو مقبول بنانے کی  
 کس تک ادا کرتے ہیں  
 مال کا عوض سات سو  
 الغرض مسلمان ہاں کسی  
 میں ان کھوئی نمازوں  
 تو بے غازیوں کی حال  
 تے ہوئے جن لوگوں کے  
 - شہید اللہ کا  
 پر کرنے سے پہلے  
 الجہاد) اس کے  
 ہے، جس سے  
 چیز ہے۔ ایک اور  
 بڑی قبول کرو۔ من  
 جب کوں گلا) جب  
 کرو۔ جب تمہارا  
 نہاں سکھیں۔ سچی  
 اور جنت میں  
 قومی حق میں  
 دو دفع

(میں لڑا ہے گا) حکم کیا جائے۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا وہ نماز  
 رکنے والے تھے۔ فرمایا ہاں وہ نماز پڑھتے تھے، لڑنے دیکھتے تھے اور رات میں  
 (تہجد سے لے کر) جاگتے تھے، لیکن جب ان کے سامنے دنیا پیش کی جاتی تو اس پر  
 ڈٹ پڑتے تھے۔ (احیاء) دیکھا آپ نے یہ ہے بیچارہ! حرام اور دوسروں کے  
 حقوق تلف کرنے کا۔ ایک اور حدیث میں ہے: ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم اتنی نماز  
 پڑھو کہ گوبر ٹپے ہو جاؤ (یعنی عبادت کرتے کرتے کمر جھک جائے) اور اس  
 قدرے رکھو کہ ناسخ کی طرح ہو جاؤ۔ تب بھی بغیر حرام سے بچے ہوئے یہ  
 عبادت فائدہ نہ دے گی۔ غور فرمائیے کہ حرام مال اور حقوق کا ادا کرنا ایک  
 مسلمان کے لئے کس قدر اہم چیز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں۔  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبریہ سے گذرے تو آپ نے صاحب قبر کو آواز  
 دی۔ مردہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں  
 حال ہوں۔ فرمایا اب یہاں تو کس حال میں ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ اسی مصیبت  
 میں مبتلا ہوں کہ ایک دن ایک شخص کی لکڑیاں لاد کر لے جا رہا تھا۔ راستے میں  
 ان میں سے ایک تنکا توڑ کر خال کر کے ڈال دیا تھا۔ (بغیر اجازت مالک کے) مرنے  
 کے بعد سے اب تک اس کے تنکے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور اسی پر سزا دی جا رہی  
 ہے۔ اللہ اللہ کس قدر خوفناک بات ہے کہ جب ایک تنکے پر بھی مواخذہ ہے تو  
 ہمارا کیا حال ہو گا کہ ہم نے ہزاروں ردیہ ناجائز طور پر لوگوں سے کمایا اور  
 کمائی ہے ہیں۔ اکثر لوگ شفاعت کے بھروسہ پر حرام و حلال اور ادائیگی حقوق  
 سے غافل ہیں۔ اُن کو یہ حدیث کلاں کھول کر سن لینی چاہئے کہ حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے کسی کو ایسی حالت میں نہ پانڈوں کہ وہ قیامت  
 نہ پہنچے بنا ہوا دھاگہ جو کمان میں باندھا جاتا ہے ۱۲ علیہ از موعظ الشریعہ ۱۲



کے دن گردن پر آؤنٹ لائے تھے اور اسلام ہو کر آؤنٹ مشورہ پائے اور شیخ محمد  
 یا رسول اللہؐ مجھے پائیے اور میں جواب دوں کہ میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ میں تو  
 پہلے ہی اطلاع دے چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ قیامت کے  
 دن اسی گردن پر گھوڑا لا کر لا رہا ہو اور وہ نہ ہنسنا ہو اور مجھ سے کہے یا رسول اللہؐ مجھ  
 پائیے اور میں کہوں کہ میرے اختیار کی کیا بات ہے۔ میں تو پہلے ہی سنا چکا تھا۔  
 میں کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ وہ گردن پر بکری لائے لا رہا ہو، جو بول  
 رہی ہو اور وہ کہے یا رسول اللہؐ مجھے پائیے اور میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا  
 میں تجھ کو خدا کا حکم پہنچا چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو قیامت میں اس حالت میں پاؤں  
 کہ گردن پر غلام لائے آ رہا ہو جو صحیح رہا ہو اور کہے یا رسول اللہؐ مجھے پائیے  
 اور میں جواب دوں کہ میرے بس کی کیا بات ہے، میں تو خبر دے چکا تھا۔ میں تم  
 میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کپڑے گردن پر لا رہا ہو کہ وہ  
 ہل رہے ہوں اور کہے یا رسول اللہؐ مجھے پائیے اور میں جواب دوں کہ میں نہیں  
 لے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں تو تبلیغ کر چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ  
 وہ برہنہ قیامت مال منقولہ (سونا چاندی وغیرہ) گردن پر لئے آ رہا ہو اور کہے کہ  
 یا رسول اللہؐ مجھے پائیے۔ اور میں کہوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں تجھ  
 کو تبلیغ احکام کر چکا تھا۔ (مسلم) سن لیا آپ نے اس حدیث کو، یاد رکھیے  
 کہ اس حدیث کا تعلق تمام حقوق العباد سے ہے۔ بندوں کا حق ادا کرنا اس  
 اہم چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم ایسی  
 کمائی سے بچیں جس سے بندوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں یا ان پر ظلم ہوتا ہے یا اللہ  
 کی نافرمانی لازم آتی ہو اور ہمیں توبہ کی توفیق دے۔ مال حرام واپس کرنے کی  
 ہمت دے۔ صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور ہم پر رحم فرمائے۔ آمین بجاہ



سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین -

عَلَّوْ ذِی بَالِ اللّٰهِ الْحَاقِّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اٰیٰتِہَا بَہُمْ فِظْلِمٍ  
وَاللّٰکَ لَہُمْ اَلَا مَنٌ وَہُمْ مُہْتَدُوْنَ ؕ بَارِکَ اللّٰهُ الْ

خطبہ جمعہ دوم ۱۰ جمادی الاول - بیان آداب معاشرت اسلامیت

بِسَلْسَلَةٍ اِدَاعٍ حَقُوْقٍ حَقُوْقِ مُسْلِمٍ بِمُسْلِمٍ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلٰکُوْتِ ؕ وَالْعِزَّةِ

وَالْہِدٰیۃِ وَالْجَبْرِ وَتِ ؕ اَدَبُ الْخَلَائِقِ دُأَبُ

اَلْعَاقِبَةِ ؕ وَنَدَبُهُمْ اِلٰی الْمَلَآطِفِ وَالْمُکَاشِرَةِ ؕ

اَشْرَفُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِکَ لَہٗ

اَلْمُلْکِ الْمَعْبُوْدِ ؕ وَاشْرَفُ اَنْ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا

حَمْدًا عَظِيْمًا وَرُسُوْلَہُ الْخَاصِ الْمَحْمُوْدِ ؕ صَلَّی

اللّٰهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَآصْحَابِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ؕ

سے رکھے یا رسو لا شریحہ پہلے ہی سنا چکا تھا۔

لارہ ہوا، جو مول

ا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا

اس حالت میں یا میں

اللہ مجھے بجائیے

دے چکا تھا۔ میں تم

پر لاد رہا ہوں کہ وہ

دونوں کر میں تیرے

ا کہ نہ پاؤں کہ

آ رہا ہو اور کچھ کہ

ر سکتا۔ میں تجھ

ک کو، یاد رکھئے

حق ادا کرنا اس قدر

ت سے کہ ہم ایسی

ظلم ہوتا ہے یا اللہ



الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ - حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ  
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وعظ جمعہ دوم ماہ جادی الاول در بیان آداب شرعہ ۲

## حقوق مسلم ہر مسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَكَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنِ اَصْطَفٰہُ۔ اَمَّا  
برادران ملت! حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "لے ایمان والو! اللہ سے  
وری پوری طرح ڈرو اور (کو شش کر کو کر) مسلمان ہو کر مروجہ مطلب سے کہ اللہ  
تعالیٰ کا پورا خوف رکھ کر اس کے تمام احکام پر عمل کرو۔ یہ نہ کرو کہ بعض احکام پر عمل کرو  
اور بعض پر نہ کرو۔ بزرگو! اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ ہر ایک  
مسلمان دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، جس نے ہمارے لیے ایسے  
کامل مکمل رسول مہملی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جنہوں نے ہمیں تمام احکام بتلے تفصیل بتائے  
جنہوں نے انسان کو انسان بننے کی مکمل تعلیم دی" جنہوں نے آدمی کو آدمی بنایا  
معاشرہ اور باہم مل جل کر زندگی بسر کرنے کے طریقے سکھائے۔ بجز آداب  
معاشرہ کے ایک یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کیا جائے۔ ان  
حقوق کی ایک قسم وہ حقوق ہیں جو ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر عائد ہوتے



رَقَّة بَيْنَ الْعِبَادِ ۝

وَسَلِيمٍ ۝ فَتَرَوْهُ وَ

أَنَّ لَا نُؤْذِي مُثَلًّا

سَلَامَةً وَسَلَامًا ۝

نَ لِسَانِهِ وَبَيِّنًا ۝

لَا يَجِلُّ مُسْلِمًا ۝

وَقَالَ عَلَيْهِ

يَهْجُرُ أَخَاةَ

كُنَّا الْكَثِيرَ

فِي أَدَاةِ

الْحَارَةِ وَالْإِبْرَاءِ

لَا تَحْبُ لِنَفْسِكَ

تَهْدِي رَأْيَهَا الْجَلِيلُ ۝ أَعُوذُ بِاللَّهِ يَا أَيُّهَا  
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ  
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وعظ جمعه دمام ماه جادی الاول در بیان آداب شریعت

# حقوق مسلم بر مسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. اما  
برادران ملت! حق تعالی کا ارشاد ہے کہ "لے ایمان والو۔ اللہ سے  
پوری پوری طبع ڈرو اور (کو شش کر کرو) مسلمان ہر کر مویہ مطلب یہ ہے کہ اللہ  
تعالیٰ کا پورا خوف رکھ کر اس کے تمام احکام پر عمل کرو۔ یہ نہ کرو کہ بعض احکام پر عمل کرو  
اور بعض پر نہ کرو۔ بزرگو۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں سے ایک حکم یہ ہے کہ ہر ایک  
مسلمان دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، جس نے ہمارے لیے ایسے  
کامل مکمل رسول مکی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جنہوں نے ہمیں تمام احکام پر تفصیل بتائی  
جنہوں نے انسان کو انسان بننے کی مکمل تعلیم دی، جنہوں نے آدمی کو آدمی بنا  
معاشرت اور باہم مل جل کر زندگی بسر کرنے کے طریقے سکھائے۔ بجز آدمی آپ  
معاشرت کے ایک یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کیا جائے۔ ان  
حقوق کی ایک قسم وہ حقوق ہیں جو ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر عائد ہوتے



مسلمان کی طرف ایسی نظر سے  
دیکھا حق یہ ہے کہ ہر مسلمان سے  
اپنی برائی نہ جتنے کیونکہ  
(قرآن) اور حضورؐ نے فرمایا  
سرو اور کوئی کسی پر خیر نہ کرے  
کرنے لگے تو دوسرے کو دھوکہ  
دکتر کا چہرہ بکھرتے نہ دے  
دوسرے کی مری نہ مٹنے او  
جس کے متعلق ہو اس کو نہ  
اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ  
یہ ہے کہ جس سے جان پہچان  
مسلمان کو کلام تمکث کرے۔  
نہیں کہ وہ اچھے بھائی سے  
وہ مسلمان بہتر ہے جو خود  
نیک ہو سکے دوسرے مسلمان  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
اور فرمایا کہ ایمان کے بعد  
بڑے کے ساتھ احسان  
میں تین دفعہ اجازت  
اس پر جبرانہ مانے۔ اللہ  
نواں حق یہ ہے کہ ہر ایک

ہیں، آج انھیں کو بیان کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اللہ رسولؐ کی رحمت  
اور عظمت کو پیش نظر رکھ کر ان حقوق کی تفصیل کو غور اور دلچسپی کے ساتھ سنیں  
اور عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مسلمان پر دوسرے  
مسلمان کا پہلا حق یہ ہے کہ جب اُس سے ملے تو سلام کرے۔ اسلام میں  
سلام کی حیثیت مساویانہ اور مشفقانہ برتاؤ کی ہے۔ تعظیماً نہ برتاؤ کی  
نہیں ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ سلام کرنا کسی کی تعظیم میں شمار ہے۔  
اسی لئے بڑے لوگ چھوٹوں کو سلام نہیں کرتے اور والد فریادوں کو سلام نہیں  
کرتے۔ حاکم اور عہدار رعیت کے افراد کو اور استاد شاگرد کو سلام نہیں کرتے۔  
یوں سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے سلام کیا تو ہم چھوٹے اور وہ ہم سے بڑا ہو گیا، حالانکہ  
یہ خیال غلط ہے۔ سلام کرنے سے کوئی بڑا چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ بڑا  
بن جاتا ہے، کیونکہ سلام ایک دعا ہے اور عموماً بڑے ہی چھوٹوں کو دعا دیا کرتے  
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر صحابی کو بلکہ لوگوں اور بیروں  
تک کو سلام کیا کرتے تھے۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا،  
جب دوسرے مسلمان سے ملے تو سلام کیا کرے۔ البتہ چھوٹوں کو سبقت کرنی  
چاہئے۔ دوسرا حق یہ ہے کہ جب مسلمان پھینک لے تو سننے والا ہر حکم اللہ  
تک ہے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اپنی زبان یا ہاتھ یا قلم وغیرہ سے تکلیف  
دے۔ چارہ کہتے ہیں کہ دو زخموں پر مرضی خارش مسلط کر دیا جائے گا، جس کی وجہ  
وہ اپنا بدن بھلا دیں گے، یہاں تک کہ ہڈی نکل آئے گی۔ تب آواز دی جائیگی،  
لے فدا کیا تجھے خارش تکلیف دے رہی ہے۔ وہ کہے گا جی ہاں۔ تب اس سے  
کہا جائے گا، یہ اس لئے مسلط کی گئی ہے کہ تو مسلمان کو تکلیف دیتا تھا۔  
(احیاء) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ



مسلمان کی طرف ایسی نظر سے (بھی) دیکھے، جس سے اسے تکلیف پہنچے۔ (احیاء)  
 جو تھا حق یہ ہے کہ مسلمان سے تواضع اور انکساری کے ساتھ ملے اور کسی پر  
 اپنی برتری نہ جتائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی تکبر فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔  
 (قرآن) اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ عاجزی اختیار  
 کرو اور کوئی تم کسی پر فخر نہ کرے، لیکن اگر کوئی شخص (غلطی سے) دوسرے پر فخر  
 کرنے لگے تو دوسرے کو چاہیے کہ وہ اسے برداشت کرے۔ (احیاء) اور برائی  
 و تکبر کا علاج تکبر سے نہ دے۔ یا بخواتین حق یہ ہے کہ لوگوں کی جھیلیاں جو ایک  
 دوسرے کی کمریوں نہ بنیں اور گفتگو سے منع کر دے اور خود بھی کسی سے غیبت سن کر  
 جس کے متعلق ہو اس کو نہ پہنچائے کیونکہ اس سے آپس میں لڑائی ہو جاتی ہے  
 اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ”جنت میں پوچھو داخل نہ ہوں گے۔“ (احیاء) چھٹا حق  
 یہ ہے کہ جس سے جان پہچان ہو چکی ہو، اگر اس پر غصہ ہو جائے تو تین روزے یا  
 سلام کو کلام ترک کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی ملان کیلئے حلال  
 نہیں کہ وہ ایچہ بھائی سے سلام و کلام آئین روزے زیادہ چھوڑے اور مل دو ذریعہ  
 وہ مسلمان بہتر ہے جو خود سلام شروع کرے (احیاء) ساتواں حق یہ ہے کہ جہاں  
 تک ہو سکے دوسرے مسلمان کے ساتھ احسان کرے اور اس میں اصل و فاصل کو نہ دیکھے  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احسان کرنے نہ تو ہر اصل اور غیر اصل کے ساتھ  
 اور فرمایا کہ ایمان کے بعد اصل عقلمندی یہ ہے کہ لوگوں سے محبت رکھے اور ہر اچھے  
 بُرے کے ساتھ احسان کرتا رہے۔ (احیاء) آٹھواں حق یہ ہے کہ کسی کے گھر  
 میں تین دفعہ اجازت لئے بغیر داخل نہ ہو۔ اگر اجازت نہ دی جائے تو لوٹ لے لو  
 اس پر مٹا نہ مانے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گھروں میں بغیر اجازت لئے داخل نہ ہو۔ (قرآن)  
 نواں حق یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے اور ان کی سمجھ کے

اللہ در رسولؐ کی محبت  
 دور دیکھیں کہ ساتھ نہیں  
 کہ ہر مسلمان پر دوسرے  
 کرے۔ اسلام میں  
 تعظیماً نہ برتاؤ کی  
 تعظیم میں شمار ہے۔  
 زریعوں کو سلام نہیں  
 کہ سلام نہیں کرتے۔  
 بڑا ہو گیا، حال کو  
 لکہ اور زیادہ بڑا  
 دس کو دعا دیا کرتے  
 رکوں اور بیویوں  
 چھوٹا ہو یا بڑا،  
 کں کو سبقت کرنی  
 والا یہ حکم اللہ  
 م و غیرے تکلیف  
 ہا، جس کی وجہ  
 واز دی جائیگی،  
 ں۔ تباہی سے  
 دیتا تھا۔“  
 لال نہیں وہ دوسرے



ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے حضور کتنا ہے۔ جو نماز روزہ اور صلح کر کے وہ چیز صلح کر دے درمیان ہادی اتنی اہم چیز ہے کہ کی پوشیدہ باتوں نے فرمایا ہے کہ جو عیبوں کو چھپا کر یہ ہے کہ جب مفید ہو سکتی ہے پوری کرنے پر مجھ سے سوال کی اہل حاجات کی حق یہ ہے کہ جو لیکن سلام کے مسلمان کی آج جب کہ اس پر آبرو کے لئے ہے کہ حتی الامکان یہ تمہوں سے

مطابق ان سے معاملہ کرے۔ سوال حق یہ ہے کہ بڑے بوڑھوں کی عزت و احترام کرے اور بچوں پر رحم و شفقت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ کم میں سے نہیں ہے (ایا یعنی ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک سعادت میں ہے کہ بڑوں کی عزت کرنے سے عمر زیادہ ہوتی ہے۔ (امیاء) گیا رھواں حق یہ ہے کہ سب خندہ پیشانی اور نرمی کے ساتھ پیش آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو وزخ کی آگ کس پر جہاں کی تھی۔ صیبا نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا اس پر جو نرم کلام ہو۔ جس سے ملاقات آسان ہو، نرم اخلاق والا ہو۔ (امیاء) بارہ سوال حق یہ ہے کہ جو شخص اپنی ہیئت و صورت و لباس سے بڑے مرتبے کا معلوم ہوتا ہو اس کی زیادہ توقیر کرے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت اصحاب ایک گھر میں آئے۔ گھر بالکل بھر گیا۔ پھر جریر بن عبد اللہ بخاری آئے اور دلیز پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ جریر بن عبد اللہ بخاری نے چادر مبارک کو چہرے لٹایا۔ بوسہ دیا اور رونے لگے اور لپیٹ کر واپس کھدی اور عرض کیا۔ میں اس لائق نہیں ہوں جو حضور کی چادر پر بیٹھوں۔ اللہ آپ کو مزید عزت دے، جیسا کہ آپ نے مجھے عزت دی۔ حضور نے دائیں بائیں جانب صیبا کو دیکھ کر فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔ (امیاء) اس سے یہ بھی معلوم ہوا اپنے بڑے مثلاً اکتا دیا سیر و غیرہ کے کپڑے یا بستر پر بیٹھنے کی جگہ پر شاگرد و مرید وغیرہ کو بیٹھنا مناسب نہیں خلاف لایق۔ تیرھواں حق یہ ہے کہ جب کبھی دو مسلمانوں میں جھگڑا ہوتا دیکھے حتی الامکان صلح کرانے کی کوشش کرے۔ یوں نہ سمجھے کہ میں کیا مطلب جو ہم صلح کرانے میں کوشش کریں۔ اکثر لوگ ایسا خیال کر کے خاموش



ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اگر آپ صلیح کرنے کی طاقت ہے تو غائب موعظ رہنا گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں

جو نماز روزہ اور صدقات سے بھی افضل ہے۔ عرض کیا گیا ضرور فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ چیز صلیح کرانا ہے (اجیاء) اور فرمایا ہر جھوٹ لکھا جائیگا، گویہ کہ جہاد میں یادو کے درمیان صلیح کرانے میں یا بیوی کو خوش کرنے میں بولا جائے (اجیاء) کھلیج کرانا اتنا اہم چیز ہے کہ جھوٹ بھی اس کے لئے جائز ہے۔ چودھواں حق یہ ہے کہ مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کو پوشیدہ ہی رکھے اور کسی کے عیب ظاہر کرتا نہ پھرے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا، قیامت کے روز اللہ اس کے عیبوں کو چھپائے گا (اجیاء) یاد رکھئے کہ عیب جوئی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ بندھواں حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی سے سفارش چاہے تو اگر اس کی سفارش مفید ہو سکتی ہے تو ضرور اس کی سفارش کرے اور حتی الامکان اس کی حاجت پوری کرنے میں کوشش کرے۔ حضور نے فرمایا کہ لوگ میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے سوال کیا جاتا ہے اور حاجت طلب کی جاتی ہے اور تم میرے پاس نہیں آئی حاجت کی میرے پاس سفارش کرو۔ تم کو اجور دیا جائے گا (اجیاء) سو لوگوں حق یہ ہے کہ جب مسلمان سے ملے تو بات کرنے سے پہلے سلام کرے اور مصافحہ کرے لیکن سلام کے لئے جھکنا منع ہے۔ (اجیاء) سترھواں حق یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی آبرو مال اور جان کی حفاظت و حمایت کرے اور اس کے لئے لڑے جب کہ اس پر ظلم کیا جا رہا ہو۔ حدیث میں آئی ہے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے بھائی کی آبرو کے لئے لڑے یہ عمل ماسی کے لئے دوزخ سے آگڑ ہو جائیگا (اجیاء) اٹھارہواں حق یہ کہ حتی الامکان مساکین اور فقراء سے تعلق رکھے اور مالداروں سے بچے اور یتیموں کے ساتھ احسان کرے۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرد

کہ کہ بڑے بوڑھوں کی عزت و حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم نہ کرے وہ تم میں سے بہتر ہے (اجیاء) یہی ہے کہ ”بوڑھوں کی عزت کرنے ہے کہ سب خندہ پیشانی اور نرمی کیا گیا تم جانتے ہو دوزخ کی آگ کے رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا نرم اخلاق والا ہو۔“ (اجیاء) سب سے بڑے مرتبے کا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا۔ پھر جریر بن عبد اللہ بخاری نے کہ ان کی طرف پھینکی اور آراک کو چہرہ سے لگایا۔ بوسہ نہیں اس لائق نہیں انہوں جو جیسا کہ آپ نے مجھے عزت دے جب تمہارے پاس کسی یہ بھی معلوم ہو کہ اپنے بڑے پر شکر و شریہ وغیرہ کو کب بھی دد مسلمانوں میں یوں نہ رکھے ہمیں خیال کر کے خاموش



کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے بچو، دریافت کیا گیا، مرنے کوں ہیں۔ فرمایا: "مالدار لوگ!" (احیاء) اور آپ کی عبادۂ بشریفہ تھی کہ آپ مسکین فقراء کے ساتھ بیٹھنا پسند فرماتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مین ہونے کی حالت میں وفات دے اور مسکینوں کی جماعت میں اکٹھا۔ انیسویں حق یہ ہے کہ ہر مسلمان سے بحیثیت مسلمان ہونے کے محبت رکھے اور جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اس کے لئے پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتا ہے وہ تمام مسلمانوں کے لئے ناپسند کرے۔ بیسویں حق یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آئے تو تین دن تک اس کی مہمان نوازی کرنا ضروری ہے۔ خواہ پہلے سے اس کی جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ مسلمان ہونا ہی سب سے بڑی دوستی ہے۔ اکیسواں حق یہ ہے جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی بیماریا مریسی کرے۔ بیماریا مریسی کا طریقہ یہ ہے کہ بیٹھے زیادہ سوالات سریفوں سے نہ کرے اور عافیت کی دعا کرے۔ بائیسویں حق یہ ہے کہ مسلمان کے جنازہ میں حاضر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلے اسے ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو دفن کرنے تک ٹھہرا رہے اسے دو قیراط کا ثواب ہے اور حدیث میں ہے کہ (آخرۃ کا) قیراط اھمیا کی برابر ہوتا ہے۔ (احیاء) بیسویں حق یہ ہے کہ مسلمانوں کی قبور کی زیارت کرے تاکہ اس کے ایصالی ثواب کرنے سے اموات کو قائدہ پہنچے۔ زیارۃ قبور سے مقصود دراصل دعا کرنا اور عبقرۃ حاصل کرنا اور دل کو نرم کرنا ہے۔ آداب زیارۃ قبور میں سے ہے کہ اپنی موت کو یاد کرے، سنسی مذاق نہ کرے، زیادہ باتیں نہ کرے اپنے لئے اور صاحبِ قبور کے لئے مغفرت کی دعائ مانگے۔ حاضرین یہ ہیں وہ حقوق و آداب جو عام مسلمان کے لئے ہر مسلمان پر عائد ہوتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ باتیں معمولی معلوم ہوتی ہیں، لیکن حقیقت میں اپنے فرائض کے لحاظ سے بہت اہم باتیں



ہیں: ان پر عمل کر کے دیکھئے کہ خود آپ کو ان سے کس قدر فائدے حاصل ہوں گے اور پوری قوم مسلم کو کیا فوائد حاصل ہوں گے۔ ان حقوق کو ادا کرتے رہتے سے مسلمانوں میں باہم صحیح اور سچی محبت و ہمدردی پیدا ہو جائے گی جس سے اتفاق و اتحاد پیدا ہو گا اور پھر قوم متفقہ طور پر باہم ترقی پر پہنچے گی۔ اتفاق پر یکجہ اور وعظ کہنے سے اتفاق پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کی صحیح ترکیب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حقوق ہر مسلمان پر مقرر فرمائے ہیں ان کو عملی طور پر ادا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے متعلق حقوق بخشنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

عَلِ اَعُوذُ بِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَللّٰهُ حَقُّ نَفْسٍ اَتِيَتْهُ وَلَا تَهْشَوْا شَيْئًا اِلَّا وَ اَنَّهُ مُجْتَهِدٌ مِّسْلِمٌ مِّنْكُمْ ه تَبَارَكَ اَللّٰهُ اَلْ

رُحْبَةُ جَمْعِهِ سَوْمًا مَا هِ جَمَادِي الْاَوَّلِ دُرِّ بَيَانِ آدَابِ مَعَا شَرَقِ اسْلَامِيَّةِ

بِسلسلہ اداء حقوق - حقوق جوار و اقارب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَنْطَبَعِيْ

مَدَنِيًّا ۝ وَبَعَثَ الْاِيْمَانَ رَسُوْلًا عَرَبِيًّا عَدَنِيًّا ۝

وَمَا اَرْبَابًا اِلٰهًا صَاطَا سَوِيًّا ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ



و عِظَا جَمْعُ سُرْمٍ مَا هُوَ جَمَادِي الْأُولَى بَيَانِ آدَابِ شَرَقِ اسْلَامِيَّةٍ

## حقّی جوار و اتقاری

أَلَيْسَ مِنْهُ دِيْنٌ وَكَفَى وَصْفًا لِمَنْ عَمِلَ بِهِ عِبَادُ اللَّهِ بَيْنَ أَصْطَفَى - آتَا أَبَدَر  
بَلَدِيْنِ لَمَعَتْ الْإِنْسَانُ مَدَنِي الطُّلُجِ بَنَا يَكْبِيَا هُوَ اس لَيْتَ وَه مَحَامِلْ هُوَ

کر دو سرووں کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارے۔ یہ نامکون ہے کہ ایک شخص حق  
تہنا کہ اپنی تمام ضروریات اپنے ہاتھ سے مہیا کرے۔ یہست منزل، سیاحت مدنی  
اور زیارت ملکی ان سبھی اصول و اصول انسان کی یہی طبیعت فطرہ ہے  
لیکن اس کی اجتماعی زندگی میں اگر سوسائٹی کے مناسب قوانین طبع نہ ہوں تو اس  
کو زندہ رہنا ہی مشکل ہو جائے۔ بلکہ تو انسان نے اپنی اجتماعی حیات کے لئے  
بارہا قوانین بنائے مگر وہ کبھی اس میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکا، کیونکہ وہ  
انسان کی حقیقت سے پوری طرح واقف نہ ہو سکا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو  
انسان کا خالق و موجد ہے اور اس کی حقیقت و حیثیت کا پورا علم رکھتا ہے،  
انہی لطف و کرم اسکی اجتماعی حیات کے لئے مکمل و مختص قوانین بنائے اور ان میں  
میں سے کامل ترین انسان کی زبان مبارک سے ان کو ظاہر فرمایا۔ یہی وہ قوانین و  
آئین ہیں، جن کے مجموعہ کو شریعت اسلام کہتے ہیں۔ یہی وہ قوانین و  
اس مجموعہ میں انسان کو مل جل کر زندگی بسر کرنے کا جواب طریقہ بتایا گیا ہے جس کو  
آداب یا عبادت کہتے ہیں۔ ان آداب میں سے ایک یہ کہ ہر شخص دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ اور ان  
حقوق میں سے کچھ حقوق وہ ہیں جو ایک سالن کے لئے دوسرے پر عائد ہوتے ہیں۔ ایسے  
حقوق کی گزشتہ جمعہ کو بیان کئے گئے تھے اور کچھ ایسے حقوق ہیں جو ہر فرد کے لئے



# آدابِ معاشرتِ مسلمانان

۱

۱- اصطفا۔ اَصْلًا اور

۲- اس لئے وہ محتاج ہے

۳- نہا محسوس ہے کہ ایک شخص حق

۴- سب سے منزلہ سیاحت مدنی

۵- کی نہ ہی طبعی فطرۃ ہے

۶- قوانینِ مروج نہیں تو اس

۷- اجتماعی حیات کے لئے

۸- نہیں سکا، کیونکہ وہ

۹- لئے اندر تعلل نے جو

۱۰- خود را علم رکھتا ہے،

۱۱- لئے افسوسناک ہے،

وہ مسرت پروردگار کی طرف سے ہے۔ اے اللہ! یہ حق ہے کہ میں اللہ کے لئے حق ہوں، ہر  
 شے دار کے لئے دوسرے رشتہ دار پر عائد ہوتے ہیں۔ آج کی غلط سنی صحبت میں مانجی  
 دونوں قسم کے حقوق کو آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ گزارش ہے کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پڑھو! حق قسم کے ہیں۔ ایک وہ جس کے لئے ایک  
 حق ہے، دوسرا وہ جس کے لئے دوسرے حق ہیں۔ تیسرا وہ جس کے لئے تین گنا حقوق  
 ہیں۔ پس وہ شخص جس کے تین گنا حقوق ہیں وہ بے جو کسی کا پڑوسی ہو مسلمان ہو  
 اور رشتہ دار بھی ہو۔ دوسرے حق واللہ وہ ہے جو صرف مسلمان اند پڑوسی ہو، ایک  
 حق واللہ وہ ہے جو صرف پڑوسی ہو مسلمان نہ ہو۔ (احیاء المسیت) اس سے معلوم ہوا کہ کارو  
 مشرک پڑوسی کا بھی حق ہے۔ اب سنئے کہ حقیقی جملہ وہ ہیں کہ پڑوسی جب بیمار ہو تو  
 بیمار پڑوسی کرے اور جب کوئی مصیبت اس کو پہنچے تو تعزیت کرے اور خوشی  
 کے موقع پر اس کو مبارک باد دے۔ نیز اس کی خوشی میں اپنی شرکت بھی طلب کرے  
 اور اگر اس سے غیظ لیاں ہو جائیں تو اس سے درگزر کر کے انتقام کے درپے نہ ہو اور  
 قیمت وغیرہ کے ادب سے اس کے گھر کی پوشیدہ چیزوں کو اور اس کی خورد قوت کو نہ  
 دیکھے اور اپنے گھر کا شہیر اس کی دیوار پر رکھ کر اس کو تنگ نہ کھئے اور اس کے  
 دروازے کے سامنے دیوار بنا کر اس کی ہوا نہ روکے اور نہ اس کے پر نالہ کو نقصان  
 پہنچائے اور جو کچھ اپنے گھر میں لاتا ہے اس کو معلوم کرے کی کو شش نہ کرے،  
 اور اس کے ساتھ سوئے ضرورہ کے زیادہ بات چیت اور پوچھ گچھ نہ کرے اور  
 اس کے پوشیدہ راز اگر خود بخود معلوم ہو جائیں تو ظاہر نہ کرے اور جب اس  
 بہ کو مخاطفہ اچانک آجائے تو فوراً اس کو دفع کرنے کی کوشش کرے اور عیب  
 وہ مسلمان پر موجود نہ ہو تو اس کے گھر کی دیکھ بھال کرنا ہے اور جو شخص اس کے خلاف  
 کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سننے اور اس کی عورتوں کی طرف سے اپنی تلخ



بچی رکھے اور اس کے بچوں پر مہربانی کرے۔ سلطان کو جان لینا چاہئے کہ  
پرہیزی کا حق صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اس کو تکلیف نہ لے بلکہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ  
اگر اُس سے تکلیف پہنچے تو آدمی اس کو برداشت کرے اور بدل لینے کے لئے تیار  
نہو۔ عموماً ایک محلہ کے دو شخصوں میں اکثر اسی لئے لڑائی ہوتی ہے کہ اتفاقاً ایک سے  
کوئی غلطی ہوگئی تو دوسرا اس قدر تنگ دل ہو جاتا ہے کہ بدل لینے پر تیار ہو جاتا ہے  
اور لڑائی بڑھ جاتی ہے، حالانکہ ہر ایک کو دوسرے کی خطا سے درگزر کر سکتے  
ہوئے کٹا دہ دلی کا ثبوت دینا چاہئے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور اپنے پڑوسی کی شکایت کی کہ وہ تکلیف دیتا ہے (آپ نے فرمایا مہر  
کرو۔) غور کیجئے کہ بدل لینے کی اجازت نہیں دی (اُس نے پھر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا  
صبر کرو۔ اُس نے پھر شکایت کی۔ فرمایا صبر کرو۔ اُس نے پھر شکایت کی۔ (غالباً اس کا  
پڑوسی بار بار اور بہت ستاتا ہوگا) غرض چوتھی بار کی شکایت کے جواب میں آپ نے فرمایا  
کہ اپنا سامان نکال کر راستہ پر ڈال دو۔ (آپ نے غور فرمایا اس تعلیم کو کہ چاہتا شکایت  
کرنے اور پڑوسی کے اس قدر ستانے پر بھی آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی بدل لو۔)  
الغرض اُس صحابی نے ایسا ہی کیا۔ اپنا سامان نکال کر سرسبزہ ڈال دیا۔ لوگ آتے  
سامان دیکھ کر وجہ پوچھتے۔ یہ صحابی کہہ دیتے کہ میرا پڑوسی ستاتا ہے۔ رہنے  
نہیں دیتا۔ یہ سن کر لوگ اس پڑوسی کو برا بھلا کہتے۔ آخر پڑوسی بھی آگیا۔  
اُسے سخت شرمندگی ہوئی اپنے افعال پر اور کہنے لگا۔ بھائی تو اپنا سامان اپنے  
گھر میں رکھ۔ خدا کی قسم اب کبھی تکلیف نہ دوں گا (احمد) سبحان اللہ حسن اخلاق  
کی کیا عمدہ تعلیم ہے جو ہائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دی۔ اب میں  
حقوق جو اسکے متعلق چند احادیث گوشتی گزار کرنا چاہتا ہوں، جن سے آپ کو یہ  
معلوم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں معوقی، جوار کی کس قدر اہمیت



ان کو جان لینا چاہئے کہ  
 نے بلکہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ  
 دل لینے کے لئے تیار  
 رہتا ہے کہ اتفاقاً ایک سے  
 دل لینے پر تیار ہو جاتا ہے  
 اسے درگزر کر سکتے  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
 دیتا ہے) آپ نے فرمایا  
 پھر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا  
 بہت کی۔ (غالباً اس کا  
 کہ جواب میں آپ نے فرمایا  
 کہ چاہتا شکایت  
 بھی بدل لو۔)  
 ل دیا۔ لوگ آتے  
 رہے۔  
 دسی بھی آگیا۔  
 بنی سامان اپنے  
 مشن اخلاق  
 ی۔ اب میں  
 سے آپ کو یہ  
 کہ کسی قدر اہمیت

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرو تو تم سلطان ہو جاؤ گے، یعنی  
 سہل مسلمان بن جاؤ گے (احیاء)۔ ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور  
 ﷺ علیہ السلام پڑوسی کے متعلق مجھے اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے  
 مجھے یہ گمان ہو گیا کہ شاید وہ پڑوسی کو وارث ہی بنادیں گے۔ (بخاری)  
 ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ قسم ہے خدا کی وہ ایمان نہیں لایا۔ (بخاری)  
 قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کون  
 یا رسول اللہ! فرمایا۔ وہ جس کی انیاد رسانی کی طرف سے اس کا پڑوسی مطمئن ہو۔  
 (بخاری) ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نے اپنے پڑوسی کے  
 کئے کو (بھی) مارا تو پڑوسی کو تکلیف دی۔ یعنی یہ فعل بھی پڑوسی کو تکلیف دیتا  
 میں شمار ہے۔ (احیاء) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض  
 کیا۔ یا رسول اللہ! فلاں عورت کے بکثرت نمازیں پڑھنے، صدقہ دینے اور روزہ  
 رکھنے کا یہ چرچا کیا جاتا ہے، لیکن وہ اپنے پڑوسی کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی  
 ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ اُس نے (پھر) کہا۔ یا رسول اللہ!  
 فلاں عورت کے روزوں، نمازوں کی کمی اور پیر کے ٹکڑوں کے صدقوں کا ذکر کیا  
 جاتا ہے اور وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ نے ارشاد  
 فرمایا کہ وہ جنت میں ہے (احمد) یہی بات کہ پڑوسی کہاں تک شمار کیا  
 جاتا ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا  
 کہ مسجد کے دروازے پر سے اعلان کر دیا جائے کہ خبردار ہوجاؤ کہ چالیس گھر (کہا  
 پڑوسی ہیں) (احیاء) یعنی اپنے گھر سے چالیس گھر تک پڑوسی شمار کیا جائے۔ پڑوسی  
 کے حقوق ادیر یا عادیث ٹھننے کے بعد اب آپ اپنے طرہ عمل پر غور فرما کر اندازہ کیجئے  
 کہ جس پڑوسی کے حقوق کی اہمیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں برابر کی ہے



آپ ہم ان کو کہاں تک لے کر رہے ہیں۔ نیز یہ بھی خیال کیجئے کہ جب بعض پڑوس میں کسی کے آباد ہو جانے سے اس قدر حقوق عائد ہو جاتے ہیں تو جن لوگوں سے کسی تعلق اور رشتہ داری ہو ان کے کس قدر حق ہوں گے۔ یاد رکھئے کہ اسلام میں قرابت کے حقوق کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ یوں نہ سمجھئے کہ صرف دینی تعلق اور رشتہ داری کی وجہ سے ہی اعتباراً کے حقوق ہوتے ہیں بلکہ اشد تعلق کا یہ بھی ہے کہ قرابت کے حقوق ادا کرو۔ چنانچہ حق تعلق نے جہاد کی ترغیب کے سلسلہ میں فرمایا کہ اگر تم جہاد سے کنارہ کش رہو تو دیکھا تم کو اچھا نہیں لگے تم لوگ، دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کرو۔ ” (قرآن) مطلب یہ کہ جہاد سے معذور انصاف کا قلم کرنا ہے اور انصاف میں یہ بھی ہے کہ قرابت کے حقوق ادا کئے جائیں اور تعلقات دل بستہ رکھے جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرابت کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا جسے اس بات کی خوشی ہو کہ اس کی عمر بڑھ جائے اور رزق میں وسعت ہو اسے چاہئے کہ اللہ سے ڈرے اور حقوقی قرابت ادا کرے (اعلم) اور فرمایا کہ جلدی بیدار مل جانے والی بیلوں میں سب سے زیادہ عبادت حقوقی قرابت کا دانا ہے، حتیٰ کہ اسے گھرانے والے فاجر بھی ہوں تو ان کا مال بڑھتا ہے اور اولاد کی ترقی ہوتی ہے جبکہ وہ حق قرابت ادا کرتے رہیں (اعلم) اور فرمایا کہ دو گناہ جس کی سزا جلد ملنے کے لائق ہیں ایک بغاوت کرنا ہے۔ دوسرے قطع رحم کرنا یعنی اقرباء سے تعلق منقطع کرنا اور ان کے حقوق نہ لے کرنا ہے (ترغیب) نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر تجارت کو بندوں کے اعمال درخیر پیش کئے جاتے ہیں مگر لقمہ سے تعلق قطع کرنے والے شخص کے اعمال (خیر) پیش کئے جاتے۔ (مسند امام المغرض بہت سی احادیث ہیں اقرباء کے حقوق کی بہت سخت تاکید آئی ہے۔ پڑوس کے حقوق آپ سن چکے ہیں۔



اس سے اندازہ کر لیجئے کہ رشتہ داروں کے حقوق ان سے بھی زیادہ ہی ہیں۔ جس  
حادثہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کچھ دیا ہے تو اس میں سے رشتہ داروں پر بھی اصالہ  
صرف زکوٰۃ و خیرات ہی سے نہیں بلکہ ہدایا اور تحفوں سے بھی۔ نیز اگر  
وہ آپ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو برداشت کرنا چاہئے اور بدلہ لینے سے درگزر  
رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم اپنے  
بادی اور قرابت داروں کے حقوق ادا کریں اور ناراضگی کی حالت میں بھی خدا کے  
حکم سے سامنے اپنا سر جھکا دیں۔ آمین یا رب العالمین و فسطی اللہ تعالیٰ علی  
فر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

عَنِ الْخَوِزْجَانِيَةِ الْكُوفَةِ عَمِيْنَةُ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا فِي  
الْاَرْضِ وَتَقْطَعُوْا اَرْحَامَكُمْ . اَوْ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ لَعَنْتُمْ  
اللّٰهُ فَاَصَمْتُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَكُمْ سَاَلَ اللّٰهُ الْكُ

خطبہ جمعہ ہمارم ماہ جمادی الاول در بیان آداب معاشرت

مفتی والدین اور ان میں تعہد

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

○ وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ

جیسے کہ جب محض دُروس  
 نے ہیں تو جن لوگوں نے یہی  
 سنے کہ اسلام میں قرابت  
 رف دینی تعلق اور  
 اثنائے تعالیٰ کا یہی حکم ہے  
 نبی کے سلسلہ میں فرمایا  
 میں کہ تم لوگ دُنیا  
 (مطلب یہ کہ جہاد سے  
 اہمیت کے حقوق ادا کئے  
 تم نے بھی قرابت کے  
 جسے اس بات کی غرضی  
 ہے چاہئے کہ اشد سے  
 برابر مل جانے والی بلکہ  
 کہ اسے گھرانے والے  
 ہوتی ہے جبکہ وہ حق  
 جلد ملنے کے لائق ہیں  
 تعلق منقطع کرنا اور  
 کہ بہر تعورات کہ  
 طع کر نے والے شخص  
 ہی احادیث میں



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا يَنْبَغُ غِنْدًا لَكُمْ  
الْعَبْرَ أَحَدُهَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقْلُ لَهْمَا أَنْ  
وَلَا تَنْهَضْهُمَا وَقُلْ لَهْمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ بَارَكَ اللَّهُ  
وَعظ جمعہ چارم ماہ جادی الاول در آداب معاشرتہ اسلامیہ

## حقوق والدین اور ان میں تفصیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الْغَیْثِ اَضْطَعْنَ ۔ آمَنَّا بَعْدَہٗ  
برادرانِ ملت ! آداب معاشرتہ اسلامیہ میں سے ایک ادب یہ ہے کہ ہر باپ  
اپنی اولاد کے حقوق ادا کرے اور ہر اولاد اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرے۔  
ان جہتوں کی باہمی ادائیگی انسانی معاشرتہ کے لئے کس قدر مفید ہے۔ اس  
کا اندازہ ہر شخص خود ہی کر سکتا ہے۔ آج ماں باپ کے حقوق کی اہمیت  
اور ان کی مختصر تفصیل عرض ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے عزہ اور حکم  
دیا ہے آپ کے رب نے کہ تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو اور الدین کے ساتھ  
احسان کرو اور اگر وہ دفعوں یا ان میں سے کوئی ایک تمھارے سامنے بڑھ جائے  
تو اگر کوئی پہنچ جائے تو ان کو اُف بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے خوش  
امیب سے بات کرو اور ان کے سامنے شفقت سے انکاری کے ساتھ ٹھیکے رہنا  
اور ان کے لئے یوں دیکھا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان حدوں پر رحمت  
دے جسے جیسا کہ انھوں نے بھی کو کچھ نہیں میں پالا اور پرورش کیا ہے (اور صوفیوں



حَقٌّ عِندَ لَهِ  
نَعْلُ لَهْمَا اَنْ  
رَبَّنَا ۝ بَارَكَ اللهُ

شَرَّةً اَسْلَامِيَّةً

خدیجہ

لَعْنَةُ - اَمَّا بَعْدُ

یہ ہے کہ ہر باب

حقوق اذکار ہے۔

مغیر ہے۔ اس

حقوق کی اہمیت

ہے کہ اور حکم

والین کے ساتھ

حاصل ہر صلیب

دور اور ان سے حق

ساقہ مجھے دینا

دونوں پر رحمت

(اور صرف اس

ظاہری توجہ و تعلیم کو کافی نہ سمجھا بلکہ دل میں بھی امن کا ادب اور فرماں برطاری کا اللہ  
رکھنا دیکھو کہ تمہارا پروردگار تمہاری دلی باتوں کو خوب جانتا ہے، اگر تم حقیقت  
میں دل سے) نیک ہو (اور غلطی سے ادا ہو متعلق سے) اور متعلق میں تم سے کمی ہو جائے اور  
اس پر نادم ہو کر توبہ کر لو تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی خطا معاف کر دیتا  
ہے (ربیع اللہ الذی) آپ نے سنا کہ قرآن شریف جس پر آپ کے ہائے اسلام کا  
دار و مدار ہے، اس میں اللہ نے مانباسپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم کس قدر صاف  
طریقہ پر لکھ کر تفصیل کے ساتھ دیا ہے۔ اب کسی لڑکے کو جو مسلمان اور نیک  
ہو، ایک ذرہ برابر بھی مانباسپ کی نافرمانی کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رہتی،  
و نہ سمجھ کر مانباسپ کی اطاعت کرنا واجب ہے اور نافرمانی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ  
ہے۔ اب احادیث سنئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا۔ خاک آلود ہو  
اس کی ناک و مطلب یہ کہ وہ شخص بہت ہی بد نصیب ہے اسی نے عرض کیا۔ کون شخص  
یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ وہ جس نے بڑھاپے کی عمر میں اپنی ماں یا باپ یا دونوں کو بلایا  
اور پھر بھی ان کی اطاعت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا۔ ایک اور حدیث میں  
ہے کہ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مانباسپ کا کیا حق ہے لڑکے پر۔ ارشاد  
فرمایا کہ وہ دونوں (بہی) تیری جنت اور روضہ ہیں مطلب یہ کہ ماں باپ کے  
لئے حقوق ہیں کہ ان کو شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔ بھلا یہ سمجھ کر کون کے ہر جائز حکم  
کی تعمیل کرتے رہے تو جنت حاصل ہوگی اور ہر جائز حکم کی نافرمانی کرنے سے رنج  
ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے سر  
سکوں کا سب سے زیادہ مسحق کون ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیری والدہ، اس نے  
عرض کیا۔ پھر کون؟ فرمایا تیری والدہ۔ اس نے عرض کیا۔ پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیرا

مہم جہ چارسا مہم جلالی اللہ



بات کرنا، بلا اجازت  
 کرنا، ان کو ڈانڈنا  
 اس حد تک کہ  
 زندگی، کھانا، کپڑے  
 مستحب ہے۔ ان  
 جانی اور مالی خد  
 کو مد نظر رکھا جا  
 ہے۔ بعض د  
 تنگ کر دیتے ہیں  
 ہے یا نافرمانی  
 عرض ہے کہ جو  
 کا کوئی حق  
 جانے سے من  
 سے یا فرض  
 یا باپ، بیٹے  
 اور بیوی ملا  
 اسی طرح ملک  
 کرے تو  
 کہ صرف مال  
 صورتوں میں  
 ہونا لازم

والد۔ ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ "اشر تقالی نے تمہارے اوپر ماؤں کی  
 نافرمانی حرام کر دی ہے" چونکہ لوگ عموماً بہ نسبت والد کے والدہ کے ساتھ نافرمانی،  
 ضد، ہٹ کا برتاؤ زیادہ کرتے رہتے ہیں، اس لئے ان احادیث میں والدہ  
 کے حقوق کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ بعض لوگ اپنے والدین کی تھوڑی بہت خدمت  
 کرتے سمجھتے ہیں کہ ہم نے حق ادا کر دیا، حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ بیان کیا گیا  
 کہ ایک آدمی حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگایا رسول اللہ صلعم  
 میری والدہ میرے پاس بوڑھی ہو گئی ہے۔ میں اسے اپنے ہاتھ سے کھانا ہوں اپنے  
 ہاتھ سے پلاتا ہوں، وضو کراتا ہوں اور اپنے کندھے پر سوار کر کے جہاں لے جانا  
 ہوں لے جاتا ہوں تو کیا اس قدر خدمت کرنے کے بعد میں نے اس کے احسانات  
 کا بدلہ پورا ادا کر دیا؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں اور (ابھی تو) نشو و نما میں ہے ایک  
 بھی ادا نہیں ہوا، لیکن تونے بہت اچھا کیا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو اس قدر کم خدمت  
 پر بھی بہت ثواب عطا کرے گا (تنبیہ الغافلین) یہ بھی یاد رکھ کر مہربانپ کی اطاعت  
 کا بدلہ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی اور ان کی نافرمانی  
 کی سزا آخرت میں تو عظیم گئی ہی، مگر دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ چنانچہ حضور صلعم نے  
 ارشاد فرمایا ہے کہ تم آگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ جس قدر چاہے معاف فرما دیتا ہے  
 سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ بلا شک اللہ تعالیٰ مہربانپ کی نافرمانی کرنے والے کو  
 اس کی موت سے پہلے زندگی ہی میں سزا دیتا ہے (مکذوبہ) ان تمام احادیث پر  
 غور کرنے کے بعد اب یہ سمجھئے کہ والدین کے حقوق دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو ان کی  
 زندگی میں اولاد پر واجب ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے مرنے کے بعد اولاد پر عائد ہوتے  
 ہیں۔ ان کی زندگی میں جو حقوق اولاد پر ہوتے ہیں یہ ہیں۔ ماں باپ کا پورا پورا ادا  
 کرنا، نام لے کر بے ادبی کے ساتھ نہ پکارتنا، تعظیم کے الفاظ سے نرمی کے ساتھ ان سے



است کرنا، بلا اجازت ان سے آگے نہ چلنا۔ غصہ اور سختی کے ساتھ ان سے بات نہ کرنا، ان کو ڈانٹ، ڈیپٹ کبھی نہ کرنا، تمام جائز باتوں میں ان کی پوری اطاعت کرنا اس حد تک کر کوئی گناہ للہ نہ آئے۔ اپنی طاقت کے مطابق ان کی ضروریات زندگی، کھانا، کپڑا وغیرہ مہیا کرنا۔ جبکہ وہ محتاج ہوں اور جب محتاج ہوں تو مستحب ہے۔ ان چھوٹی بے ایک ایک لفظ پر غور کر لیجئے، کیونکہ ان میں سے کچھ جانی اور مالی خدمات شامل ہیں۔ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ شریعت نے ہر بات میں انصاف کو مد نظر رکھا ہے۔ لہذا حقوق والدین کے مسئلہ میں بھی انصاف کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بعض والدین اپنے حقوق کے گھنڈ میں اپنی اولاد و متعلقین کو اس قدر تنگ کر دیتے ہیں کہ نیک سے نیک اولاد مجبور ہو کر یا خودکشی پر آمادہ ہو جاتی ہے یا نافرمانی پر۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کی طرف بھی اشارہ کیا جائے۔ چنانچہ وض ہے کہ جو کام شرعاً اولاد کے ذمہ واجب ہیں، مابناپ کو ان سے منع کرنے کا کوئی حق نہیں، مثلاً باپ، بیٹے کو دوکان چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے جانے سے منع کرے یا مالی زکوٰۃ سے یا رمضان کے روزوں سے یا فرض حج کرنے سے یا فرض علم حاصل کرنے سے روکے یا بیوی کے حقوق ادا کرنے سے منع کرے یا باپ، بیٹے کو مجبور کرے کہ اپنی بیوی کو ہمارے ساتھ یا بھائی بہنوں کے ساتھ رکھ اور بیوی راضی نہ ہو تو اس قسم کے تمام حکموں میں اولاد کو اطاعت کرنا ہرگز جائز نہیں اسی طرح مگر ایک بیٹے میں مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس مصورۃ میں بیٹے کو یہ جائز نہیں کہ صرف مابناپ کی خدمت کرے اور بیوی بچوں کو تکلیف دے۔ غرض ایسی تمام صورتوں میں جن میں ملل باپ کی اطاعت کرنے سے حق العباد یا حق اللہ کا برباد ہونا لازم آوے تو نہ ماں باپ کو ایسے حکم کرنے کا حق ہے اور نہ اولاد کو ایسے

نے تمہارے اوپر ماؤں کی عہدہ والدہ کے ساتھ نافرمانی، ان احادیث میں والدہ مدین کی تھوڑی بہت خدمت سرسری غلط ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے کھانا ہوں اپنے کر کے جہاں لے جانا نے اس کے احسانات تو (نہ) تنہا میں سے ایک ہے کہ اس قدر کم خدمت کر مابناپ کی اطاعت و ران کی نافرمانی چنانچہ حضور صلعم نے ناف فرما دیتا ہے کہ والدی کرنے والے کو ظلم احادیث پر ایک وہ جو ان کی بعد اولاد پر کاٹھ پھیرے باپ کا پورا پورا اللہ سے ساتھ ان سے























قَوْلُهُ وَجَاءَ الْوَيْلُ مِنَ الْمَدِينَةِ

مختار و برقی : مختار و برقی

ایک دفعہ ایک تاجر نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک دفعہ ایک تاجر کو دیکھا تھا جس نے ایک دفعہ ایک تاجر کو دیکھا تھا

۱۰۰

منه بختیاری و اهل کوه و دریا

اور یہ کہ یہ خطوں میں سے محفوظ رکھے۔ آئیں۔

خبر از کتبی و کتب و کتابخانه های مختلف

پیشو کی برکت و رحمت سے اس کی طرف سے ہر ایک کو نصیب ہوگا

وہی ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کو پالیا اور ان کو مرانا چاہتا ہے اور ان کو جہنم میں ڈال دیتا ہے اور ان کو جہنم میں ڈال دیتا ہے

[illegible]

۷۰- حقیقتاً هر که در این راه است، باید که در این راه است، باید که در این راه است.

(۷) اگر خلیفہ بنویں ہے اولاد ہو تو میری بیٹی اس سے

[illegible]

۵۰۰۰ روپے، پچھلے سال سے ترقی ہوئی ہے، اس کے علاوہ دیگر امور

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥ (१) - श्रीगणेशाय नमः ॥  
 ॥ श्रीगणेशाय नमः ॥ (२) - श्रीगणेशाय नमः ॥

७१५  
 ७१५

10-2-90

ف. ١٠١. ب. ١. ج. ١. د. ١. هـ. ١. (٥) - ١٠١. ب. ١. ج. ١. د. ١. هـ. ١.

در این کتاب که در بیان تاریخ و جغرافیه است

و در این کتاب که در دسترس است و در آنجا که در دسترس است

والتبرع به من كان له في الدنيا من المال والنفقة على نفسه  
والزوجة والأولاد والمسلمين الفقراء والمساكين

حاشیہ: کہ جس وقت کہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳

ہے، جس سے کہ وہ اپنے دل میں کہتا ہے کہ میں نے اپنے

- چو مندر در شریعت امری آید و اقیق و طبعی شود که از حد اعتدال خارج گردد و به جهت این که

وفاقی خاں آیت اقدس بنیاد فرمایا ہے۔ جو کہ یہ کہ وہ اس کے بعد

و اما در این کتاب که از کتب معتبره است و در آنجا که  
در باب اول از کتب معتبره است و در آنجا که

والتی انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے

و اما در این کتاب که به نام "تجربیات" است، نویسنده به بیان تجربیات خود در زمینه‌های مختلف می‌پردازد.

...  
 ...

سرکه در دل و استاموت می پیوسته به ناله می آید و به ناله می آید و به ناله می آید

۱۰۲

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين  
الذين هم خلائفنا بعدنا في دار الدنيا والآخرة آمين

وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں کہ وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں

الحمد لله الذي جعل الدنيا دار فناء  
والآخرة دار بقا

۱۱۱  
 ۱۱۲

11



کثیراً ۰ بَارَكَ اللهُ تَعَالَى وَلَكَ  
وعظ جمعه اول ماه جمادی الثانی در بیان آداب مشرق اسلامی

وَعِظُ جُمُعَةٍ أَوَّلِ مَهْجَمِ الْإِثْنَيْنِ وَرَبَائِثِ دَهْرِ شَعْبَانَ

محمّد بن عبد الله

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَرَّمَ سَلَامُہٗ عَلٰی عِبَادِہٖ الَّذِیْنَ اَصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ  
برادرانِ کلمت! آداب معاشرتہ اسلامیمیں سے زوہدین کے حقوق

برادرانِ ملت! آداب معاشرتِ اسلامیہ میں سے زمین کے حقوق

و آداب بھی ہیں جن سے واقف ہونا مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ مومن

ہے کہ مؤخر کے حقوق بیوی پر بہت سے ہیں جن کی تفصیل اس مجلس میں  
جنہاں ضروری نہیں۔ مہم مجملہ عرض ہے کہ عورت پر شوہر کی اطاعت مطلقاً

چند ضروری باتیں۔ ہاں مجھ کا موضوع ہے کہ عورت پر بدستور کی اطاعت مطلقاً

ہم صبح واجب ہے، سو اے اُن باتوں کے جہن میں گناہ لازم آتا ہو۔ حدیث شریف

میں ہے کہ جو عورت ایسی حالت میں ملے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو

وہ جنت میں داخل ہوگی (ترمذی) نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

که اگر کسی غیر اندک را معصوم کند که حکم دینا تو میری حکم دینا که ده ایست

کوسجدہ کوس (توضی) لیکن چونکہ غیر ارشاد کوسجدہ کرنا حرام ہے، اس لئے حضور

عورت کو یہ حکم نہیں دیا۔ اس حدیث سے شوہر کی عظمت اور اس کی اہمیت

کی اہمیت پر اسے طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔ اسلام سے پہلے عورت

دنیای تمام صیانت شود از حوضان سے حکم و ترشوار کم حالت و اصلاح

نے انسانیت کے اس اہم جز کو ذاتِ دہیتی کے گرڈھے سے نخل کر



پیش آئے یعنی اس پر کسی قسم کا ظلم اور زیادتی کرے، شرش مومن نہ رہے، لیکن  
حق افراد صرف یہی نہیں ہے کہ اس کو تکلیف نہ دے بلکہ بیوی کے ساتھ اچھے  
اخلاق رستے میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کی طرف سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے  
اور غصہ کے وقت اس کے غیظ و غضب، جواب دینے اور زبان درازی کرنے کو بھی  
برداشت کرے۔ کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ازواج مطہرات کی جواب دہی  
برداشت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی چوٹی نے کسی بات میں جواب دیا  
تو آپؐ نے کہا کیا تم مجھے جواب دیتی ہو۔ بیوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
بیویاں بھی جواب دیتی تھیں اور حضور آپؐ انھیں تھے (احیاء) اس واقعہ سے  
آپؐ کو اندازہ کرنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر متحمل مزاج تھے۔ نیز آپؐ  
نے فرمایا اگر عورت بیڑھی بسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پس اگر تم زیادہ سیدھا کرنے  
کی کوشش کرو گے تو لوطہ دو گے۔ (دوسری) تیسرا ادب یہ ہے کہ بیوی کی طرف سے  
تکلیف برداشت کرنے کے علاوہ اس کے ساتھ خوش طبعی اور جانتے بھانتے بھی کرتا  
ہے کہ اس سے خورتوں کے دل خوش رہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی ازواج  
کے ساتھ مزاج نرم دانتے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ اپنی ازواج کے ساتھ  
سب سے زیادہ خوش طبع تھے۔ (احیاء) اور آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
اہل و عیال کے ساتھ سخت مزاج اور متکبر، زیادہ بکواس کرنے والے سخت دل  
شخص کو مہجوز رکھتا ہے (احیاء) حضرت عمرؓ باوجود کبر حق کے بڑے بڑے سخت  
تھے۔ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی کو اپنے گھر میں مشکل پھر کے رہنا چاہئے اور وہ اس کی  
بہادری کو آزمایا جائے تو اس وقت مردانگی دکھانی چاہئے۔ (احیاء) ہمارا حال  
یہ ہے کہ ہم باہر نامزد ہیں اور گھر میں مردانگی دکھاتے ہیں۔ چوتھا ادب یہ ہے کہ  
اس قدر بیوی کے ساتھ ملاجبت رکھیں (احیاء) اس کا مفہوم شکایت کی موافقت بھی

کی بڑا کثیر خاندان کے بڑے بوڑھے مرد باپ، دادا وغیرہ اور بوڑھی عورتیں  
مثلاً ماں وادی وغیرہ بوا کرتے ہیں، کیونکہ وہی اس بات کی کوشش میں لگے رہتے  
کہ سب بیٹے اور لڑکی بیویاں وغیرہ ایک ساتھ ایک گھر میں رہیں اور کوئی ان سے  
بٹا نہ ہو۔ یہ خیال اگرچہ محبت اولاد اور مصلحت دینی پر مبنی ہوتا ہے، مگر اجمال  
فساد کے وقت ایسی کوشش کرنا اعلیٰ درجہ کی بیوقوفی ہے، کیونکہ اس صورت میں  
فائدہ کم اندفع ممکن بہت زیادہ ہے۔ پس ہر خاندان کے بزرگوں کو چاہئے  
کہ اپنی اولاد اور ان کی بیویوں کو ساتھ رہنے پر مجبور نہ کریں، اور اولاد کی بیویاں  
اگر علحدگی چاہیں تو زنج دلی اور عقل مندی سے کام لیتے ہوئے پھوٹ پڑنے  
سے پہلے ہی اولاد کو علحدہ رہنے کی اجازت دے دیا کریں۔ تیسرا حق بیوی کا یہ  
ہے کہ اس کا مہر ادا کرے۔ مہر ایک قرض ہے جن کی ادائیگی شوہر کے ذمہ لازم  
ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی عورت سے مہر  
مثلاً یہ نکاح کرے اور یہ نیت نہ رکھے کہ ادا کر دینا تو وہ زانی ہے اور جو  
قرض لے اور ادا کھونے کی نیت نہ رکھے تو وہ چور ہے۔ (احیاء) نیکی اگر عورت  
خود اپنا مہر محاف کرے تو اس میں مضائقہ نہیں مگر زبردستی محاف نہ کرنا جائز نہیں  
ہے۔ چوتھا حق یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ احسان، نیکی اور نرمی کرے جوئے زندگی  
گزارا ہے جس کو معاشرۃ بالمعروف کہا جاتا ہے۔ نہ جوہر کے ساتھ معاشرت بالمعروف  
کے متعلق چند آداب ہیں، جن کا یاد رکھنا ضروری ہے۔ پہلا ادب یہ ہے کہ نکاح اور  
خاص استراحت کے بعد دلچر کرے کہ بیعت ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے: ”دلچر  
کے بعد اگرچہ ایک بکری ہی سے ہو (ابوداؤد) مگر دلچر صرف سنت ہے۔ فرض نہیں  
ہے، لہذا ملاقت سے زیادہ مختلف اور قرض وغیرہ لے کہ نہ کیا جائے۔ نیز فجر  
اور شہرۃ وغیرہ کی سنت سے نہ کرے۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ نرمی ملتی ہے



بند رکھتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ عورتوں کو محمدؐ نہ دیکھو تو وہ گھروں ہی میں رہیں گی (احیاء) اس لئے کہ عورتیں معمولی لباس میں نکلتا پسند نہیں کرتیں۔ یہ تمام احتیاطیں اسی پردہ کے لئے صحیح فرماتے تھے، جس کو مدت سے مغرب پرست ذہنیتیں اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ پردہ کے ساتھ ہی اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ان کو تماشے دیکھنے کو معمولہ باتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی ہرگز اجازت نہ دیں، کیونکہ اچھے بھی وہ بہ خرابیاں لازم آتی ہیں جو بے پردگی سے پیدا ہوتی ہیں۔ انسوچ سچ کر سچ ہم سے بعض مسلمانوں کی عقل پر ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ وہ خود اپنی خدمتوں پر بھروسہ کر لیں، بیٹیوں کو سینما دکھانے لے جاتے ہیں، درسیوں، عرسوں میں لے جاتے ہیں۔ مقرر بہ شرم اور بے غیرت ہیں وہ لوگ جو اپنی غیر شاہی شہہ فوجان بیٹیوں کو شہرت انگیز عشق و عاشقی کے منظر دکھا کر خوش ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ان لوگوں کا اسلامی دماغ مفلوج ہو چکا ہے۔ چنانچہ اب یہ سچ کہ بیوی کے ہاتھ نغیر میں اٹھالی رکھے نہ کی اور تنگی کرے اور نہ فضول خرچی کرے اور نہ ایسا کرے کہ خود عہدہ جینز میں کھلے اور گھروالوں کو نہ کھلائے، کیونکہ اس طرح عمل سے دلوں میں کدورت اور کینہ پیدا ہوتا ہے، لیکن اگر کسی خاص غذا کی ضرورت ہو تو ہر اور سب کو وہ عہدہ چیز نہ کھلا سکے تو اسی طرح کھائے کہ دوسروں کو معلوم ہو اور نہ سب کو عموماً ایک دستور خوان پر بٹھا کر ساتھ کھانا کھائے۔ حضرت صفیاتؑ فرماتے ہیں کہ میں بھی حضورؐ سے یہ بات پہنچی ہے کہ اطہر رحمت نازل کرے گا اور اس کے فرشتے دعا و مغفرت کرتے ہیں اُن گھر والوں پر جو کئی کرکھائیں (احیاء) اور بیوی کو مالی حلال سے کھلائے اور اولاد، بیوی و بیوی کی وجہ سے کسب و کار میں مبتلا نہ ہو۔ ساتھ ساتھ یہ سچ کہ بیوی کو حقیقی، دھو، غسل، غنا، رشتے اور

انکو کرے کہ بیوی کے اخلاق خراب ہو جائیں اور شوہر کی ہیبت بالکل جاتی ہے۔ بلکہ جب اس کی کوئی بات خلاف شرع دیکھے توڑا ڈکے اور اپنی ہیبت اور عیب و دہش سے کما لے اور خلاف شرع باتوں کا دروازہ اپنے گھر میں کھلے نہ دے۔ ہر گز یہ حالت ہے کہ اپنی نفسانی خواہش کے خلاف ہو تو ہم بہ حد غصہ کرتے ہیں، لیکن خلاف شرع بات بیوی سے ہو جائے تو ہم کو ذرا بھی غصہ نہیں آتا۔ بیوی نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے تو یہ واہ بھی نہیں ہوتی، حالاں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے اہل بیت کا محافظ ہے اور اس کے بارہ میں سوال کیا جائے گا: "نیز آپؐ نے فرمایا ہے کہ بیوی کا غلام ہلاک ہوگا۔ (احیاء) پانچواں ادب یہ ہے کہ غیرت اور شرم کی باتوں میں اعتدال سے کمال لے اور ایسی باتوں سے ہرگز غفلت نہ کرتے، جن سے آخر میں آبرو و عفت و پاکدامنی میں داغ آجائے کا احوال ہو، لیکن زیادہ بدظنی سے بھی کمال نہ لے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ایک غیرت تو خدا کو پسند ہے وہ، وہ ہے جو عورت سے کوئی قابل شتم اور شک کی بات دیکھے نہ برائے اور ایک غیرت ناپسند ہے وہ، وہ ہے جو بغیر کچھ دیکھے صرف بہ گمانی سے پیدا ہو۔ (احیاء) اور بے غیرتی کی باتوں سے بیوی کو بچانے کا عہدہ طریقہ یہ ہے کہ اس کو پردہ میں رکھا جائے کہ نا محرم اس کے پاس نہ جاکیں اور اس کو باز اور علیٰ نہ نکلنے دیا جائے۔ اب آپؐ کو جو غیرت ظاہر کرنے کی انشاء اللہ فہمیت ملی جائے گی، کیونکہ عورتوں کا ہر نکلنا لوگوں سے ملنا ہی ناگوار واقعات کا پیش خیمہ ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ بتاؤ عورتوں کے لئے کیا بہتر ہے؟ عرض کیا۔ یہ کہ نہ وہ کسی کو دیکھے اور نہ کوئی اسے دیکھے۔ حضورؐ نے بی بی فاطمہؑ کو سیدہ جبارک سے پتلا لیا اور اس جواب کو بہت پسند فرمایا۔ (احیاء) صحابہؓ کے احتیاط کی یہ حالت تھی کہ وہ گھروں کے روشن دان اور دیوار کے سوراخ بھی



کو یوں نہ کرنا اور سب کے ساتھ نہ ہونے پر مجبور کرنا، یہ تمام باتیں ظلم ہیں اور ظلم گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ لہذا اس قسم کے ظلموں کی جو پہلی قیامت میں کرنی پڑے گی، ہاں اگر اس کو سمجھا کر ماضی اور خوشی سے یہ کام لے جائیں تو مضائقہ نہیں رہتا۔ یہ بھی سن لیجئے کہ سنا دینا، جس قسم کی باتوں پر جائز ہے وہ یہ ہیں۔ فرض عبادتوں کے چھوڑنے پر، مالی شہر قصد، برباد کرنے پر، بے پروگی اور تالانے جھانے پر، تماشوں، نفروں اور دوست عزیزوں سے ملنے کے اصرار کرنے پر یہنا سب مشیت سے زیادہ عمدہ کھانا کپڑا طلب کرتے پر، بلا ہولادت گھر سے بلھے نکلنے پر، حقوق تنہا مثلاً شوہر کے لئے نہ ہونے نہ کرنے پر، عصمت میں خیانت کرنے پر، گالیاں اور فحش بکنے پر، شوہر کے خانگی امور اور بیہوشی ناراضگی انکار نہ دینے پر، مذکورہ بالا طریقے سے سنا دینا جائز ہے، لیکن اتنا غلطیوں پر مسل جائز نہیں۔ اب حلائے کرانشہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو آپ معاشرۃ اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری اور مجھے متعلقین کی غلطیوں، گناہوں کو معاف فرمائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

یَا رَبِّ الْعَالَمِينَ بِكَ مَتِّهِ سُبُلُ الْمُسْلِمِينَ صَلِّ عَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔  
عَنْ أَعُوذُ بِكَ اللَّهُ الْخَيْرَ وَعَاشِرَ وَهَيْتَ بِالْمَعْرُوفِ۔ فَإِنَّ كَوْنَهُمْ مِنْ نَجَسِي  
أَنْ تَكُونَ هُوَ أَشْيَا وَيَحْتَلِ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا هَ بَارَكَ اللَّهُ الْخ

خطبہ جمعہ دوم امام حامد علی الشافعی در بیان آداب معاشرۃ اسلامیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَحْمَدٌ لِلَّهِ الَّذِي سَلَّمَ سَوَاتِرَ لِسَانِي فِي الْجَمِيلِ

اس لئے یہ اندیشہ تھا کہ خود گفتار اسلامی لباس اختیار کر کے تشبیہ پیدا کر دیں۔ اس لئے یہ احکام ذہنیوں پر جاری کئے گئے۔ ہائے افسوس آج کا فرسلمانوں کا نہیں بلکہ مسلمان کافروں کا لباس اختیار کر رہے ہیں۔ اسی انداز کے احکام حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی جاری فرمائے۔ اب رہا فقہی اعتبار سے تشبیہ کا حکم کیا ہے؟ تو جسے کہ مذاہب اربعہ تشبیہ بالکفار کی حرمت اور مخالفت کا کھلا اعلان کر رہے ہیں، جن کی تفصیلات کو بوجہ اختصار چھوڑنا پڑا حتیٰ کہ فقہاء نے

بحسب کی مذہبی ٹوپی اور زنتار وغیرہ باندھنے کو کفر شمار کیا ہے۔ یہی یہ بات کہ ایک مسلمان کفر اور غنازیہ سے باوجود زنتار باندھنے یا کفار کی ٹوپی اوڑھنے سے کافر کیوں ہو جائے گا۔ اس کے جواب میں قاضی بیضاویؒ کی عبارت پیش کر دینا کافی ہے جو یہ ہے کہ غیار پہننا، زنتار باندھنا کفر اس لئے شمار کیا گیا کہ ان کا پہننا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفیب پر دلالت کرتا ہے۔ یقیناً جس نے حضور کی تصدیق کی ہے وہ بظاہر ان چیزوں کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور یہ تو کھلی بات ہے کہ اگر برطانیہ کی رعایا کا کوئی شخص جرمن لباس دشمنان کے ساتھ پایا جائے گا اس کو جرمن ہی سمجھا جائے گا اور گرفتار کر لیا جائے گا اور اس سے مواخذہ کیا جائے گا اور اس کو ایسا کرنے سے روکا جائیگا۔ اگر ایسا شخص جنگ کے وقت ملے گا تو گولی مار دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تشبیہ بالکفار کا مسئلہ ایک حد تک آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اب میں لباس کی کیفیت اور حدود کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان اسلامی میں یا جاہل تہذیب کا ٹخنوں سے نیچے تک مکہ کوہ تحریمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا بازار نصف پنڈلی تک۔

عَلَيْهِ أَضَاعُوا عَدَبُ الْغِيَارِ وَلَشَدَّ الزَّنتَارَ وَغَرَّهَا الْكَفَرُ الْأَلْبَانُ عَلَى التَّكْذِيبِ فَإِنَّ مِنْ صَدَقِ الرُّسُولِ لَا يَجْتَرِي عَلَيْهَا ظَاهِرُ الْأَلْبَانِ كَفَرٌ فِي نَفْسِهَا بَيِّنَاتٌ



استعمال کر سکتا ہے۔ ان میں ایک اصول تو یہ ہے کہ مسلمان مرد و عورت ایسی وضع کا لباس پہنیں جس میں بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے پوشی طرح چھپ جائے اور کثیف عورت لازم نہ آئے۔ جو لباس جس قدر زیادہ سر کو چھپانے والا ہوگا، اسی قدر اسلامی لباس کملائے جانے کا زیادہ مستحق ہوگا اور وہ خدا و رسول کے نزدیک پسندیدہ ہوگا۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ اس لباس کی وضع قطع اندر مجموعی صورت غیر جنس کے لباس کے ساتھ مشابہ نہ ہو، مثلاً مرد کے لباس کی صورت عورت کے لباس سے یا عورت کے لباس کی صورت مرد کے لباس کے ساتھ اور نہ کسی کو پہن کر نافرمانی معلوم ہونے لگے اور نہ ایسا لباس ہو جو گرفتار کے ساتھ خاص ہو یا لان کے شمار میں داخل ہو پس جس قدر لباس میں گرفتار سے مشابہت زیادہ ہوگی، اسی قدر برکت و مخالفت کے احوال اس پر جاری ہوں گے۔ اب لان دو اصول کو سامنے رکھ کر آپ پر لباس کے متعلق اسلامی تہذیب میں فعل ہونا اور اس کا جائز ہونا یا نہ ہونا معلوم کر سکتے ہیں۔

مثلاً کے طور پر موجودہ مردہ لباس میں سے ایک مثال شیکر پہننا ہے۔ یہ لباس کولہ و ام ٹیگر تاج ہے، کیونکہ ٹیگر ٹیگٹوں سے اوپر نصف لان تک ہوتا ہے، علاوہ مردہ کو ٹیگٹوں تک بدن ڈھانکنا فرض ہے اور مثلاً ہیٹ رکھنا، پتلیوں، کھنٹی، بوطہ، یہ مجموعی لباس بھی ناجائز ٹھہرتا ہے، کیونکہ علاوہ ممکنہ یورپ کے دیگر ممکنہ غیر عیسائی فلاح کا لباس ہے اور گرفتار سے اس میں پوری مشابہت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح باقی لباس کی قسموں پر غور کر لیجئے، جس لباس میں پوری مشابہت گرفتار کے ساتھ ہوگی وہ ٹیگٹ ہے اور جس میں لیلوہ مشابہت ہوگی وہ کورہ ہوگا اور جس میں بالکل کم مشابہت ہوگی، وہ خلاف اولیٰ ہوگا اور لباس میں سے وہ چیز جو کسی قوم

## و عظیم جمعہ دوم از مباحثہ جاری الشافعی در بیان آداب معاشرت اسلامیہ

### بسم اللہ تہذیب اسلامی: تہذیب لباس

الحمد لله رب العالمین و صلاۃ علی محمد و آلیہ الطیبین اصفیاء۔ امتنا یعلمون  
 برادران ملت! جس طرح انسان ناک ہے ایک چھلے وجود کا جس طرح ناک اجزا  
 و اعضا مناسب تربیت کے ساتھ موجود ہوں۔ اسی طرح اسلام ناک ہے ایسے مجموعہ اعمال  
 کا جس میں اسلام کے تمام ارکان و اجزا مناسب ترتیب کے ساتھ جمع ہوں۔ ایسا کہ  
 ائیسو وہ آفیکہ ملت لکھتے ہیں کہ گھر سے ثابت ہے کہ اسلام ایک کامل و مکمل  
 مذہب ہے۔ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر اس کی ہدایات حوالی ہیں یہی اس  
 مذہب کی وہ امتیازی شان ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی  
 لئے مسلمان کی عبادت جس طرح دوسرے مذاہب کی عبادت سے ممتاز ہے۔ اسی  
 طرح اس کی تجارت، نزاعت، سیاست، تہذیب تمدن اور معاشرہ بھی دوسرے  
 مذاہب سے بالکل جدا اور امتیازی شان رکھتی ہے۔ پہلی ادھار چھ مسلمان دینی  
 ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی کے تمام حالات میں اسلامی ہدایات کو اختیار کرے۔  
 اسلام نے ہمیں ایک مخصوص تہذیب بھی دکھائی ہے۔ جس کے اجزاء ہر چھ کو قیض  
 آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک جز تہذیب لباس  
 بھی ہے، جس کے متعلق اسلامی ہدایات آج پیش کرتا ہوں۔

چنانچہ عرض ہے کہ اسلام نے لباس کی وضع قطع اور صورت و بہت کے  
 اعتبار سے کسی خاص شکل یا فیشن کو مقرر نہیں کیا، بلکہ وضع قطع کے متعلق  
 دو اصول مقرر کئے ہیں، جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر وضع کا لباس مسلمان



سرتیس اور مذاہب اپنے خصوصیات ہی کی وجہ سے بنتے اور بگڑتے ہیں۔ جو قوم اپنی ذہنی خصوصیات کھو بیٹھیں وہ یقیناً اپنے وجود کو خود آہستہ آہستہ فنا کر لے گی اور جس مذہب کے پیرو اپنی مذہبی خصوصیات برابرا کر دیں گے وہ یقیناً اپنے مذہب کو مٹانے کے باعث ہوں گے اور خصوصیات کو باقی رکھنے کی ہر طرف بھی تدبیر ہو سکتی ہے کہ غیروں سے ادغام و ادغام سے ایسے اصول ہیں جن کے ذریعہ مذہب اور اس کے حدود کو فنا کر دیا سے منع کرنا ہی ایک ایسا اصول ہے جس کا حقدار ہے کہ اس کی حدود و اصول وغیرہ کو غیروں کا مکمل ہونے کے اختلاف سے محفوظ کیا جائے۔ دوسرے مذاہب ناقص ہیں اس لئے ان میں یہ اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ جہاں بھی عہدہ چیزیں پائیں مکمل کر لیں، لیکن قلتِ اسلام تو کامل و مکمل ہے، لہذا اس میں منع تشبہ کا اصل ہونا لازمی ہے اس کے ماننے والوں کو کسی طرح نہ مذہب کی طرف سے یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ غیروں سے تہذیب و تمدن کی بھیک مانگتے پھریں۔ سخت فحش و فحش پر جنہوں نے اسلامی تہذیب کو ناقص سمجھ کر یا اپنے لئے غیر ضروری چیزیں چھوڑ کر گھار کا نمونہ و تہذیب اختیار کی اور خود ہی انہیں بلکہ ہزار ہا مسلمانوں کو اس گمراہی میں مبتلا کر دیا۔ اسی گمراہی نے ہمارے دماغوں سے حقیقی اسلامی اسپرٹ بالکل فنا کر دی ہے۔ انہیں میں سے بعض عہدہ لوگ بھی ہیں جو اقرار کرتے ہیں کہ اسلامی تہذیب سب سے بہتر ہے اور اسلامی کلچر تہذیب و تمدن کی حفاظت کا دعویٰ بلند آواز اور جوش و خروش میں کرتے ہیں، مگر عملی حیثیت سے یہ حال ہے کہ سر سے پیر تک ہندو بنے ہوئے ہیں یا انگریزی روپ لئے ہوئے ہیں بھلا جن کی ذہنیت گمراہ کی ذہنیوں کے سامنے شکست خوردہ ہو گئے یہ کیسی پٹا

کتنی رکھنا مخصوص شکار سمجھا جاتا ہو وہ حرام ہوگی، جیسے زنا وغیرہ کہ ہندوؤں کا شکار عام ہے، نیز مردوں کا لباس خواہ وہ فوجی ہو ویسا عورتوں کو پہننا حرام ہے، کیونکہ اس میں خلافتِ عثمانی مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے اور مسلمان عورتوں کو ہندو عورتوں کا یا انگریزی عورتوں کا لباس پہننا بھی منع ہے۔ اس مخالفت کے درجات بھی مختلف ہیں مثلاً انگریزی کرتہ یا گٹن گھٹنوں تک اندر چڑی، پٹلیاں گھلی ہوئی، یہ لباس قطعی سخت حرام ہے، کیونکہ اس میں کفار کے صاف پوری مشابہت اور مستر کا گھلنا دونوں باتیں اسلامی اصول لباس کے خلاف ہیں۔ انگریزی گٹنوں اور پاجامہ غیر ڈوپٹے کے یہ بھی حرام ہے، کیونکہ سر گھلنا مرد کو عورت کے متر میں داخل ہے۔ انگریزی گٹنوں، ڈوپٹہ، بازو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ گٹنوں میں سر، گلا بازو گھلے رہتے ہیں اور اس کی وضع میں مشابہت بہت یا لکھار بھی موجود ہے۔ مردوں میں نیم آستین کی قمیص بوقت نماز مکروہ ہے، کیونکہ کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ چھوٹی قمیص، کوٹ اور پاجامہ یہ لباس بھی مشرعی نقطہ نظر سے ناپسند کیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں مشرین اور اعضاءِ مخصوصہ کی شکل اکثر حالات میں مخصوصاً مجاہد کی حالت میں محسوس ہوتی ہے۔ ان جوئیات لباس پر مختصر کلام کرنے کے بعد اب اصولِ منع تشبہ بالکفار کے متعلق عقل اور نقل کی روشنی میں کچھ مختصر گفتگو کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ پہلا اصول یعنی مرد کو عورت کا لباس و بالکس سب کے نزدیک مکمل ہے، لیکن اصولِ منع تشبہ بالکفار کے متعلق بعض ان مسلمانوں کو مائل ہے جن کا نشوونما غیر اسلامی ماحول میں ہوا اور اسلامی شعاثر اور اسلامی تہذیب کا اہتمام ان کے قلب و دماغ میں نہیں رہا۔ ان کی آگاہی کے لئے عزم ہے



عام ہے۔ لہذا اس کی نوسے مسلمان کو کفار کے ساتھ ان کی مخصوص ذمہ داری میں  
قسم کی مشابہت اختیار کرنا ممنوع قرار پاتا ہے۔ اس قسم کے تمام احکام سے  
مقصود یہی ہے کہ اسلام کی ہیئت مجموعی اور اس کی خصوصی امتیازات کو محفوظ  
رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ جو ایک طرف گھڑی پابندی کی سختی میں اور  
دوسری طرف سیاست میں ممتاز ہیں، تمام فلاح رشکوں کو احکام بھیجتے ہوئے  
شعبت کے ساتھ کفار کے اوضاع اطوار لباس وغیرہ اختیار کرنے سے مخالفت  
کا حکم دیتے ہیں۔ ایک زمان میں لکھتے ہیں۔ اَيَّاكُمْ وَالتَّشْعِيدَ وَزِيَارَةَ  
عَلِيٍّ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ الْغُرَبَاءِ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ  
بَعْنِ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ الْغُرَبَاءِ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ  
اَيْسَى بَاتُوا بِرُحْمَةٍ لِيَتَّخِذُوا مِنْكُمْ مَثَلًا اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ  
فَضُولِ بَقِيَّةِ رَيْبِ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ الْغُرَبَاءِ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ  
كَافِرُونَ سَعْدُكُمْ بِمَا تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ الْغُرَبَاءِ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ  
بِغَيْرِ كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ الْغُرَبَاءِ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي زَمَانِ الْغُرَبَاءِ  
جوتے، سر کی مانگ وغیرہ کسی بات میں ان سے مشابہت اختیار نہیں کریں۔ وہاں  
بھی سہیگی اپنی ہی وضع پر رہیں گے۔ حد (مختصر) لکھا آپ نہیں سمجھتے کہ قسم کا  
عہد کافروں سے لینے کی کیا وجہ تھی۔ یہاں کہ دو قولوں میں باعتبار تدریس اور طائفت کے  
کھلا ہوا اختیار نہ رہنا چاہئے۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ حکم بھیجا کہ وَارِ الْيَسْمُو الْبَسْ  
الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يُخْرِقُوا۔ امد وہ یعنی کفار، مسلمانوں کا لباس نہ پہنیں  
تاکہ وہ پہچانے جائیں۔ (الاقتضاء) مسلمان فلاح تھے، اس لئے یہ اندیشہ تو تھا  
ہی نہیں کہ مسلمان ان کا لباس اختیار کریں گے۔ بل فلاح کا اثر جو نہ مقصود پر پڑتا ہے

علقہ التثبيد في الاسلام ۱۲

اسلامی تہذیب تمدن کی کیا حفاظت کر سکیں گے۔ غیر عقلی طور پر تو یہ بات  
واضح ہو چکی کہ کفار کے ساتھ مشابہت سے منع کرنے کا نالغون اسلامی قوانین میں  
ہو یا ایک لازمی امر ہے۔ اب یہ نقلی طور پر عرض کرتا ہوں کہ قرآن ماورسوریش  
میں کفار کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے سے اور تمام ایسے اسباب اختیار کرنے سے  
بھی منع فرمایا گیا ہوں سے مخالفت اور متقی و باطل، انتہاس پیدا ہو سکتا ہو یا نہ  
حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْكُمُوا كَالَّذِينَ هُمْ  
كَفَرُوا وَالَّذِينَ هُمْ كَفَرُوا وَالَّذِينَ هُمْ كَفَرُوا وَالَّذِينَ هُمْ كَفَرُوا  
جنہیں ہر طرح کی مشابہت داخل ہو کر ممنوع قرار پاتی ہے۔ مشابہت اور متقی و باطل  
کا ایک سبب یہ ہے کہ کسی کو کسی سے قلبی تعلق یا میلان پیدا ہو جائے۔ اشد تو ان کے  
اس کو بھی منع فرمایا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْكُمُوا كَالَّذِينَ هُمْ  
وَعَدَ كَمَا كَانُوا كَانُوا۔ اے ایمان والو! تو قسم میرے اندر اپنے دشمنوں کو اپنا  
دوست نہ بناؤ۔ اوضاع و اطوار میں مشابہت کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے  
کہ باوجود قلبی نفرت کے آدمی ان کے ساتھ بیٹھے اٹھیں اور ان کی باتیں سنیں۔ اہل  
تعالیٰ نے اس کو بھی منع فرمایا ارشاد ہے کہ فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى  
يَخْرُجُوا إِلَىٰ حَيْثُ يَشَاءُ عَدُوًّا۔ یعنی ان کے ساتھ مت بیٹھو، یہاں  
تک کہ وہ دین پر اعتراض چھوڑ کر اور باتوں میں لگے جائیں۔ ان آیات  
آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اشد تعالیٰ نے عقائد و اعمال میں جن اسباب مشابہت  
بافراط کا اندیشہ ہو سکتا تھا، ان سے بھی مخالفت فرمائی ہے اور حدیث  
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صَوْنُ لَشَيْئَانِ يَعْصِيَانِ فَهُوَ  
مِنْهُمْ (ابوداؤد) یعنی جو شخص کسی قوم کی مشابہت پیدا کرے گا وہ  
انہیں میں شمار ہو گا۔ یہ حدیث بالکل صحیح السند ہے اور اس میں بھی مشابہت



ہے اور بخوشی سے اُپر تک۔ میں بھی مضائقہ نہیں اور اس سے نیچے جو تودہ دوزخ کی آگ میں ہے اور جو اپنا ازار اتر کر کھینچتا چلا قیامت کے دن اٹھتا ہے اس پر نظر کریم نہ فرمائے گا وسطاً و لگتاً، نئی روشنی کی اندھیری پر غور فرمائیے کہ مرد جس کے بدن کا اکثر حصہ کھلا رہنا کچھ زیادہ معیوب نہیں، اس کے لئے موجودہ تکبیری ایسا بتلون زیادہ پسند کرتی ہے جو جوتے کو چھپا کر زمین میں گھسٹتا جائے اور عورت جس کے بدن کا چھٹا ضروری تھا، اس کو اتنا نکال کر ناپسند کرتی ہے کہ اس کا یا جامہ تک اتر وادیا گیا۔ کیا یہ انتہائی حماقت سے کچھ کم بات ہے جو تو کوہیت باریک لباس پہنتا جس میں بدن جھکے یا اتنا چست لباس پہنتا جس میں بدن کی وضع نظر آئے نا جائز ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ دنیا میں بہت سی کڑا پہنے والیاں آخرت میں تنگی شمار ہوں گی (بخاری) اب رہی یہ بات کہ لباس کس چیز کا ہو۔ اس میں اسلامی تہذیب کا فیصلہ یہ ہے کہ مرد کو سونا اور سونے کا ایسا ٹھکانا ہو اکیرا جس میں دھند سے کپڑا نظر نہ آئے اور چار انگلی سے زائد ہو نیز خاص لیشیم کا کپڑا، جس میں غالب لیشیم ہو حرام قرار دیا ہے۔ ہاں عورت کے لئے جائز ہے۔ رگوں کو سونے چاندی کا زیور، لیشیمی کپڑا، لیشیمی ٹھلی، سونے چاندی کا تعویذ بنا کر پہنانا جائز نہیں۔ بعض لوگ زندگی کی گڑبڑ یا زندگی ٹوٹی پہنتے ہیں۔ یاد رکھیے کہ اگر یہ کام چار انگشت سے زائد چوڑا ہو تو نہ حرام ہے۔ لباس فاخرہ جو شہرت اور فخر کے لئے پہنا جائے وہ بھی ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو وہی لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں آگ لگا دی جائے گی۔ (ابوداؤد و لباس اپنی حیثیت سے بہت کم دیکھ لا بھی نہ پہننا چاہئے۔ ایک صحابی بڑے ملے جلے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میرے اُپر میلے کپڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس آل

اور، قصہ دنیوہ کے مسئلے سکھائے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد سمجھائے اور ہم قسم کی برحقوں، رستوں کی بُرائی بتائے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں حکم دیا ہے کہ دُکھائے ایمان والو! اپنے آپ کو ازراہ اپنے اہل و عیال کو دروغ کی آگ سے بچاؤ! (نفوس بچے کہ آج ہم نے عورتوں کے دین کی طرف سے اس قدر غفلت کر رکھی ہے کہ ٹوپی زدہ حیوانوں کی طرح ہیں، جن پر نماز روزہ کچھ فرض ہی نہیں، یاد رکھیے کہ کل قیامت میں اس غفلت کے متعلق خدا کے سامنے آپ کو بھی جواب دینا پڑے گا۔ آنحواں ادب یہ ہے کہ اگر کئی بیویاں ہوں تو ان کو کھلانے پلانے پہناتے اور ان سے ملنے میں برابر قیام رکھتے۔ نوائی ادب یہ ہے کہ اگر بیوی سے لسی لافزانی صلا نہ ہو جس پر تنبیہ کرنا جائز ہو تو اول اس کو نرمی سے سمجھائے اور ڈرائے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو سونے میں اپنی لپشت پھیرے یا بستر میں مٹکائی افیا کرے اگر اب بھی درست نہ ہو تو پھر مناسب مارے، جس سے اُسے تکلیف نہ ہو، لیکن کوئی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے، خون نہ نکلے اور چہرہ پر نہ مارے۔ رسول ادب یہ ہے کہ گھر میں لڑکی پیدا ہونے پر کسی قسم کا رنج و ملال نہ اپنے دل میں محسوس کرے نہ بیوی بد ظاہر کرے۔ یہ کل دس آداب ہیں۔ جن کا جاننا اور یاد رکھنا اور جن کے مطابق چلنا ہر شادی شدہ مسلمان کو ضروری ہے ورنہ ہرگز بیوی کے حقوق ادا نہ کر سکے گا۔ جس کے متعلق خدا کے یہاں سخت باز پرس ہوگی۔

اس موقع پر بعض مظالم کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے جو عموماً عورتوں پر ہوئے جاتے ہیں۔ یاد رکھیے کہ عورت کا مال بغیر اس کی رضا مندی کے لینا اور خرچ کرنا، بیوی کے باپ کے ترکہ کا حصہ زبردستی کر کے حاصل کرنا، اس کی مہر زبردستی مساف کرنا، دوسرے بھی مالی باپ کے ساتھ ملاقات کرنے سے منع کرنا، خسر، ولید، بیسہ ساس، خندعل و غیرہ کی خدمت کرنے پر انہی کو مجبور کرنا، علاحدہ گھر کے مطالبہ



ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ جب اشیئے تجھ کو مال دیا ہے تو انہی کی نعمت کا اثر اپنے اوپر ظاہر کر (نفاق) برزگرو! لباس کے متعلق ضروری مسائل عرض ہو چکے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ تجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اسلامی تہذیب و معاشرت اختیار کرنے کی توفیق دے اور کافروں کی تہذیب و معاشرت کے ناپاک اثرات سے ہمیں محفوظ رکھے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

عَلَّمَ الْغُوثُ بِاللَّهِ اَنْ يَأْتِيَهُمُ الَّذِيْنَ اَتَمَّوْا اَتَمَّوْا اللّٰهُ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوْنُ فَيَنْ اِلَّا وَ اَسْمِعُوْهُمْ مِمْلِكُوْنَ ه تَبَارَكَ اللّٰهُ لَمَّا وَلَعُوهُ اِنْ

خطبہ جمعہ سوم ماہ جمادی الثانی در بیان آداب معاشرت اسلامیہ

بمسلسلہ تہذیب و تمدن اسلامیہ

تہذیب نبوت اور طہ لحمیہ کی معارف  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ  
تَقْوِيْمٍ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ  
سَيِّدَانَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَ رَسُوْلَهُ الْوَرُوْثِ

الرَّحِيْمِ ۝ صَلَّى اَنْ  
الَّذِيْنَ تَمَسَّكَ زَانِبًا  
مَعْتَرِ الْاِخْوَانِ ۝  
الْاِسْلَامِيَّةِ ۝ تَوَدَّ  
الشَّرْعِيَّةِ ۝ وَ  
الْحَقِيْقَةِ وَالْحِكْمَةِ  
الْبَدَنِيَّةِ ۝ وَ  
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
وَقَدْ اَشَارَ رَبِّ  
الْاِسْتِشْقَاقِ بِالْاَلِ  
الْبَرِّ اَجْمَعِ وَ تَقَاتِ



اس کے ساتھ کوئی غلط عقیدہ والبتہ نہ ہو، مثلاً حور میں سیاہ رنگ کو غلام کر لیتا  
 وغیرہ بیکون مردوں کو شقی و شیخ رنگ کا لباس، رزہ تحریری ہے ارشادی، انگوٹھی  
 عورت کو صرف سونے چاندی کو جائز ہے۔ دوسری دھاتوں کی جائز نہیں، مرد کو  
 صرف چاندی کی انگوٹھی جس کا وزن ایک مثقال یعنی ۴۱۰ ملہ سے کم ہو، جائز  
 ہے، مگر پھر بھی بلا ضرورت انگوٹھی پہننا شریعت کی نگاہ میں ناپسند ہے  
 ہاں قاضی، حاکم وغیرہ کو حکم ناموں پر مہر لگانے کے لئے پہننے میں مضائقہ نہیں  
 ریشمی اور مرد کو سولے کے بٹن خواہ زنجیر دار ہوں یا بلا زنجیر استعمال کرنا جائز  
 نہیں۔ چاندی کے بٹن زنجیر دار مرد کو ناجائز ہیں۔ زینت کے لئے تصویر بھی  
 لٹائی جاتی ہے، حالانکہ تصویر رکھنا اور بنانا دونوں ناجائز ہیں اور کسی کی تعلیم  
 کے لئے تصویر رکھنا شرک کا شعبہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے  
 (ترمذی) مہندی کا خضاب لگانا، جس سے ہلکی سُرخ آبی ہو جائز ہے اور سیاہ  
 خضاب جس سے بڑھا یا چھپ جائے حرام ہے۔ خوشبو کے متعلق اسلامی اصول یہ ہے  
 ہے کہ رنگ لکھ لکھی خوشبو عورتیں لگائیں اور بے رنگ کی مرد و استغفار کریں، جیسا کہ  
 ترمذی کی حدیث میں ہے۔ اب یہی وہ زینت جو اعضائے جسم سے قلعہ رکھتی ہے۔  
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اکثر کو ایک حدیث میں اس طرح جمع فرمایا ہے کہ درجہ چیز  
 ظہرت میں سے ہیں۔ مو پھول کا لٹانا، ڈاڑھی کا بڑھانا، تھوکر کرنا، ناک کو پانی  
 سے صاف کرنا، کچل کرنا، ہونٹ لٹکانا، انگلیوں کی جڑھل اور جڑوں کا دھونا،  
 بغل رخ کے بال صاف کرنا، سونے زینت ناف دودھ کرنا، پانی سے استنجا کرنا  
 (ابوداؤد)، من دس آداب اسلامی میں سے اکثر پر آپ کا عمل ہے، لیکن  
 مسکول مسلمانوں سے ملخصت ہو رہی ہے، کیونکہ معلوم ہو رہا ہے کہ

وَعَنِ ابْنِ مَجْهَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَهَيَّأْ عَيْنَ  
 الْقَرْنِجِ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: أَتَهَكُمُ  
 الشَّوَارِبُ وَالْعَمُورُ اللَّحْمِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ خَالِفُوا  
 الْمُسْكِرِينَ وَخِرُوا اللَّحْمِيَّ وَاحْفَظُوا الشَّوَارِبَ ۝  
 أَعُوذُ بِاللَّهِ ۝ مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَنُذِرْكُمْ وَمَا  
 نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۝ تَبَارَكَ اللَّهُ ۝

وعظ جمہ سوم ماہ جاری الثانی در آداب صحابہ شرق اسلامی

بِسلسلہ تہذیب اسلامی

تہذیبِ عرب زینت اور ریش کی اہمیت

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَكَثَرُ سَلَامُهُ عَلَى عِبَادَةِ الْغَنِيِّينَ أَصْطَفَى. آمَنَّا بَعْدَ  
 بِلَادِي لُط: معاشرۂ اسلامیہ کے سلسلہ میں تہذیبِ لباس کے متعلق  
 آداب بیان کئے جا چکے ہیں۔ آج آدابِ زینت کے متعلق چند مسائل تحریر گزار کرنا  
 چاہتا ہوں۔ زینت کے سلسلہ میں عورتوں کے لئے ہر قسم کے رنگ کا کپڑا جائز ہے جبکہ



آنکھوں کی طرف سے جو کہ قریبی اور زیادہ قیمتی اعضا ہو یعنی رخسار کی طرف آٹینگا، جس کی وجہ سے دماغ اور قوتِ بینائی کے لئے یہ میس کی ہو کر غیر عورتوں ذریعہ پر ضعیف پیدا ہوگا، حالانکہ دماغ اور آنکھوں کا قوی رکھنا بہت زیادہ ضروری ہے۔ پس ڈاڑھی منڈانا بینائی اور دماغ کے لئے سخت ضرر ہے، جس کی ضرورت فی الغور عورتوں پر نہیں ہوتی۔ بل ایک عرصہ کے بعد عورتوں میں جو جاتی ہے، بجھے کر بکثرت چلنے کی ضرورت فی الغور نہیں بلکہ عرصہ کے بعد معلوم ہوتی ہے اور شاید یہ بھی وجہ ہو کہ نظر کی کمی اور دماغ کی کمزوری کی شکایت بہت زیادہ عام ہو گئی ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ ضعیف بصارت و دماغ اور قوتِ فکر کا صرف یہی سبب ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کے دیگر خفیہ اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے۔ نیز جو کہ ہے کہ اگر کسی کی خفیتیں نہ ہوں یا جھوٹ ہوں تو اس کے ڈاڑھی نہ آگے کی۔ اگر کسی بچہ کے خفیتیں نکال دئے جائیں تو بچہ دماغ کے بعد ڈاڑھی پیدا نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خفیتیں اور رخسار میں ضرورت کوئی خفیہ تعلق ہے۔ اس تعلق کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ اگر ڈاڑھی منڈائی جائے گی تو خون کا رجوع رخسار کی طرف ہو کر خفیتیں میں ضرورت کمزوری پیدا ہوگی، جس سے قوت بہ کمزور ہوگی۔ ممکن ہے کہ آج کل ہاکی کا کمزوری کے دیگر اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہو۔ بہر حال ان ملتی جلتی وجوہات کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے لئے کامل اور عمدہ تندرستی چاہتا ہے۔ اسے ڈاڑھی ضرور رکھنی چاہئے تاکہ ڈاڑھی منڈھانے کی غلط حرکت اس کی جسمانی کمزوری کا سبب نہ بنے۔ شرقی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو اسلامی تہذیب کے وہ دو اصول گو عورت اور مرد میں امتیاز اور لازم و مسلم میں فرق قائم رکھنا یہ دونوں اصول ڈاڑھی منڈانے کو مصلحت مند کر رہے ہیں، اکثر بالکفار سے روکنا شہادت کا خاص اور اہم اصول ہے، جس پر تمام اسلامی تہذیب کی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔

لہذا لڑتے یا ڈرر استقلال کرنا ہم کو سکھا دیا ہے۔ سو نہیں کرنا تا بھی ہم نے اس لئے اختیار کیا ہے کہ مغربی تہذیب نے اس کو پسند کر لیا ہے۔ اب مہی و لڑھی اس کے متعلق عرصے سے کر عقیقی، لہذا اور دینی تینوں نظریوں کے لحاظ سے ڈاڑھی رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ وقار اور رعب قائم رکھنا انسان کی زندگی کے لئے بہت مفید ہے لہذا یقیناً ڈاڑھی ہی چہرہ کا باوقار اور رعب دار بنتی ہے۔ نیز سوچو کہ قدرت نے مرد اور عورت کے درمیان کیا فرق رکھا ہے۔ ایسا نمایاں فرق بتاؤ جو دور سے سوسری نظر میں معلوم ہو سکے۔ ایسا فرق صرف ایک ہی ہے کہ قدرت نے عورت کو ڈاڑھی سے عورت کو کر دیا ہے اور مرد کو یہ نہیں مرد نہ عطا فرمایا ہے۔ نیز ظاہر کا اثر باطن پر یا بیرونی حالات کا اثر دماغ و ذہنیت پر پڑنا یقینی ہے۔ بہت سے نوجوانوں میں زمانہ ایکٹ کرتے رہنے کی وجہ سے زمانہ خوب پیدا ہو جانے کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے جس سے بزدلی اور نامردی پیدا ہوتی ہے۔ پانچ ماہی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ قربانی کا بکرا بھی ذبح نہیں کر سکتے اور بعض ایسے رستم ہیں کہ ذبح کر دھکرا دیکھ بھی نہیں سکتے۔ اس قدر بزدلی پیدا ہونے کے اسباب گزشتہ سے ہیں لیکن ان میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے دماغ پر لڑائی و خفیات اور منف تاثرات کی شکلوں سے بھرے ہوتے ماحول نے اس قدر خفیہ جالیایا ہے کہ وہ ہماری مردانہ خصوصیات پر اثر انداز ہو رہے ہیں پس یہی سبب دراصل ہے کہ جو ہر کو متعلق کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایسے تحفیات اور انگلی نسوانی کے ماحول کو اپنی نظروں سے قدر گزریں تاکہ آنکھوں کے ذریعہ یہ نہر سحر اثر ہائے دل غلطائف نہ کر سکے۔ بلکہ نقطہ نظر سے ڈاڑھی رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اس تہذیب اصول یہ ہے کہ جس عضو پر خوراک یا بیچائی جائے گی، اس طرف خون کا رجوع زیادہ ہو جائے گا۔ اس کا تقدیر زیادہ ہوگا۔ ڈاڑھی منڈانے میں رخسار پر خوراک ہوتی ہے۔ لہذا سبب



اشارہ ہے۔ فَلْيَخْذَلِ الَّذِينَ يَمُنُ بِالْغُفْرِ عَنْ أَسْرِ جَانِّ فَصْلِي سَبْعُمُ  
فَقَسَمَهُ أَذْ لِيَعْلِبَهُمْ عَدَاؤِي أَيْ سَبْعُمُ ۝ ان لوگوں کو جو حضور کے حکم  
کی مخالفت کرتے ہیں، اس بات سے ڈسنا چاہئے کہ کہیں کوئی خضر (درجہ علیہ السلام)  
یا خدا کی طرف سے دوزخ کا عذاب نہ پہنچ جائے یا ظاہر ہے کہ دائرہ سزا کا حضور  
کے حکم دائرہ برعکس کی پہنچ و صاف مخالفت ہے۔ خصوصاً جب کہ آپ کی پہنچ  
حکم معلوم ہو چکا ہو پھر بھی مندرجہ رتبہ اعلیٰ مخالفت ہے اور چونکہ خدا کا وعدہ  
غلط نہیں ہو سکتا۔ اس آیت میں دوزخ کا عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ لہذا یہیں  
اپنا انجام سوچ لینا چاہئے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ جو شخص طاعت  
معلوم ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنین (صحابہ) کے طریقہ  
کے خلاف چلے کم اسے دنیا میں جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے کرنے دیں گے اور آخرت  
میں جہنم میں جھونک دیں گے جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ فرمائیے کہ رسول  
کی دائرہ کے باہر میں کیا طاعت ہے اور عبادت کا طریقہ اس میں کیا ہے۔ یہی کہ  
دائرہ رکھنا۔ تو پھر مندرجہ رتبہ طاعت رسول اور طریقہ صحابہ کی مخالفت کرنا ٹھکانا یا  
نہیں۔ اب انجام سوچئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رسول کی اطاعت کرو اور رسول  
اللہ معلوم کا حکم ہے کہ دائرہ رکھو۔ پس حضور کا حکم و دلیل خدا کی کا حکم ہے۔ خصوصاً جبکہ  
خود اللہ نے فرمایا کہ وَمَا يَنْطَلِقُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَفِي سَكَنٍ مِّنْ لَّدُنِّي وَفِي سَكَنٍ مِّنْ لَّدُنِّي ۝  
(یعنی رسول) اپنی خواہش ہے کچھ نہیں فرماتے۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہی ہے جو خدا  
کی طرف سے بھیجی گئی ہے۔ اس قرآنی نص کے اختلاف سے معلوم ہوا کہ دائرہ کا حکم  
بھی خدا کی طرف سے دی گیا ہوا ہے۔ کیا اب بھی کسی کو دائرہ رکھنے کے باوجود  
میں شک ہو سکتا ہے اب دائرہ کو حدیث شریف کی روشنی میں دیکھئے کہ حضور پروردگار

بلکہ شریعت کے تمام مسائل خواہ عقائد و اصول یا اعمال، عبادات و عبادات ہوں یا معاملات ہر جگہ اس  
اصول کا اول سے آخر تک لحاظ رکھا گیا ہے۔ لہذا دائرہ کے باہر میں بھی  
اس اصول کو شریعت ہرگز خاموش نہیں کر سکتی تھی، اسی لئے شارع طبع  
اسلام نے دائرہ رکھنے کی صحت ترین تاکید فرمائی اور دائرہ مندرجہ رتبہ  
نعمت کا اظہار فرمایا، کیونکہ وہ اپنے عمل سے شریعت کے اس زریعہ اصول کو ہر بار  
کر رہا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دائرہ کا مسئلہ اسلام میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا  
لیکن یہ خیال غلط ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو  
ماننا ضروری ہے اور آپ کے حکم کی مخالفت کرنا، یعنی اس کو نہ ماننا یا مانکر  
اس کو نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا وَفْرٌ ثَلَاثَ  
لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوهَا فِيهِمَا شَحْرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَخْذَلُوا فِي  
الْفَصِيحِمْ حَرْجًا وَمَا قَضَيْتَ وَاسْلُمُوا لِسَابِقًا ۝ پس قسم ہے  
آپ کے رب کی وہ ہرگز ایمان والے نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنے اختلافی  
مسائل میں آپ کو حکم اور ترجیح نہ بنائیں۔ پھر آپ کے فیصلہ سے وہ اپنے دلوں میں کوئی  
شک نہ پائیں اور پوری طرح آپ کے فیصلہ کو نہ تسلیم کر لیں۔ اس آیت کے معنی  
پر غور فرمائیں۔ پھر بتدائی کہ دائرہ کے باہر میں حضور کا فیصلہ آپ کو تسلیم ہے یا  
نہیں۔ اگر نہیں تو آپ خاموش نہیں رہتے۔ اگر منظور ہے تو کجیجے دائرہ رکھنا شروع  
کر دیں اور اگر آپ فیصلہ منظور کر لیں مگر دائرہ نہ رکھیں تو یہ منظور کرنا ایسا  
ہے جیسا باپ کے ہر حکم کو جی ہاں جی ہاں کہہ کر ماننے کی طرح نہ کرے۔ بتائیے  
تو سہی اس کا باپ کیا کہے گا۔ یہی نا کر میرا بیٹا میرا حکم نہیں مانتا۔ تو جب آپ  
اس جی ہاں کے دھوکے میں نہیں آتا تو کیا خدا کو آپ اس قسم کا دھوکہ دے  
سکیں گے۔ ہرگز نہیں تو پھر انجام سوچئے اور منئے۔ ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا



حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اے رُویفیعؓ، شاید کہ تم ہماری زندگی میرے  
بعد تک دراز ہوگی۔ پس تم لوگوں کو خبر کر دینا کہ جو شخص دائرہ میں درجہ صافی  
کو باندھے یا تانہ گلے میں ڈالے یا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرے تو محمد اس سے  
بری الذمہ ہے رسالتی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے کوئی تعلق بہتہ خیال  
زانیے کہ جب دائرہ میں لکھ کر اُسے اوپر چڑھانے اور باندھنے پر حضور اس قدر  
خفت و غصہ فرمایا کہ اظہار فرمایا ہے میں تو دائرہ میں نہ لانے پر آپ قیامت کے دن کس قدر  
بیزار ہوں گے۔ سلاماً لہ! لہذا جب بھی ہوش میں آؤ۔ اپنے خیر خواہ اور شفیق ہادی اعظم صلی  
اللہ علیہ وسلم کو اس قدر بیزار مت کرو، جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیزار  
ناراض ہوں اس کو ہرگز قیامت میں آپ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ نیز آپ نے  
ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میری سنت (میرا طریقہ) ایک چوڑا وہ ہرگز میری شفاعت  
نہ پائیگا۔ (رد المحتار) معزز حضرات، کیا آپ حضور کو ناراض کر کے ان کی شفاعت  
سے محروم رہنا چاہتے ہیں یا آپ کی شفاعت چاہتے ہیں۔ اگر شفاعت مطلوب ہے  
تو فوراً اس مخلوق کبیرہ سے تو بے کھچے اور سنے کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ چوڑا نہیں  
ہیں، جن پر میں نے لعنت کی اور خدا نے بھی ان پر لعنت کی۔ ان چوڑوں کی آپ  
نے تارکِ سنت کو بھی شمار فرمایا ہے۔ اثنائاً دیکھو، واللہ برات لیستحقی اللہ  
میری سنت کو چوڑا نہ دے والا۔ (دقیقی) یقینی بات ہے دائرہ میں لکھنا، حضور کی  
سنت ہے اور حدیثِ مکتوبہ سے معلوم ہوا کہ تارکِ سنت پر لعنت ہے۔ لہذا  
ثابت ہوا کہ دائرہ میں لکھنا نہ دے والا خدا اور اس کے رسول کی لعنت کا مستحق ہے۔  
صفتِ ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضور کی تمام سنتوں سے  
کا بعض سنتوں سے انوار اس کرنے والا اگر اس سنت کو معمولی افعال قافیہ میں لکھے

عنه رُویت عن اسمعراہی ہے ایک صحابی کا رضی اللہ عنہ ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منکرین کی مخالفت کرو۔ دائرہ میں برہنہ اور  
مومنین کتراؤ (خاری و مسلم) ابن عمرؓ کی دوسری روایت میں آپ نے فرمایا کہ تم  
کاٹو اوپر دائرہ میں بڑھاؤ یعنی چھوڑ دو (خاری و مسلم) ابو ہریرہؓ کی روایت میں آپ نے  
فرمایا کہ مومنین کاٹو اور دائرہ چھوڑ دو اور جو جس کی مخالفت کرو۔ ایک اور حدیث  
میں ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے حکم دیا ہے مومنین کے کم کرنے اور دائرہ  
کے بڑھانے کا رسول (دائرہ کے متعلق بہت سی احادیث میں سے جو بوجہ اختصار  
یہ چند حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ ان کے مضمون میں غور فرمائیے کہ ہر حدیث میں  
حضور صلعم نے امر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جو محو ما و جوب کے لئے مستعمل ہوتا  
ہے اور پھر سب میں ثلاثی مزید فیہ کے صیغے افعوا۔ اوفوا۔ ارضوا۔  
و فہرط استعمال فرمائیے ہیں، حالانکہ ثلاثی مجرد کے صیغوں سے بھی یہ مطلب  
ادا ہو سکتا تھا، مگر زیادہ تاکید فرمائی مقصود تھا۔ اسی لئے مزید فیہ کے صیغے  
استعمال فرمائے۔ پھر حضرت ابن عمرؓ نے تو حکم ہم نے کی تصریح ہی فرمادی کہ  
”چھوڑ لاؤ“ نے ہم کو حکم دیا۔ جس سے وجوب کی تاکید ہوتی ہے اور سنے کر  
کے حکم سے باخلافہا کہ میں نے در قاصد نبی آخر الزما صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات  
کی تحقیقات کے لئے بھیجے، جن کی بتوں میں بڑی اور دائرہ چھوڑ کر کسی ہونٹا بھی  
دیس کر آپ میں بعض لوگ جو لپیٹ لپیٹ کر بڑھا دینا سمجھ کر دائرہ میں لکھتے ہیں مگر ان کی  
الغرض جب وہ حاضر حضرت محمدؐ سے تو حضور الزمر نے ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی  
دیکھنا پسند نہ کیا اور فرمایا تم کو اس در دائرہ میں لکھنے کا حکم کس نے دیا۔ انہوں نے  
کہا ہمارے رب کس نے دیا۔ تب حضور نے فرمایا کہ میرے بعد نبی نے تو مجھ کو دائرہ  
بڑھانے اور مومنین کٹانے کا حکم دیا ہے۔ ولطائف ابن سعد از ابن عمرؓ دیکھتے  
اس واقعہ سے صاف معلوم ہوا کہ دائرہ کا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ ایک بار



طرح پر معلوم ہو چکا ہے۔ یہ بھی بلور رکھنے کے شرعیت کے کسی حکم یا حضور کی سنت سے استغفاف اور استہزاء یعنی مذاق اڑانا ٹھہرے۔ فقہا نے اس کی تصریح کی ہے۔ پس ڈاڑھی کو درمیان میں لاکر کسی کو برا کہنا، گالی دینا، مذاق اڑانا، جیسے کوئی کہہ کر یہ کہے کی ڈاڑھی والے آجے ہیں۔ اور کوئی آواز دے۔ "او ڈھیلے" یا یہ کہے کہ ڈاڑھی والے چور بدماش ہوتے ہیں یا ٹھگ ہوتے ہیں۔ اچھی طرح سن لو کہ یہ تمام الفاظ کفر کے مترادف ہیں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ حضورؐ غلبیں کہ وہ بہت پسند فرماتے تھے ایک شخص بول اٹھا کہ میں تو کدہ پسند نہیں کرتا تو آپ نے فوراً تلوار کھینچ لی اور فرمایا کہ تو میرے درختوں کے آگے نہ دیکھا کہ اخلاف کے ایک بہت بڑے امام نے اس بنا پر کہ ایک مسلمان نے صورت رسولؐ کی مخالفت کی اور مقابلہ کی صورت بنائی تھی، کس قدر سخت مظلوم کیا، حال اس نے کدہ کا مذاق نہیں کیا بلکہ صرف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ پس کیا حال ہو گا، ان کا ہمنوا ہونے نے نہ صرف یہ کہ ڈاڑھی نہیں رکھی بلکہ ڈاڑھی کو ناپسند کیا اور مذاق اڑایا، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ (الآن یخجلون فیقول هذا افعال شیعی) صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنْ لَا اَفْعَلَهُ فِجْدِیْلُ کُفْرَ یعنی مگر یہ کرسی سنت کو ہٹا کر آجے اور ایسا کہے کہ یہ کلام رسول اللہؐ مسلم نے کیا ہے، لیکن میں نہیں کر سکتا، تو اب وہ شخص کافر ہو گیا۔ شریعت کا قاعدہ ہے کہ اگر استخلاف المذہبیۃ کفر یعنی کسی گمراہ کو مطلق و جائز سمجھنا کفر ہے، اب ذرا غور کرو ڈاڑھی سنڈانے والوں میں وہ فیصدی وہ ہیں جو اس کو گمراہ نہیں سمجھتے۔ اُن کے ایمان و اسلام کا کیا حال ہو گا۔ اب میں اس مسئلہ کو فقہ کی روشنی میں رکھنا چاہتا ہوں۔ سندرجہ بالا آیات قرآنی و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصولی شریعت مذکورہ بالا سب کا لحاظ اور سب پر غور و فکر کرتے ہوئے فقہاء میں سے بعض نے ڈاڑھی کو سنت

اعتراض کرتا ہے تو وہ کافر اور ملعون ہے اور اگر بعض شیعہ اور لاپرواہی کی وجہ سے سنت کو اختیار نہیں کرتا، بلکہ اس کو معمولی چیز نہیں سمجھتا تو اب وہ کافر نہیں بلکہ سنیوں کے گمراہ ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ قسم کھا کر بتائیے کہ آپ ڈاڑھی کیوں نہیں رکھتے۔ سچ بتائیے کیا آپ ڈاڑھی کی سنت کو معمولی چیز نہیں سمجھتے اور کیا آپ کے دلوں میں یہ ناقابلِ توجہ نہیں ہے؟ کیا آپ بعض مسیحی اور کاپالی کی وجہ سے ڈاڑھی نہیں رکھتے؟ مسیحی کی وجہ سے ڈاڑھی نہ رکھنے کا کیا نہ محض جھوٹ ہے، کیونکہ ڈاڑھی رکھنے میں آپ کو کوئی کام کرنا نہیں پڑتا بلکہ اس کے سنڈانے میں دس کا کھنڈہ پڑتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ڈاڑھی نہ رکھنا مسیحی کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ لوگ ڈاڑھی کی سنت کو غیر ضروری چیز یا معمولی بات سمجھتے ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ڈاڑھی کی سیاسی کوئی چیز پر ایک مہیوب لحد بدلتا دھتکہ بجا کر نہایت اہتمام سے اس کو منڈوانے ہیں سنت کو معمولی گردانا بھی کفر و شرع ہے اور مہیوب سمجھنا تو بہت بڑا کفر ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ مصافحہ چہرہ نسوانی شکل ہے اور حدیث میں ہے کہ چار شخص ہیں جو مسیح کہتے ہیں خدا کے غضب میں اور شام کرتے ہیں خدا کے غضب میں۔ ایک وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت پیدا کرے۔ دوسری وہ عورت جو مردوں کی مشابہت پیدا کرے۔ تیسرا وہ شخص جو جانوروں سے نفی جزا کم کرے۔ چوتھا وہ شخص جو مرد و عورتوں سے نفی کرے۔ (ابوداؤد) اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی سنڈانے سے عادی پرست و مشاکیلات وہ خطا کا غضب نازل ہو رہا ہے۔ لہٰذا خدا کے بند اگر تم میں کچھ بھی ایمان ہے تو خدا کے غضب سے دور رہو، لحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت مت کرو۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے ذات اور صفات مسئلہ کر دی گئی ہے اس شخص پر جس نے میرے حکم کی مخالفت کی (روایت احمد بن حنبل) اودستور اور مذکورہ! ڈاڑھی کا مسئلہ شریعت میں جس قدر اہم ہے اس کا حال مذکورہ آیات لحد سدائیات معلوم



ہونے کی ایک بڑی دلیل تو یہ ہے کہ محاکمہ مشرقیہ میں ایسے بال رکھنا شعار ہے  
نصارائی اور یہود وغیرہ کا۔ پس ان کے رکھنے میں تشبہ بالکفار ہے، لہذا ناجائز  
ہے۔ اس کے علاوہ حدیث میں چکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا  
ہے اور قزع کا مطلب خود راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ پیشانی اور دونوں جانب کے  
بال چھو کر باقی بال مونڈھے جائیں اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
سلم نے ایک لڑکے کو دیکھا جس کے سر کے بال مونڈھے ہوئے اور بعض چھوڑے  
ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: "یاسب مونڈھ دیا سب چھوڑ دو۔" (بخاری) ابو داؤد کی ایک  
روایت میں ہے کہ پہلی صفت یہود کی ہئیت تھی اور بیچ الیمان جلد اول میں ہے کہ  
ایک شخص اپنے لڑکے کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اُس لڑکے کے بعض  
بال مونڈھے ہوئے اور بعض چھوڑے ہوئے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کو قتل کا حکم  
دیا، لیکن اس نے توبہ کی اور عفت چاہی تو آپ نے معاف کر دیا۔ اندازہ فرمائیے کہ  
طریق سنت اور حضورؐ کے حکم کے خلاف کرنے پر حضرت ابوبکرؓ نے کس قدر غصہ  
فرمایا ہے جس نے مسلمانوں! اگر آپ واقعی صحیح معنوں میں مسلمان ہیں اور چارے  
دل میں ذرا بھی خدا کا خوف ہے اور حضورؐ کی شفاعت کی امید ہے تو دائرہ میں اور  
بہلوں کے بائیں میں خدا عذر نہ چاہئے اور حضورؐ کے حکم کی مخالفت نہ کرنا چاہئے۔  
ورنہ یاد رکھئے کہ اس بد اعمالی کا انجام بہت ہی بُرا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ  
نیک دل ہیں، لیکن دائرہ میں کی اہمیت آپ لوگوں کو صاف طور پر معلوم نہیں تھی۔  
اس لئے آپ اس غلطی میں اب تک مبتلا ہے ورنہ ضرور عمل کرتے۔ خدا کرے کہ  
میرا خیال صحیح نکلے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور جہد مسلمانوں کو ہر  
درم کام سے بچائے اور ہر گناہ و کبیرہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چائے پتھر  
کے سے دھلی میں اپنا خوف پیدا فرمائے۔ ہمیں آمیز، دائرہ میں رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور

محرکہ کہہا ہے، مگر یہ قول ضعیف ہے، لیکن اس قول کے لحاظ سے بھی دائرہ میں  
رکھنا ضروری ہوا، کیونکہ سنت مؤکدہ واجب قویب ہوتی ہے۔ اس کا تکرار گمراہ  
ہے اور تکلیف سنتی مؤکدہ کر وہ قویب ہے جو حرام کے قریب ہے اور اہم حرم کے  
نزویک حرام ہے اور مکروہ تحریمی کا بار بار تکب ہونا گناہ کبیرہ ہے۔ پس اس ضعیف  
قول کے مطابق بھی دائرہ میں رکھنا واجب ہے۔ ایک تھی سے زائد گناہ بھی جائز نہیں۔ تیسرا قول  
یہ ہے کہ ایک تھی بھر دائرہ میں رکھنا واجب ہے جس کا وجوب حدیث سے ثابت ہے اور  
موسیٰ سے زائد گناہ واجب ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ صرف دائرہ میں رکھنا واجب ہے اور  
مونڈنا حرام ہے۔ تھی بھر کی دائرہ میں رکھنا سنت ہے۔ یہی قول سب سے زیادہ معتبر  
ہے۔ دلائل معتبرہ سے یہی ثابت ہے۔ پہلا ان تینوں اقوال میں متفقہ طور پر  
یہ فیصلہ ہے کہ دائرہ میں رکھنا واجب ہے اور منڈنا حرام ہے اور حرام کا گناہ کبیرہ  
ہے۔ لہذا تینوں اقوال سے دائرہ میں منڈنا گناہ کبیرہ ہے۔ الحمد للہ کہ اس مسئلہ پر  
قرآن و حدیث اور فقہ سے کافی مدد ملتی ہے۔ اب میں تہذیب اسلامی کے لحاظ  
سے سر کے بالوں کے احکام بیان کرتا ہوں۔ شریعت کی تہذیب بالوں کے متعلق یہ  
ہے کہ مسلمان اگر بال نکھے تو بوسے نکھے اور مسنون ہے کہ کانوں کی نو تک ہوں  
اور نہ رکھے تو سب کو منڈھائے یا سب کو کترائے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ  
کوئی تیسری صورت اسلامی تہذیب میں جائز نہیں۔ اس لئے زائے میں جو انگریزی بال  
رکھے جاتے ہیں شریعت اسلامیہ میں اس فیشن کی کوئی جگہ نہیں۔ اس کے ناجائز  
حک السبق الملک فی قدیمۃ من الواجب یصل تارکھا لادۃ استیخفاف  
باللہین (ثامی) منہ الی الحداد قریب رہا، وفی عالم کبریہ قال محمد کل  
مکرم وجہہ من کل معصیۃ اصر علیہا العبد کبیرۃ رتقہ رتقہ مقادیر ۱۲  
علی، نفوذ از تحریرات مولانا شاہ عبدالعزیزؒ ۱۲



إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ مِنْ زَلَّاتِ  
الرِّجَالِ ○ رَفَعَ الْمَوْتَ عَنْ الْأَ  
َعَالِي الْعِيَالِ ○ وَجَعَلَ مِنْ زَلَّاتِ  
الْمَرَاةِ تَسْكِينِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ○  
وَبَرِيَّةِ أَطْفَالِ الْهَمِّ ○ وَحَفَظَ مَنَاسِكَ  
وَالصِّبْرَ أَمْرَ حَوَائِجِ الْبُيُوتِ لَهُمْ ○  
ذَوَاهِيْنَ ○ بِالْعَصَةِ وَالْعَفْهِ وَالسَّلَامِ  
وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ  
فَإِذَا خَلَا بِكَ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ وَهُمَا

بِخَيْرٍ غُلِيْلٍ مَخَافَ زَلَّاتِ رُفَعِ الشُّقْلَى عَلَى خَيْرِ خَلْقٍ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ مَا أَتَاكُمْ مِنَ الرِّسَالِ فَخُذُوا بِهَا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

خُطْبَةُ جَمْعٍ چہارم ۱۰ جمادی الثانی در آدابِ مشرقِ اسلامیہ بمطالعہ تہذیبی

تہذیب و تعلیم نسوان اور پروردگار کا ہر سال

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ رُوحَانِي

وَقَضَىٰ هَمًّا عَلَىٰ سَيِّئَاتِي عِلَاجًا حَسَنًا

لِيَتَّقِيَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فِي عَيْبِ آدَةٍ

خَالِقِ الْكَوْنَيْنِ ○ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي الشَّقَلَيْنِ ○ وَأَشْهَدُ أَنَّ

سَيِّدَنَا وَرَبَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَهَدَانًا







کی تخلیق کچھ اس انداز سے کی گئی ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے وجود کو قائم اور مقصود حیات ادا کرنے میں دوسرے کا محتاج ہے اور قدرت نے ہر ایک کے وظائف حیات ایک ایک مقرر کر دیئے ہیں کہ ایک کے وظائف دوسرا کا حق نہیں کر سکتا۔ یہ قوانین فطرت جس طرح تمام مخلوقات میں جاری و ساری ہیں، اسی طرح انسان میں بھی ایسا کام کر رہے ہیں کہ اس کا بھی جوڑا بنایا گیا ہے اور ہر ایک کو دوسرے کی خدمت کا محتاج کیا گیا اور ہر ایک کے وظائف زندگی اس کی ساخت، قوت اور استعداد کے مطابق مقرر کئے گئے۔ مذہب اسلام چونکہ عین فطرت کے مطابق ہے، اس لئے مرد و عورت میں ہر ایک کے وظائف زندگی مقرر کئے گئے ہیں جو اس کی فطری قوت استعداد اور ساخت کے مناسب ہیں۔ مرد کے وظائف زندگی محمول طور پر یہ ہیں کہ خدا کی عبادت کرنے کے بعد جس حال و روز کی کامیابی اور اپنی بچیوں کو کھلانے اور ان کو کسب معاش کی مشقت سے بچانے، حتی الامکان ان کی حفاظت کرنے، دنیا میں انصاف قائم کرے اور اس کے لئے میدانِ قتال میں شجاعت کے جوہر دکھائے۔

اور اپنی بندش ان کے مناسب دنیا میں کھلانے نمایاں انجام دے۔ اس لئے شریعت میں مرد پر عورت کا نان و نفقہ، مہر، رہنے کا گھر، جماعت و جمود و عیوب میں حاضری اور حیاء وغیرہ فرض کیا گیا، لہٰذا عورتوں پر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی فرض نہیں کی گئی۔ جتنی اور برطانیہ عورتوں سے فوجی خدمات لینے میں غلطی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں، لیکن قدرت کی فطری نظر ان حساب وظائف میں کبھی لجزش نہیں کر سکتی۔ اسلام نے عبادت کے بعد عورتوں کے وظائف حیات یہ مقرر کئے ہیں کہ وہ اپنے حسن و زینت سے اپنے شوہروں کی تفریح و طبع کا سامان مہیا کریں۔ ان کے لئے انہیں کے ختم سے بچے جنہیں اور ان کی اولاد کی پرورش کریں، ان کے خانگی متاع و اسباب کی حفاظت کریں اور مردوں کے آرام و آسائش سے متعلق ضرورتوں کو پورا کریں اور ہر مرد کی بوی اپنی عفت و عہمت کو قائم رکھتے ہوئے اپنی ذات، اپنے حسن اور اپنے دلکشی سے مایانِ فرحت و سرور کو صرف

ذَٰلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ + فَلَا خَلَّ عَلَيْنَا  
فَقَالَ أَحَبُّ بَابٍ مِنْهُ فَلَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ + أَلَيْسَ  
هُوَ أَحَبُّ لَنَا بِحَبْرِنَا وَلَا يَعْرِفُنَا + قَالَ أَفَعَمِيَا  
وَأَنْ أَنْتَا لَسَمَاءُ بَبِحَبْرِنَا + أَعُوذُ بِاللَّهِ  
وَقَرْنِي فِي بَيْتِكُنْ وَلَا تَبْرَحِي تَبْرَحِ  
الْحَبَابِيَّةِ الْأُولَى + بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وَعظمت جمعہ یکم ماہ جمادی الثانی درآداب معاشرت اسلامیہ تہذیب اسلامی

بہدیشیم نسوان اور پردہ کا بیان۔

الحکمہ اللہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، اَمَّا الْعَمَلُ  
برادینِ ملت، اکاماتِ عالم پر ایک گہری نظر ڈالئے تو آپ کو ثابت ہو گا کہ  
قدرت نے ہر چیز کا جوڑ پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ وَفِي كُلِّ شَيْءٍ  
خَلْقَانِ زَجْنَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ حیوانات کا جوڑے دار ہونا تو فطری ہے، لیکن  
ماہرینِ نباتات و احوال کی تحقیقات سے معلوم ثابت ہوا ہے کہ درختوں اور پتھروں میں بھی  
زاوہ پائے جاتے ہیں: ظاہر ہے کہ قدرت کا یہ کام حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا، پھر نرا دروازہ



جاء ہے مگر انہیں ہوش ہی نہیں آتا، جب نہیب نسوان کے متعلق اس تصور کو نظر کے بعد اب میں ایک ضروری مسئلہ پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ عورتوں کے جو ذرائعین زندگی اسلام نے مقرر فرمائے ہیں، ان پر غور کرنے سے بشرطِ مقصد مسلم خواتین کو زیادہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ اس کو اپنے ذرائعین الحاکمہ کے لئے زیادہ وقت اپنے گھر میں صرف کرنا پڑے گا اور اس کا دائرہ عمل زیادہ تر گھریلو میں محدود رہے گا۔ خصوصاً عفت و عصمت کی حفاظت، اپنی ذات اور اپنے حسن کی دلچسپیوں کو صرف شوہر کے لئے محفوظ رکھنے کے ذرائع کی ادائیگی کے لئے تو اس کو لازماً گھریلو میں رہنا ہوگا، ورنہ باہر سے باہر والوں کو بھی اس کی نسوانی دلچسپیوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا۔ جس میں شوہر کی خیانت ہے۔ جو مرد یہ آپ صرف اپنے لئے خصوصاً کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اسے ایسے موقع پر نہیں چھوڑا جاسکتا، جبہاں ہر شخص کی رسائی ہو سکے۔ بلکہ اسے مصداق تجزیوں، تالوں اور مہیکوں کے دائرہ میں محدود اور محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح شریعتِ اسلامیہ نے عورت اور اس کی تمام نسوانی خصوصیات کو گھر کے دائرہ میں محدود کرتے ہوئے پردہ کا تال لگا دیا ہے کہ کسی غیر شخص کی اس تک کسی طرح بھی رسائی نہ ہو سکے، اسلام میں پردہ کا قانون ایسا ضروری تھا کہ اگر یہ قانون شریعت میں نہ پایا جاتا تو ایک بڑا زبردست نقص ہوتا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور حضورِ رسولیؐ اندھیہ و سہم نے احادیث میں اس قسے قانون کو دھماحت کے ساتھ بیان فرمایا جو کہ مقصدی مسلم اور فطرتِ نسوانی کے عین مطابقت ہے اور اس قانون کے خلاف پردہ کا اٹھا دینا، عورتوں کو کھیلے بندوں یا برنگلے، اور مردوں سے آزار فائدہ اختلاط کرنے اور مرد و عورت کے مل کر تسلیم حاصل کرنے کی اجازت دینا عقلی حیثیت سے بھی نہایت خطرناک چیز ہے۔ بسا اُن عورت کے لئے پردہ میں رہنا نہایت ضروری ہے۔ (۱) ملتی جلتی سے اس لئے کہ عورت۔ جو

اپنے شوہر پر کھنکھوس کر دے۔ ان ذرائعین کے متعلق دلائل کا کافی ذخیرہ قرآن و حدیث اور فقہ میں موجود ہے۔ اسلام کا یہ انتخاب ذرائع اتنا صحیح ہے کہ ان کے خلاف میں کبھی کوئی مرد یا عورت کا میاب نہیں ہو سکتی۔ جس طرح بچہ جننے کی خدمات کی سرکھت نہیں رکھتا اسی طرح میدان جنگ میں عورت داؤد مردانگی نہیں دے سکتی۔ کیونکہ وہ کمزور یا مردانگی سے خالی پیدا کی گئی ہے۔ ان ذرائع پر غور کرنے کے بعد آسانی یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ مردوں کی مباشرتی تہذیب اسلامی ملے گا سے کیا ہو سکتی ہے، اور عورتوں کی کیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے ہر مرد کی مباشرتی تہذیب میں وہ تمام علوم فنون، مصنعت و حرفت، مہارت جنگ و جہاد وغیرہ داخل ہوں گے، جو مرد کے ذرائعین حیات انجام دینے میں محدود معاون ہوں اور ان سے کسی قسم کا فساد پیدا نہ ہو، اسی طرح عورتوں کی مباشرتی تہذیب میں صرف وہی امور داخل ہوں گے جو نسوانی ذرائعین حیات انجام دینے میں محدود معاون ہوں۔ لہذا ایک لڑکی کی اسلامی نقطہ نظر سے مباشرتی تہذیب صرف یہی ہو سکتی ہے کہ اس کو بقدر ضرورت علم دین اور بقدر کفایت کھانا پڑھا سکھا دیا جائے۔ عام اصول حفظانِ صحت اور بچوں کی تربیت کا طریقہ شہر کی خدمات انجام دینے اور انتظام خانہ داری کا وسیعہ سکھایا جائے۔ اس کو بُرے اخلاق سے محفوظ اور اچھے اخلاق و عادات اختیار کرنے کا عادی بنایا جائے۔ کھانا پکنا، کپڑا اور درست کپڑی کی تعلیم دی جائے اور یہ سب صرف اس حد تک کہ جہاں تک والدین کو یا خود لڑکی کو خلافِ شریعت کاموں کا ارتکاب کرنا لازم نہ آئے۔ اس حد سے آگے تو تہذیب بھی آپ لڑکی کو سکھائیں گے وہ سب غریب اسلامی تہذیب ہوگی، جس میں آپ اور لڑکی سب کے سب گنہگار اور خدا کے نافرمان قرار پائیں گے۔ لڑکیوں کے متعلق اسلامی تہذیب کے دائرہ کو خوب سمجھ لیجئے، کیونکہ آج مسلمان لڑکیوں کے متعلق بھی نئی روشنی کے تاریک غار بھی ایسے گرنے چلے



اوسط ہے۔ باقی سب غیر نشان دی شدہ سہجے کو پسند کرتے ہیں۔ حالیت یہ ہیں سے تمام ۱۹۸۱ء میں چار ہزار طلبہ تھے، ہشتاد میں ساٹھ سات ہزار طلبہ تھے، پندرہ میں سو لہ ہزار اور ۱۹۸۹ء میں اکیس ہزار طلبہ تھے حاصل کی گئیں۔ (۳) بے پردگی اور آزادی کے سبب مانی تاریخ یہ کہ جبکہ عظیم کے ابتدائی دو سالوں میں صرف مرنے والی آتش کے مرنے والی سیاہیوں کی تعداد کھیت ہزار تھی۔ خزانہ میں صرف آتش کے دغیرہ کی وجہ سے تیس ہزار جانیں ہر سال ضائع ہوتی ہیں۔ (۴) بے پردگی اور آزادی کے سیاسی نتائج میں یہ کہ عیسائی کے ماہرین فن نے اعلان کیا ہے کہ خزانہ میں ہر سال کم از کم چھ لاکھ لفظی اور تین چھ لاکھ محل سا قلم کئے جاتے ہیں اور انگلستان میں ہر سال نوے ہزار، اور مال خود تربیت اولاد کی قید سے آزاد ہونے کے لئے خوشی اپنے بچے کو قتل کر کے مست مرتے کرتے ہیں اور یہ و باتیری سے پھیل رہی ہے۔ خزانہ میں شش ماہ میں نو لاکھ صدائیں دوا کر لیا جاتی ہوئیں، جن میں سے ایک تہ اپنے بچے کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کیا تھا دوسری تہ اپنے بچے کا اول گھ گھوٹا اور چوپڑا اس طرح دے ملا کہ اس کا سر چھٹ گیا ایک اور رفتار صہ مشی ہوئی جس نے اپنے بچے کی اول نہان ملحق سے کھینچنے کی کوشش کی۔ پھر اس کا سر چھوڑا اور آخر میں اس کا گھلا کاٹ دیا، اور یہ سب مجرم خود میں مصالحت کی نظر میں مجسب مرنہ نہیں اور بری کر دی گئیں۔ دفعہ کیسات پہلے بعد (۵)۔

بادشاہ اسد عالم! اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ مغربی طلبہ سے معاشرت کے ان نتائج بد کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں تو عیسائی افسانہ میں مذکور ہوا ہے کہ آپ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی قوم مسلم میں بھی وہی سبب ان اگیزہ ماحول پیدا ہو کر اسی طرح بے تعلقی اور فواحش کی کثرت ہو۔ اور ان ہمیشہ کی و بائیں پھیلیں۔

مفسر جبرہا تمام تاریخ اور ماحول اور حوالہ ترجیب ان القرآن ہے شکر کے ساتھ مفتی کے لئے ۱۰

ضعیف جسمانی برعاشوں کا شکار بنے گی جس سے وہ تباہ ہو جائے گی۔ (۲) انسانی حیثیت سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی شہوت کو برا نگینہ کرتے ہوئے قوموں کے اخلاق تباہ کر دے گی۔ (۳) محبت جسمانی کے لحاظ سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی شہوانی قوتوں میں ایمان پیدا کرتے ہوئے بکثرت اور بلا تمیز موصو قہ و محسوس ہر مردی کے اخراج سے قوموں کی صحت جسمانی کو تباہ کر دے گی۔ (۴) تمدنی لحاظ سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی موصو قہ کو بالآخر نکالتی رشتوں کی قید و بند کو توڑنے پر آمادہ کر کے قوموں کے تمدن کو برباد کر دے گی۔ (۵) نسلی حیثیت سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی طرفینہ کے قوائے شہوانیہ میں اشتعال پیدا کر کے لاکھوں ماہ جائز حمل اور نطفے ضائع ہو کر قوموں کی نسلوں کو برباد کر دے گی جو قومی زوال کا پیش خیمہ ہے۔

آزادی نسوان اور بے پردگی کے یہ خطرات کہ نتائج فرضی نہیں بلکہ ان کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ نظر کے عادی ہوجانے کے بعد شہوانی ایمان نہ پیدا ہونے کا خیال صرف عقلی دھوکہ ہے جو تجربہ سے باطل ثابت ہو چکا ہے۔ ان مہلک خطرات کی مشاہدہ سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ مغربی ممالک میں آزادی نسوان اور بے پردگی کے نظریہ کا عرصہ سے تجربہ کیا جا رہا ہے جس کے اخلاقی نتائج حسب ذیل ہیں:

(۱) انگلستان کے ہوم آفس کی حالیہ رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ کمسن بڑے لڑکیوں میں جرائم کی تعداد دو برابر ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر بالٹیور کی رپورٹ ہے کہ اس کے شہر میں ایک سال کے اندر ایک ہزار مقدمات درمیانی ہوئے جن میں کم عمر لڑکیوں کے ساتھ مباشرت کی گئی۔ امریکی عدلیہ مستقل طور پر مذکور کا پیشہ کرنے والی عورتوں کی تعداد چار بار بڑھ چکی ہے۔ (۲) تمدنی نتائج یہ ہیں کہ ۱۹۲۳ء میں ڈیڑھ لاکھ لڑکیاں شادی کے ساتھ ایک طلاق ہوئی ہے خزانہ میں فی ہزار سات آٹھ افراد کے شادی کرنے کا







ادلہ وہ مورثین! اپنی زینت کو کسی کے سامنے دیا نکل) ظاہر نہ کریں۔ سوائے شوہروں، بالوں،  
خسروں، بیٹوں، سوتیلے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجیوں، بھانجیوں، اپنی میل جول کی عورتوں،  
غلاموں، بے مصل خادموں اور ناجسمہ بچوں کے۔ سورہ احزاب کی ایک اور آیت میں یہ  
حکم ہے کہ نہ لے مورد (جب عورتوں سے کوئی سامان مانگو تو پردہ کے سمجھے سے مانگو۔)  
اس آیت میں غور کرنے کی یہ بات ہے کہ اگر پردہ معاشرت اسلامی میں داخل ہی نہ تھا اور اس کا  
کوئی وجود ہی نہ تھا تو پھر پردے کے سمجھے سے مانگے حکم دینے کا کیا مطلب ہے؟ معلوم ہوا  
کہ اسلام میں پردہ کے وجود کو تسلیم نہ کرنا ہی حقیقت اور حقائق ہے۔ سورہ احزاب کی  
ایک اور آیت میں حکم ہے کہ تائید اپنی ازواج، اپنی بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے  
فرما دیجئے کہ وہ اپنے اوپر سے اپنی چادریں لٹکالیا کریں؛ غور کیجئے اوپر سے چادریں لٹکائے  
حکم سے چہرہ، سینہ وغیرہ چھپانا مقصود ہو گا یا کچھ اور۔ اس کو ایک معمولی عقد دل والا بھی جو کہتا  
ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مؤمنین کی عورتوں کو حکم دیا

صاف تسہیحات کے بعد کوئی مسئلہ ان پر ردہ کے ضروری ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ بھلا اس کے جس کے قلب میں خوفِ خدا نہ ہو بلکہ اس کی جگہ خواہشاتِ نفسانی نے لے رکھی ہو۔ قرآنِ کریم کی ان آیات سے پردہ قطعی طور پر ثابت ہے۔ اب اس مسئلہ پر احادیثِ بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تاہم مزید تائید کے لئے صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور اہل بیتؓ کی زورِ مہیوۃ حضورؐ کے پاس تھے کہ اپنے مکہم زنا بیا) آئے۔ اور یہ پردہ کا حکم مارا ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ پس وہ زنا بیا) اندر آئے۔ تو حضورؐ نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ کر دو یعنی پردہ میں ہو جاؤ۔ یہ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ کیا وہ زنا بیا نہیں ہیں کہ وہ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ بھلا چکے ہیں۔ فرمایا کیا تم بھی ان کو نہیں دیکھ سکتیں؟ درمندی) اور ایک روایت میں ہے کہ اب تم بھی اندھی ہو گئیں!! اس حدیث پر غور فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظریہ پردہ کے بارے میں کس قدر سخت ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اس مختصر گفتگو سے پردہ کے مسئلہ میں آپ کو نورا المصطفیٰ ان  
ہو گیا ہو گا۔ اب بھی اگر کوئی اشکال باقی رہ گیا ہو تو قابلِ علم و رہبانان سے دریافت کر کے  
المصطفیٰ حاصل کریں۔ اب پردہ کے متعلق چند ضروری مسائل عرض کرتا ہوں۔ مسئلہ:

مخوست کو اپنا سارا بدن سر سے پر تک ابھنی ہر دوں سے چھپا دیا واجب ہے۔ جبرہ، پیر  
اور تھیلیاں بھی بلا ضرورت شریعی کھولنا جائز نہیں۔ البتہ بڑھی ہوئی کھولت کو چھپھڑ،  
تھیلیاں، ٹخنے سے نیچے پیر کھولنا جائز ہے۔ باقی بدن کا کھولنا اس کو بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: دیور، جھٹھ، بہنوئی، خندوئی، چچا زاد، بھوئی زاد، ماموں زاد، خاندان  
زاد بھائی و عتیقہ سب محرم ہیں، ان سے گہرا مردہ واجب ہے: مسئلہ: محرم  
لوگ جیسے باپ آخر، بیٹا، عتیقہ و سوتیلہ بھائی، عتیقہ، بھانجے سے پردہ واجب  
نہیں۔ مسئلہ: اگر ان محرم لوگوں کے سامنے جبرہ، سینہ، بازو، سینڈل کھل جائیں



تو کھڑے نہ تھے۔ البتہ پیٹ، پشت، ران وغیرہ ان کے سامنے بھی کھولنا حرام ہے۔  
مسئلہ: کافر عورتیں جیسے دھوبنا، مجھگنا وغیرہ کے سامنے بھی عورت سوا شہر  
ہاتھ گئے نہ تک، پیر کا قدم ٹخنے تک کے باقی جسم کا کھولنا جائز نہیں: مسئلہ: اہل  
کے ساتھ تنہا بیٹھنا۔ اگرچہ خود پردہ میں ہو جائز نہیں۔ مسئلہ: میواری کے وقت  
تا عرم کو بدن کا کوئی حصہ بقدر ضرورت دکھلانا جائز ہے۔ مسئلہ: غیر عرم پر کے  
سامنے بھی آنا حرام ہے۔ مسئلہ: عورت کو ایسی تعلیم یا ایسے طریقے سے تعلیم  
دلانا جس سے وہ پردہ قائم نہ کر سکے یا جب آئز ہے۔ ہاں اسی طرح تعلیم دلانا جس سے  
مردوں یا کافر عورتوں کے سامنے بے پردگی نہ ہو واجب آئز ہے۔

اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اسلامی مسکن کی  
کھینچنے کے لئے عقل سلیم عطا فرمائے اور اسلامی معاشرت اختیار کرنے کی توفیق دے۔  
اور سارے گناہوں کو مخالف فرمائے۔ آمین، یکساہ صید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ابن عربی۔ ع۔

عہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْغِيْثِ وَفِيْهِ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ لَا يَمْرُؤٌ رَّحِمَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِ لَا يَأْتِيْهِ الْخَلَقُ

خطبہ جمعہ پانچواں اہل جاہلی الشافعی در ادبیات قرآن اسلامیہ سید محمد ہدایت

بہدیشیں و صحت و تندرستی

الخلل لہ الذی خلی المماتہ المہماتہ المہماتہ المہماتہ المہماتہ

آیہ کرم احسن علما  
الا اللہ وحده لا شریک  
واستہم ان سئلنا  
ورسولہ العظیم  
علیہ وعلی الہ واد  
وعلیہ وعلی الہ واد  
اداب المعاشیة الایس  
والصاحبة والموا  
رسول اللہ صلی علیہ وسلم  
مجلس ولس ولس ولس ولس  
تہم اذا قام ولس ولس ولس



وعظ جمعہ پنجم ماہ جمادی الثانی و رہبان آداب مشرور اسلام بنیاد

## مہذب مجلس ومحبت و اخوت

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَكَدَ عَلَيَّ عِبَادَةُ التَّائِبِينَ اَصْطَفَى. اَسْكُ ابْعَثْ

برادران ملت! اسلام جو کہ ایک مکمل مذہب ہے لہذا نامہ مکمل تھا کہ اس

میں باہمی ملاقات، نشست و برخاست اور اخوت و محبت کے متعلق ہر بات نہ دی جاتی

چنانچہ اس نے ان ابواب میں بھی نفیس ترین ہدایات دی ہیں، جن کو آج میں آپ کی خدمت

میں مختص طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ عرض ہے کہ اسلام میں آداب ملاقات یہ ہیں:

جس سے آپ ملاقات کرنا چاہتے ہیں وہ اگر کافر ہے تو اس کو ابتداً سلام نہ کریں، اور وہ

فخر سلام کرے تو ہاتھ کے اشارے سے جواب دے دیں یا زبان سے بیکارک اندر کہے

دیں۔ اگر ابتداً سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ہاتھ کا اشارہ کر دے۔ اگر دل میں

اس کا ذرا کی محبت یا عظمت نہ ہو تو رعیت ہاتھ ملا سکتا ہے۔ اگر دل میں اس کی عظمت و

محبت ہو تو ہاتھ ملا نا جب ضروری نہیں۔ ان مسائل میں شریعت کا یہ اصول کام کر رہا ہے کہ خدا

اور رسول کے دشمن کے ساتھ مسلمانوں کو دوستی، محبت اور عزت کا برتاؤ کرنا جب ضروری

نہیں۔ قرآن مجید بیان گیب دہا اس اصول کی تعلیم دے رہا ہے کہ اے ایمان والو! تم

میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ، کیونکہ دشمن خدا سے دوستی کرنا گویا نفسِ مرے

ساتھ دشمنی میں مدد دینا ہے۔ بلکہ دشمنانِ خدا کے ساتھ جذباتِ بغض و نفرت قلب

میں رکھنا واجب ہے۔ اگر آپ کا ملاقاتی بدعتی یا فاسق مسلمان ہے اور آپ کی حیثیت ایسی

مُیالیہ اللہین اُمنوا الا یتخذوا عدوی و عدوکم اولیکم ۱۲

نورثے:- اگر وقت نہ ملے تو اس مضمون کو درجموں میں بیان کیا جائے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ + إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ ○  
وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ (الْحَمْدُ) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمُرَّةَ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مِنْ يَحَالِلِ ○  
وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ + أَوْثَقُ عَرَى الْإِيمَانِ الْخُبَّ فِي اللَّهِ وَالْبَعْضُ فِي اللَّهِ ○  
أَعُوذُ بِاللَّهِ الْفَاعِ عِرْضُ كَمَنْ تَوَلَّى خَسَنَ ذِكْرًا ○  
لَعَزِيدُ إِلَّا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ○ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا

عالم المصالح الخمسة ۱۲. ع للترمذی ۱۲. ع وقال عليه الصلوة والسلام

لايتنا جانان اثنان دون واحد (لابی داؤد) وقال عليه الصلوة والسلام

انزلوا الناس منازلهم (لابی داؤد) وقال عليه الصلوة والسلام اذا التأم

کر سیر قوم را کر مولا (الطبرانی) ع للترمذی ۱۲ ع الاحیاء ۱۲



ہے کہ اگر آپؐ ادبِ ملاقات اس سے نہ برتیں تو اس کو تنبیہ ہو، شرمندگی ہو، جس سے اس کے ہدایت پانے کی اُمید ہو تو پھر اس سے ملنے وقت ادبِ ملاقات کی رعایت کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کی رعایت نہ کرنا، سلام نہ کرنا، مصہاف نہ کرنا ایسی صورت میں نہیں ہے۔ اگر آپؐ کا ملاقاتی اچھا مسلمان ہے تو بات سے پہلے اس پر سلام کرے، مجلس میں آتے وقت اور جاتے وقت بھی سلام کرے۔ سلام کا طریقہ یہ ہے کہ السلام منکیم کہے، اور جواب میں رحمتہ اللہ وبرکاتہ بھی پڑھائے۔ اگر کسی کے گھر جاتے تو اول اجازت چاہے۔ اگر جواب نہ ملے تو تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد واپس ہو جائے اور اجازت نہ دینے پر براہِ مانے بلکہ یہ سمجھے کہ کسی عذر کی وجہ سے وہ ملاقات نہ کر سکا۔ جب ملاقات ہو تو مصافحہ کرے۔ مصافحہ دونوں ہاتھ سے یا ایک ہاتھ سے کرے، دونوں طرح جب اُترے۔ دونوں مورچے حدیث میں آئے ہیں سلام کرنے میں ٹھیکہ برابر ہے۔ حدیث میں اس کی بُرائی آئی ہے۔ (ترمذی عن انس) نیز ہاتھ اٹھا کر سلام نہ کرے، بلکہ صرف زبان سے سلام کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یو در نصاریٰ کے ساتھ مشابہت مت کرو۔ یہود کا طریقہ انگلیوں سے اشارہ کرنا اور نصاریٰ کا پتیلی کے اشارہ سے سلام کرنا ہے۔ (ترمذی) پس تمجب طریقہ یہ ہے کہ صرف زبان سے سلام کرے۔ ہاں اگر دوسرے سلام کرنا ہو تو ہاتھ کا اشارہ کرتے ہیں یہ مصافحہ نہیں۔ سوار پیدل چلنے والے پر، چلنے والے بیٹھے ہوئے پر، چھوٹا بڑی عورت پر سلام میں سبقت کرے تو مستحب ہے، لیکن جو بھی سبقت کرے وہی اندر کے نزدیک پسندیدہ شخص ہے۔ (ترمذی)۔ حدیث میں ہے کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر بھی سلام کرتے تھے۔ (ابوداؤد عن انس) جو امت میں سے اگر ایک شخص سلام کرے یا سلام کا جواب دے تو یہ سب کی عرف سے کافی ہے۔ آدابِ مجلس میں سے ایک اہمیت ہے کہ کسی مجلس میں بغیر مجلس والوں کی اجازت کے نہ بیٹھے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ بغیر اجازت کوئی شخص دو شخصوں کے درمیان نہ بیٹھے۔ (ابوداؤد) دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر ایک

مجلس میں دو شخص تیسرے شریک مجلس کو چھو کر باقیوں اور کانچھوئی ہوئی (شیخی) حدیث میں حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔ اس عداوت کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر دو شخص تیسرے کو چھو کر گفتگو کریں گے تو یہ طرزِ عمل اس کے لئے رنج اور بدگمانی کا سبب ہوگا۔ اسی طرح مجلس میں اگر کوئی شخص کسی سے ایسی زبان میں گفتگو کرے جس کو دوسرے نہ سمجھ سکیں تو یہ بھی آدابِ مجلس اسلامی کے خلاف اور مکروہ ہوگا۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی نہ سمجھنے والوں کو رنج اور بدگمانی پیدا ہونے کا باعث ہوگا۔ تیسرا ادب مجلس یہ ہے کہ اگر سرکارِ مجلس میں کوئی بوڑھا، معمر یا عالم دین یا حافظِ قرآن یا عالمِ عادل آجائے تو اس کی عزت کرے، حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: خدا کی تعظیم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ بوڑھے مسلمان اور عالمِ قرآن کی جو قرآن کو گا کر نہ پڑھتا ہو اور قرآن سے بے تعلق نہ ہو، یعنی اس پر عامل ہو، تلاوت کرتا ہو اور عالمِ عادل کی عزت کی جائے (ابوداؤد) ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا شخص حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتا ہوا مجلس نبویؐ میں آیا تو لوگوں نے ہٹ کر جگہ دینے میں دیر کی۔ حضورؐ نے فرمایا اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو (بڑا ہو کر) ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے (یعنی رحمت و شفقت کا برتاؤ نہ کرے) اور (جو چھوٹا ہو کر) بڑے (مخبرِ مالے) کی عزت نہ کرے (ترمذی) بعض جگہ لوگوں میں یہ طرزِ عمل دیکھا جاتا ہے کہ چھوٹے لوگ بڑی عورت کے شخص کے آنے پر بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر اس کو دیکر نہیں دیتے اور اس میں اپنی ہتک بخان سمجھتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل نہایت قابلِ نفرت ہے۔ چوتھا ادب مجلس یہ ہے کہ جب کسی قلم کا موڑ آئے تو اس کی بھی عزت کی جائے۔ پانچواں ادب یہ ہے کہ لوگوں سے ان کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کیا جاوے (از حدیث ابوداؤد) چھٹا ادب یہ ہے کہ اگر مجلس میں کھوک



آیت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کر کے چلا جائے، تو وہ بات اس شخص کے پاس امانت ہے (ابوداؤد) مطلب یہ کہ اُسے پوشیدہ رکھے۔ یہ تمام آداب جو بیان کئے گئے ہیں سب احادیث سے ثابت ہیں۔ مجلس خواہ بڑی ہو یا چھوٹی، یعنی دو، تین کی ہو، سب بھی ان آداب کا خیال رکھنا ہر مسلمان کو ضروری ہے۔ پھر اگر آپ کی ملاقات کسی کا فرمایا بدعتی یا فاسق فاجر مسلمان سے ہو رہی ہے تو اس میں اگر مقصد کوئی دینی نفع یا دفع ضرر ہے تو ایسی ملاقات محض بقدر ضرورت ہونی چاہئے ہے۔ ضرورت سے زیادہ ایسے لوگوں سے ملاقات رکھنا سخت مکروہ ہے اور تہرکِ ضرورتِ شرعی میں سے نہیں ہے۔ لہذا محض تفریحِ طبع کے لئے کافروں، بدعتیوں اور فاسق فاجر مسلمانوں سے ملنا جائز نہیں ہاں بوجہ ضرورت ان سے ملنا معطل کرنا وغیرہ جائز ہے، بشرطیکہ بقدر ضرورت ملاقات رکھی جائے۔ تعارف اور ملاقات کے بعد دوستی اور محبت پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر ہے۔ لہذا میں اس سلسلہ میں دوستی اور اخوت کے چند مسائل بھی مختصر طور پر ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ چنانچہ عرض ہے کہ مشرعت میں کسی لائق شخص سے دوستی اور اخوت کا تعلق رکھنا بہت عمدہ اور بہتر سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ مضموصہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موتوں (کی شان سے محبت کرنے والا اور محبوب بننے والا ہونا) ہے۔ (احیاء) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ فلا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کو صالح اور نیک دوست عطا فرمادیتا ہے کہ اگر وہ بھولے تو یہ دوست اس کو یاد دلائے اور اگر یاد کرنے تو اس کی مدد کرے (احیاء) اس ارشادِ عالی کا مقصد اخوت اور دوستی قائم کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ معلوم ہوا کہ مشرعت میں یہ طریقہ زندگی بھی پسند نہیں کہ ایک مسلمان دُنیا کے تمام مسلمانوں سے الگ تھک رہے اور کسی سے دوستی نہ کرے۔

وغیرہ آئے تو ایسی طبع دفع کرے کہ کسی شریکِ مجلس کے بدن یا کپڑے پر نہ لگے۔ (از حدیثِ برانڈ) ساتواں ادب یہ ہے کہ کسی شریکِ مجلس سے کوئی بات خلافِ آدابِ مجلس ہو جائے یا کوئی غلطی سرزد ہو تو ایک دوسرے کو صحاف کر دیا کریں۔ (از حدیثِ برانڈ) آٹھواں ادب یہ ہے کہ مجلس میں اگر کسی کو جہائی آدے تو مٹہ (پھاڑ کر کھپا کرے بلکہ حتی الامکان جہائی کو دبائے۔ اگر نہ دبے تو مٹہ پر ہاتھ رکھ لے۔ (از حدیثِ شیخین) نواں ادب یہ ہے کہ راستوں میں بیٹھ کر مجلس نہ جمائی جائے اور اگر بھی راستے میں بیٹھ کر یا گھڑے ہو کر ہی کچھ گفتگو کرنا ضروری ہو تو اس وقت یہ خیال رکھا جائے کہ کچھ راستہ چھوڑ کر بیٹھیں۔ راستہ میں جو عورتیں گزریں ان سے نظر بچی رکھیں۔ کسی کو تکلیف نہ دیں۔ سلام کرنے والوں کو جواب دیتے دیں اور جس کو کوئی تا جائز کلام کرتے دیکھیں اس کو روکیں اور اچھائی کی ترغیب دیں اور مجلسیت زدہ کی امداد کریں اور جو راستہ بھول گیا ہو اُسے راستہ بتائیں (شیخین و ابوداؤد) یہ آٹھ باتیں راستہ کے حقوق ہیں۔ اگر راستہ میں ملاقات کرنی ہے، تو ان حقوق کو ادا کریں۔ دسواں ادب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ ہاں اہل مجلس ذرا دب کر اس کے لئے جگہ دے دیں (ماخوذ از حدیثِ شیخین) گیارھواں ادب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیٹھا ہو کسی ضرورت سے چلا جائے اور پھر واپس آئے تو وہ، ہی اپنی سابقہ جگہ کا لایا دہ حقدار ہے۔ ایسی صورت میں دوسرا اس کی جگہ پر قبضہ نہ کرے (از حدیثِ مسلم) بارھواں ادب یہ ہے کہ کسی مجلس میں جو راز کی باتیں ہوں ان کی حفاظت کرے اور دوسروں سے بیان کر کے حقوقِ مجلس میں خیانت نہ کرے بوائے قبلِ نا حق، زنا اور ناجائز طور پر کسی کا مال حاصل کرنے کی باتوں کے۔ ان کو ظاہر کرنا مظلوم کی اعانت کے لئے جائز ہے (ماخوذ از حدیثِ ابوداؤد) ایک حدیث میں



اور یہی قابل تعریف ہے اور یہی دوستی آدمی کو اجر عظیم کا مستحق بنا دیتی ہے۔ پہلی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ یہ دینی دوستی کسی دینی غرض کے ماتحت ہو، مثلاً یہ کہ کوئی مسلمان کسی عالم دین سے دوستی کرے تاکہ اس سے دین کی تعلیم حاصل کرے یا کوئی سرپرستی شیخ کا مل سے تعلق قائم کرے تاکہ قلبی روحانی امراض کا علاج کر لے اور خدا کے یاد کرنے کے طریقے سکھے یا آخرت میں اُس کی شفاعت کی امید کے لئے محبت کرے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حفاظ معلما و اور صالح مومنین کا شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور وہ شفاعت کریں گے۔ لہذا اس امید پر دوستی کرے۔ دوسرے یہ کہ نہ علم سکھانا مقصود ہے نہ امراض روحانی کا علاج بلکہ دوسرے مسلمان سے تعلق محبت و اخوت قائم کرے، محض اس وجہ سے کہ وہ خدا کا دوست اور اس کا چاہنے والا ہے اور محبت نسبت رکھنے والی ہر چیز عاشق کو محبوب بنوا کرتی ہے۔ لہذا خدا کا عاشق خدا کے چاہنے والوں کو بھی چاہنے لگتا ہے۔ یہ دونوں قسم کی محبتیں آنحضرت ﷺ میں داخل ہیں کیونکہ ان دونوں میں کسی انسان کو چاہنے کی اصل وجہ خدا ہی کی محبت ہے۔ اگرچہ پہلی صورت میں غرض ہے کہ وہ غرض بھی خدا کی محبت ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر حال میں یہی محبت انسان کے کارناموں سے ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، جس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بلند درجہ ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص محض اللہ کے لئے کسی کو اپنا بھائی یا (دوست) بنائے، اللہ تعالیٰ اس کو ایک ایسے درجہ پر بلند کرتا ہے، جس کو اود کسی عمل کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا (اللہ جبار) ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت میں) عرش کے آس پاس نور کے منبر ہوں گے جن پر ایسے لوگ بیٹھے ہوں گے، جن کے لباس اور چہرے نور کے ہوں گے اور یہ لوگ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء (ان کی قابلِ رشک عزت

لیکن معاشرۃ اسلامی کے ماتحت کسی سے دوستی کرنے کے متعلق چند آداب و حقوق ہیں، جن کو مد نظر رکھنا ایک مسلمان کے لئے ناگزیر ہے۔ ان میں سے پہلی چیز دوستی کی غرض یا سبب اور وجہ کا تعین کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ دوستی کا مقصد یا دنیا ہوگی یا دین۔ وہ دوستی جو کسی دنیوی غرض کے لئے کی جائے وہ نہ قابل اعتبار ہے اور نہ قابل تعریف بلکہ بسا اوقات قابل مذمت ہے اور اسے دوستی نہیں بلکہ مصالحت کہنا چاہئے، کیونکہ دوستی اور محبت میں خلوص اور بے لوثی جزو و اعظم ہے اور جب غرض کے ماتحت دوستی کی جائے تو ظاہر ہے کہ خلوص کہاں رہے گا، تاہم دنیوی غرض سے مصالحت کے جائز ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں: (۱) وہ دنیوی مقصد عند الشرائع جائز ہو، مثلاً کسب معاش کے لئے کسی کی ملازمت و مصالحت کی جائے تو جائز ہے، لیکن اگر مغلطہ زنا کاری کے لئے کسی کے ساتھ ہے تو حرام ہے (۲) دوسرے یہ کہ جس کی مصالحت کی جائے وہ اگر کافر یا مشرک یا بدعتی یا فاسق و فاجر ہے تو اس کے کفر و مشرک بدعتی خیالات و اعمال اور فسق و فجور کا اثر اس تک مسلمان پر نہ پڑے اور اس کے دین کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کی مصالحت جائز ہے، مثلاً کسی کافر کی دوکان میں ملازمت جو کسب معاش جائز ہے، جبکہ اُس کے کفر وغیرہ کا اثر ملازم پر نہ پڑے، مثلاً ایک مشراکی کی دوکان پر شراب پلانے یا فروخت کرنے کے کام پر ملازم ہونا ناجائز ہے، کیونکہ اب اس کو بھی یہ حرام کام کرنا اور گناہ میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ بھی جیسا کہ، قادیانی، بدعتی، فاسق وغیرہ کی ملازمت اور مصالحت کا حکم ہے، کیونکہ مسلمان کو اپنے دین کا محفوظ رکھنا تمام دینی مقاصد سے مقدم اور لازمی غرض ہے۔

اب یہی دوسری غرض یعنی مسلمان کسی سے دینی مقصد کے لئے دوستی کرے اسی کا بیان کرنا میرا مقصد ہے اور اسی کی ترغیب حضور نے دی ہے



تک تو مادی نقطہ و نظر سے اکثر نا عاقبت اندیش اور آخرۃ سے غافل ہوا کرتے ہیں۔ ان کی دوستی سخت مُضر ہے بلکہ عقلمندی کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کا صحیح نقطہ نظر معلوم کر سکتا ہو اور ہر باب میں خدا و رسول کے احکام سے پوری طرح واقف ہو۔ دوسری صفت یہ کہ وہ عمدہ اخلاق رکھتا ہو۔ اچھے اخلاق سے یہ مطلب نہیں کہ وہ انگریزی بد تہذیبی کے مطابق ذاتی تمہید لگاتا رہے وجہیٹی بجائے، بات بات پر شکر یہ کا وظیفہ پڑھتا اور دل میں نفاق رکھ کر بظاہر محبت و تعظیم کے ساتھ ملتا جوتا بلکہ مُسن اخلاق سے مُراد یہ ہے کہ اس میں تکبر و غور و کینہ، چھوڑ لین، فحش گوئی، بخل وغیرہ صفتیں نہ ہوں اور عاجزی، انکساری، تواضع، انبساط، سخاوت، علم، محبت وغیرہ اچھی صفات ہوں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ وہ پابند مُنت ہو۔ بدعتی خیالات و اعمال میں گرفتار نہ ہو۔ بدعتی سے مُراد ہر وہ شخص ہے جو اہل السنۃ والجماعہ کے عقائد کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہو یا ان کاموں میں دین مجھ کر مبتلا ہو جن کا کوئی معقول ثبوت شریعت میں نہ ہو۔ اس مضمون میں وہ تمام جدید تعلیم یافتہ جو مذہب کے مسئلہات میں سے کسی میں شک، تردد یا خالف نظریہ رکھتے ہوں اور وہ تمام جاہل لوگ جو رسم و رواج اور بدعتوں کے پابند ہوں داخل ہیں۔ لہٰذا سب سے دوستی قائم کرنا سخت مُضر ہے۔ چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ قانع ہو، یعنی ایسا مسلمان ہو کہ بقدر ضرورت مال و دولت حاصل کر کے عبادتِ خدا میں مصروف ہے۔ پانچویں صفت یہ کہ وہ فاسق یعنی کسی گناہ کیبر میں مبتلا نہ ہو، جیسے تارکِ جماعت، زانیہ، شرابی، جوازی، بے غازی وغیرہ۔ اہم غرائی نے ان شرائط کے یہ وجوہ بیان کئے ہیں کہ دوست اگر بے وقوف ہو تو بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہوتا ہے۔ اگر بدخلق ہوگا تو اس سے نقصان اور رنج اٹھانا پڑے گا۔ اگر دنیا دار اور مال کا

دیکھ کر) انبیاء اور شہداء بھی ان پر غصہ کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی صفت بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو محض اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور محض اللہ کے لئے آپس میں مل کر بیٹھتے تھے اور محض اللہ کے لئے ایک دوسرے کی زیارت (یعنی ملاقات) کرتے تھے۔ (احیاء) مگر یہ جزئی فضیلت ہے، درجہ کلی فضیلت انبیاء علیہم السلام ہی کے لئے ہوگی۔ بہر حال محض اللہ کی محبت کا اس قدر بڑا درجہ ہے۔ ایک احادیث میں ہے کہ آپ نے فرشتہ فرمایا کہ جس دن سوئے خدا کے ظلم و طاغوت کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت میں) اس دن اللہ تعالیٰ جن کو اپنے (خاص) سایہ رحمت میں رکھے گا، وہ سات قسم کے آدمی ہوں گے، جن میں سے وہ دو شخص بھی ہوں گے جو محض اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے اور اس کی محبت کی بنا پر بیٹھے اور اسی کو لئے ہوئے جدا ہوتے ہیں۔ معزز بزرگوار لد دوستو آج آپ کو معلوم ہو گیا کہ بلا غرض دینی محض خدا کے لئے کسی سے دوستی، محبت اور اخوت قائم رکھنے کا کیا نتیجہ ہے اور کس قدر کامیابی ہے، لہٰذا کو غرض کرو کہ ایمان زندگی بھر کم از کم کسی ایک مسلمان کو محض اللہ کے لئے اپنا دوست، مائل اور قیامت کے خوفناک دن میں اللہ کے یہاں کا یہ اعزاز و مرتبہ حاصل کر لو، لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ یہ بھی دوستی کسی شخص سے کرنی چاہئے اور کس سے نہ کرنی چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوا کرتا ہے۔ پس دوستی کرنے والے کو چاہئے کہ وہ غور کرے دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے (لا تردی) چنانچہ عرض ہے کہ یہ بھی محبت اس سے قائم کرنی چاہئے، جو میں مندرجہ ذیل صفتیں ہوں۔ پہلی صفت یہ کہ وہ شہ قانع عقلمند ہو۔ مجنون اور ضبط الحواس نہ ہو، لیکن عقلمندی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ شہ سے لاکھ پیدا کر لیا جاتا ہو مالدار اور دنیاوی بڑا ہو۔ ایسے



دور بہت کر خدا کے قریب ہو جاؤ۔ اُن پر غصہ کر کے اللہ کی خدمت میں نہ جاؤ۔  
 قہر نے کہا تو تم کس کے پاس بیٹھیں یا کون کون کا بندہ؟ فرمایا اس کے پاس بیٹھیں گے  
 دیکھنے سے خدا یا دعا جائے۔ جس کی بات تم بہار علم زیادہ کریں اور جس کا عمل  
 تم کو آخرت کے بارے میں رغبت دلانے والا ہو۔ (امید) نصرت عورت فرماتے ہیں  
 قسم ہے خدا کی اگر میں تمام دن روزہ رکھوں۔ تمام رات نماز پڑھوں کہ  
 بالکل نہ سوؤں اور تمام گناہوں سے قیامت الی اللہ کے لئے شریکوں کو دھمکست  
 کے دن مر جاؤں اس حالت میں کہ میرے دل میں خدا کی فرمانبرداری کرنے والی  
 کی محبت اور فنا فرمائی کرنے والوں سے بغض نہ ہوتی ہے ان عبادوں نے کچھ نفع نہ  
 پہنچایا (احیاء) مطلب یہ کہ ان تمام عبادوں کا قلب پر یہ اثر ہوتا ہے کہ  
 جب فی اللہ اور فی اللہ پید ہوئے۔ اگر حق ہی ازل و بہار کوئی نیکو عمل نہ تھا۔  
 حقیقت یہ ہے کہ آج جو ہم شرع و فرائض اور فرائض کا ایک آدمی  
 بھی کسی نہ کسی گناہ و گنہگار ہو رہا ہے۔ اس کی جہد و اصل یہی ہے  
 کہ وہ مسلمان خود تو نیک تھا لیکن اپنے فاسق قابض اور بد معاملہ رشتہ داروں  
 اور دوستوں کی صحبت کی وجہ سے خود بھی فاسق و بد معاملہ بن گیا۔ کوئی پیدا نہیں ہوتا  
 ہے اور کوئی ادھر رہا، بارہا کا تجربہ ہے، کئی آدمی پہلے نماز پڑھتے  
 تھے، لیکن پھر چند بے غمازی و دوستوں سے تعلقات ہو گئے تو یہ خود بھی دیر  
 ہی ہو گئے۔ ہمارے لوگ عموماً بالغ ہونے تک یہی رہتے ہیں لیکن جو دلیر ہو  
 کے بعد جب گھر کے فاسقوں اسکول کے فاسقوں اور عمار کے بد معاملہ رشتہ داروں کی صحبت  
 ملتی ہے تو اب بگڑ جاتے ہیں۔ غرضیکہ فاسقوں سے ملنا رکھنا بہت ہی ضروری  
 اور کارفوں کی دوستی تو اُس سے بھی زیادہ بُری۔ پس اُس شخص کو جو واقعی  
 سچا مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے، ضروری ہے کہ وہ کارفوں

دیر ہو گا تو اس کی صحبت دیندار کے لئے ذرا قابل ہے۔ اگر بدعتی ہو تو اس سے تعلقات  
 منقطع کرنا خود ہی واجب ہے۔ اگر دوست فاسق ہو گا تو اس کی صحبت میں نہ  
 گناہ ملے نفرت خلل کر رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ فاجر یعنی  
 کبیرہ گناہ کرنے والے کے ساتھ مت بیٹھو کہ اس کا بھوکھ بھوکھ جائے گا اور نہ اُس کو  
 بانی پوشیدہ چیزوں کی خبر کرادے دیں گے بارہ میں اُن سے مشورہ لے جو ظالم  
 کا خوف رکھتے ہوں (احیاء) حسن بھڑیؒ فرماتے ہیں کہ فاسق سے تعلق توڑنا اور  
 اُس سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہونے کا ذریعہ ہے (احیاء) قرآن کریم  
 میں خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (اے مسلمان) جو ہماری یاد سے اعراض  
 کرے تو اس سے اعراض کرو۔ نیز ارشاد ہے کہ "اُنہی کی پیروی کرو جو ہماری  
 طرف رجوع ہوا"۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ جس قسم کے لوگوں سے دوستی رکھنا  
 منع ہے، اُن سے دل میں نفرت اور بغض رکھنا بھی ضروری ہے۔ بحیثیت انٹ  
 ہونے کے نہیں بلکہ خدا کا فرمان ہونے کی وجہ سے یہ نفرت بھی طاعت و عبادت ہے،  
 لیکن اگر فاسق تو نہ کہے تو اب اُس سے محبت ضروری اور نفرت کرنا ناجائز ہے۔  
 حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ایمان کا مضبوط پیشہ اللہ کے لئے محبت رکھنا اور اللہ  
 کے لئے بغض رکھنا ہے (احیاء) اور حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے خدا کسی فاجر کا  
 کوئی احسان نہ کرے کہ پھر اُس کی محبت پیدا ہو جائے یا (الاحیاء) خود فرماتے کہ  
 حضورؐ فاسق کا احسان گوارا نہ فرماتے، اُس لئے کہ احسان محبت پیدا ہو جاتی ہے  
 حالانکہ فاجر سے عداوت ہونی چاہئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ  
 گناہ کرنا عفو والوں سے بغض رکھ کر اللہ کے دوست بن جاؤ۔ اُن سے

ملہ فاعرض عنہ تعالیٰ عن ذککنا ۱۱  
 عہدنا قبیح سبیل محمد پیر بادشاہی ۱۲



خطبات

موس

خطبات

(جلد)

فاسقوں، بدعتیوں، جاہلوں، مال کی حرص رکھنے والوں سے ہرگز دوستی اور محبت نہ رکھے۔ بقدر ضرورت ملے اور علاحدہ ہو جائے اور ان لوگوں کے افعال سے دل میں نفرت و بغض رکھے۔ نیز عقلمندوں، پابندِ سنت، اچھے اطلاق والے، قناعت کرنے والے اور بے مزہ گانہوں سے محبت اور صحبت رکھے، بغایت آخرت کا یہ وہ کامیاب نسخہ ہے کہ اگر کسی نے اس کو اختیار کر لیا تو سو فیصدی یقینی کامیابی اس کو حاصل ہوگی۔ رستہ خدا رسولؐ کا بتلائے جاتے ہیں یہی مانور ہم تمہیں سمجھاتے جاتے ہیں اس کے بعد سمجھتے کہ دوستی اور اخوت کے چند حقائق بھی ہیں جن کا خیال رکھنا چاہئے۔ وہ حقائق یہ ہیں کہ جان و مال سے بروقت حاجت بلا طلب مدد کرنا۔ اس کے ساتھ اظہارِ برترتہ، بُرائیوں سے سوکت، بھلائیوں کو پھیلانا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا، غلطیوں سے دگڑ کرنا، زندگی اور مرنے کے بعد بھی دُھائے خیر کرنا، غلوں رکھنا، تعلق کو آخر وقت تک نباہنا، حتیٰ الامکان دوست کو تکلیف نہ دینا۔ اگر کوئی شخص دوستی کے قابل مل جائے تو چاہئے کہ اسے بڑی نعمت سمجھے اور اس کے ساتھ دوستی کر کے ان حقوق کو ادا کرتا رہے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو دیک بنائے۔ دیکوں سے دوستی رکھنے کی توفیق دے۔ کافروں، فاسقوں کی دوستی، محبت اور صحبت سے بچائے اور صالح ثمراتِ اسلامی کے مطابق ہر سنگی گذارنے کی توفیق دے۔ آمین بحمدِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اوصحابہم اجمعین۔

عَلَّيْكُمْ بِمَنْ بَايَاَ اللَّهُ اِلَهًا غَيْرَ مَنِ عَمَلٌ تَوَلَّى عَيْنٌ ذِكْرُنَا وَ لَسْمُ مُحَمَّدٍ اِلَّا الْخِيَاةُ الْاَلْمَلِيَّةُ ۝ يَا اَرْثَا اللّٰهُ لَنَّا وَ لَسْمُ نَبِيِّنَا ۝

نوٹ:- علم سے جاہدِ اللہ کی تک پھرباہ کے خطبات یہاں ختم ہوئے۔  
باقی پھرباہ کے خطبہ جلدِ طاقی میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲



تبصرہ از مآثر علوم شرعیہ جناب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امت برکات  
تبصرہ نگار ماہنامہ "ہیئات" کراچی (پاکستان)

اسلام نے خاص خاص خطبات کے ذریعہ ذکر الہی، تعظیم شعارِ امیر،  
تذکرہ آخرت، تہذیب نفس اور اصلاحِ امت کا جو نظام قائم فرمایا ہے، بہت کم  
خطباء اور سناہن اس کی اہمیت سے غور نہ کرتے ہیں، اس لئے ضرورت تھی  
کہ خطبات و مواعظ کا ایک عمدہ مجموعہ مرتب کیا جائے، جس سے خطباء اور  
عامہ مسلمین مستفید ہو سکیں۔ خدا تعالیٰ مولانا ذکر جن صاحب کو جزائے خیر دیں  
کہ انہوں نے "خطبات موعظت" لکھ کر ملت کی اس ضرورت کو بخوبی پورا  
فرادیا ہے۔

اس مجموعہ میں ۱۰ خطبات جمعہ اور ۱۰ مواعظ کے علاوہ خطبہ عیدین مع  
احکام ضروریہ، خطبہ نکاح مع مسائل اور خطبہ استسقاء وغیرہ کو مرتب کیا گیا ہے۔  
مواعظ میں ہر ماہ کی مناسبت سے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاشرت کے تقریباً تمام  
اہم مسائل آئے ہیں۔ زبان سلیس اور علمی ہے اور انداز بیان نامحمانہ، مشفقانہ  
اور مصطلحانہ ہے، شروع میں ایک بسوط مقدمہ ہے جس میں خطبہ عربی کی بحث کے علاوہ  
ائمہ مساجد، خطباء اور متولیانِ مساجد کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے۔  
مولانا محمود حسن صاحب مفتی مظاہر العلوم سہارن پور اور مولانا محمد شفیع صاحب  
(سابق) مفتی دارالعلوم دیوبند نے پوری کتاب کو حرفاً جرفاً پڑھ کر تقریظ لکھی  
ہے اور حسب ضرورت اصلاح بھی فرمائی ہے۔ ہمارے خیال میں اس کتاب کا  
مذکرہ عقائد و اعمال اور اخلاق و معاشرت کی اصلاح کے لئے بڑا مفید  
ہیگا۔ واشر المولانا۔

خطبہ جمعہ اول ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامی نمبر ۱۱

بِسْمِ اللَّهِ تَهْذِيبُ اسْلَامِي: تَهْذِيبُ سَفَرٍ وَتَفَرُّجُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَلْعَمَدَ عَلَيْنَا بِمَشْهُ وَكَرَمِهِ  
مَا لَا يُحْصَى ○ وَخَلَقَ لَنَا كُلَّ مَا نَحْتَاجُ  
إِلَيْهِ مِنَ الْغِذَاءِ وَالْهَوَاءِ ○ لِتَقْوِيَةِ الْجَنَّةِ  
وَتَفْرِيجِ الْقَلْبِ وَالْقَوَى ○ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي الذَّاتِ وَالْأَعْيَانِ  
وَالْعَطَاءِ ○ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سَيِّدُ الْوَرَى ○ صَلَّى اللَّهُ  
وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ الَّذِينَ فَازُوا بِالْذِّكْرِ  
الْعُلَى ○ أَمَّا بَعْدُ فَيَا مَعْشَرَ الْإِخْوَانِ ○



مِنْ آدَابِ الْمُعَاشِرَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ آدَابُ الشَّارَةِ  
وَالسَّفَرِ ۝ فَاعْلَمُوا أَنَّ الشَّرِيعَةَ جَوَزَتْ  
التَّفَرُّجَ وَالسَّفَرَ ۝ بِشَرْطٍ أَنْ لَا يُفْضَى إِلَى  
أَمْرٍ مُنْكَرٍ ۝ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
أَمَرَنِي رَبِّي بِمُحَقِّ الْمَعَافِرِ وَالْمُزَامِرِ وَالْأَوْثَانِ  
وَالصُّلْبِ وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ۝ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ الْغِنَاءُ يُبْذِرُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا  
يُبْذِرُ الْمَاءُ الزَّرْعَ ۝ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْوَاحِدِ  
كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَرِثَاءَ  
النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ  
بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وعظہ جمعہ اول ماہ رجب در آداب معاشرۃ اسلامی

بلسلسلہ تہذیب اسلامی: تہذیب سفر و تفریح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اَصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ - برادران  
ملت! اسلامی طریقہ پر زندگی گزارنے کے لئے آداب سفر اور آداب سیر و تفریح  
کا جاننا بھی ضروری ہے، لہذا عرض ہے کہ اسلام میں جائزہ مقصد کے لئے ہر قسم کا  
سفر خواہ وہ جنگی کا ہو یا دریائے کا، اور پیدل کا ہو یا ریل موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ  
کا ہر طرح اور ہر جگہ کا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی امر شرعی مانع نہ ہو۔ سفر کے لئے اسلام  
میں کوئی دن یا تاریخ یا ساعت وغیرہ محسوس نہیں۔ سفر کرتے وقت کسی بدگونی کا اثر  
لینا جائز نہیں۔ سفر پر روانگی کو ہر دن اور ہر وقت جائز ہے، لیکن اچھا یہ ہے کہ جمعہ  
کے دن کیا جائے یا اگر جمعہ کو کیا جائے تو بعد نماز جمعہ اختیار کیا جائے۔ حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعات کو سفر کرنا پسند فرمایا کرتے تھے (بخاری) اور صبح کے  
وقت سفر کرنا بہتر ہے، کیونکہ آپ نے صبح کے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ  
میری امت کی صبح میں برکت عطا فرما (ابوداؤد) خطرات کے موقعہ پر رات کو تھنا  
سفر نہ کرے تو بہتر ہے۔ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے، کیونکہ خطرہ ہے (بخاری)  
اور مناسب ہے کہ رفیق سفر تلاش کرے۔ مل جائے تو بہتر ہے۔ اگر تین کا ساتھ ہو جائے  
تو ان میں سے ایک کو امیر سفر بنالیں (ابوداؤد) اگر سفر میں کہیں قیام کرنا پڑے  
تو ایک ساتھ سب ٹھہریں (ابوداؤد) سفر میں ہوشیاری سے سوئیں کہ حضور سفر  
میں بہت ہوشیاری سے اشتراحت فرماتے تھے (مسلم) سفر میں گناہ اور گھنٹی اپنے  
ساتھ نہ لیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (مسلم) سفر میں فرض نماز کا



خاص خیال رکھیں اور سستی نہ کریں۔ اہتمام کرنے سے سب کچھ آسان ہو جاتا ہے، اور ذکر اللہ کی کثرت رکھیں کہ اس سے فرشتہ کی مصاحبت نصیب ہوتی ہے (طبرانی کبیر) سفر پر جاتے وقت اپنے اعزاء و اقربا کو سلام کر کے جائیں تاکہ ان کی سلامتی کی دعائیں شامل حال ہوں (طبرانی اوسط) جب سفر کا مقصد حاصل ہو جائے تو جلد واپس ہوں۔ بلا وجہ دیر نہ لگائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ تمہیں (یا ظہیان) کھانے پینے سونے سے روکتا ہے، اس لئے جب کام پورا ہو جائے تو جلد واپس آ جانا چاہئے (متفق علیہ) واپسی پر اپنے محلہ کی یا بستی کی مسجد میں اول دو رکعت نفل نماز پڑھ کر پھر گھر جانا بہتر ہے (ابوداؤد) وطن واپس ہوتے وقت بچیں اور اقربا کے لئے بشرط وسعت کچھ سوغات لانا بہتر ہے۔ اس کی خوشی زیادہ ہوتی ہے (احیاء) رات کو ایک دم گھرنے پہنچے بلکہ دن میں پہنچے۔ اور اگر ممکن ہو تو پہلے خبر پہنچا لے (جمع الفوائد) اگر سفر تین منزل یا زائد کا ہو تو نماز میں قصر کرنا چاہئے۔ تین منزل سفر کا اندازہ علماء نے ۸۰ میل، بعض نے ۵۰ میل کیا ہے۔ سفر خواہ ریل کا ہو یا موٹر و ہوائی جہاز کا، تکلیف دہ ہو یا آرام کے ساتھ ہو، بہر حال خفیہ کے نزدیک قصر ہی کرنا واجب ہے۔ جہاں پہنچنا ہے وہاں اگر پندرہ روز یا زائد ٹھہرنا یا ٹھہرنے کی نیت ہو تو اب قصر کریں بلکہ پوری نمازیں پڑھیں اور اگر اس سے کم قیام کی امید ہو تو قصر واجب ہے۔ اگر جماعت سے مقیم انام کے پیچھے نماز پڑھیں تو پوری پڑھی جائے۔ قصر صرف ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعت فرض میں ہوگا کہ چار کی جگہ دو پڑھے۔ باقی نمازیں فجر و مغرب کی پوری پڑھے۔ مستحب اگر سہولت پڑھ سکتا ہے تو ہرگز نہ چھوڑے، لیکن اگر موقع نہ ملے تو چھوڑ دے اور ان کی قضا بھی نہیں۔ عورت کو بغیر عرم کے سفر کرنا ایک دن رات کا ناجائز ہے (للمتہ) اور آج کل تو اس سے چھوٹا سفر بھی بغیر عرم کے کیا جانا بہتر ہے۔ یہ سب مسائل آداب حدیث شریف

اور فقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ زیادہ تفصیل دینی کتابیں پڑھ کر معلوم کریں۔ اب میں آداب سیر و تفریح بیان کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد اور نصب العین صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت و اطاعت میں اپنی زندگی گزارتے ہوئے اس کی رضا حاصل کئے۔ مگر آپ مسلمان ہیں اور آپ نے اپنی زندگی کا آخری مقصد یہ نہیں بنایا یا نہیں سمجھا تو یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ اس کی فوراً اصلاح کیجئے اور اس کے بعد سمجھئے کہ اسلام لے سیر و تفریح کو مطلقاً منع نہیں کیا بلکہ بعض اوقات حکم بھی دیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اُن کو (یعنی مومنین کو) اللہ کے فضل پر فرحت محسوس کرنی چاہئے (قرآن) ایک جگہ ارشاد ہے کہ پس سیر کرو زمین کی۔ پس لکھو کہ (انبیاء علیہم السلام کے جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا قرآن) ان دونوں آیتوں میں فرحت حاصل کرنے اور سیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن ساتھ ہی شریعت نے سیر و تفریح کا ایک ضابطہ بھی مقرر کیا ہے اور کلی قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ سیر و تفریح جس سے مسلمان کے مذکورہ بالا اصل مقصد زندگی میں مدد ملتی ہو اس میں اجر و ثواب ملے گا اور عبادت میں شمار ہوگی، بشرطیکہ ثواب کی نیت سے کی جائے اور ہر وہ سیر و تفریح جس سے اس مقصد اصلی میں مدد نہ ملتی ہو، لیکن اس کے خلاف بھی کوئی اثر پیدا نہ کرے تو ایسی سیر و تفریح جائز ہوگی، مگر ثواب ملے گا، اور ہر وہ سیر و تفریح جو اصل مقصد کو مضر ہو وہ ناجائز ہوگی۔ مختصر طور پر یوں سمجھئے کہ ہر وہ سیر و تفریح جس سے تکمیل دین میں خرابی واقع ہوتی ہو جائز نہ ہوگی۔ بس اس قاعدہ کلیہ کے لحاظ سے ہر قسم کی سیر و تفریح کا حکم آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ میں صرف بطور مثال چند سیر و تفریح کے احکام بیان کرتا ہوں۔ تفریح کا ایک طریقہ عید منا کر فرحت حاصل کرنا ہے۔ اسلامی عیدیں



دو ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ ان عیدوں میں خوشی منانا اور فرحت حاصل کرنا جائز ہے۔ کوئی حرج نہیں، لیکن ان کے علاوہ اور عیدیں ایجاد کرنا یا مشرکوں کی عیدوں میں شریک ہو کر تفریح کرنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے درمختار نیز وہ باتیں جو دوسرے دنوں میں ناجائز ہیں وہ ان عیدوں میں بھی ناجائز ہیں۔ عید کی وجہ سے حرام باتیں حلال نہیں ہو جاتیں۔

تفریح کا ایک طریقہ جمع لگانا اور اس میں شرکت کرنا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ مجمع کسی شرعی یا جائز مقصد کے لئے لگائے گئے ہوں جیسے طبی جلسہ وغیرہ یا تقریب نکاح وغیرہ کے اور ان میں ناجائز کام نہ ہو تو ان سے تفریح کرنا جائز ہے۔ اگر ان کا مقصد خلاف شرع ہو یا ان میں خلاف شرع کام کئے جاتے ہوں تو اب شرکت کر کے تفریح حاصل کرنا ناجائز ہو جائے گا، مثلاً میلے ٹھیلے، نمائش، تماشے اور ایسے عرس کہ جن میں خلاف شرع کام کئے جائیں ان سب میں جانا شریک ہونا وغیرہ ناجائز ہے۔

تفریح کا ایک طریقہ قدرتی مناظر کا دیکھنا، پہاڑوں اور سرسبز زمینوں میں چلنا پھرنا ہے۔ یہ بالکل جائز ہے جبکہ کسی ناجائز کام کا ان میں ارتکاب نہ کیا جائے۔ تفریح کا ایک طریقہ خوشبوؤں کا استعمال کرنا ہے۔ یہ شریعت میں پسندیدہ تفریح ہے جبکہ خوشبو پاک ہو اور اس کے استعمال میں کوئی ناجائز نہ کیا گیا ہو۔

تفریح کا ایک طریقہ اشعار سننا یا بنانا یا پڑھنا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اشعار سے کسی کی طرح میں مبالغہ نہ ہو، کسی کی ہجو یا مذمت نہ ہو، کسی معین عورت کے حسن و اعضاء کی تعریف نہ ہو اور مضمون ایسا نہ ہو جن سے جذبات شہوہ بھرکیں اور شر کہنے بنانے اور پڑھنے میں کسی اور ناجائز کام کا ارتکاب نہ کیا جائے تو اب اشعار سے

عہ اشارۃً فی امس۔ اعیاد بہ عید

تفریح حاصل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں (درمختار وغیرہ) علم و حکمت اور نصیحت کے اشعار پڑھنا بہتر ہے، لیکن موجودہ زمانہ کی شعر و شاعری اور شاعرے جو عموماً منہیا شرعیہ سے خالی نہیں ہوتے ناجائز ہیں مسلمانوں کو ان میں شرکت نہیں کرنا چاہئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم میں کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچ ٹھوڑا اور پیپ بھرے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ اپنے پیٹ میں شعر بھرے (متفق علیہ) ایک بار حضورؐ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شاعر ملا جو شعر پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا پکڑو اس شیطان کو اور روکو۔ تم میں سے کسی کا پیپ پیٹ بھر لینا بہتر ہے شعر کے بھرنے سے (مسلم) غالباً وہ خراب قسم کے اشعار پڑھ رہا ہوگا۔ بعض شاعروں اور اشعار کی آپؐ نے تعریف بھی فرمائی ہے جنہوں نے نصیحت کی باتیں شعر میں بیان کی تھیں۔

تفریح طبع کا ایک طریقہ مزاج یعنی مذاق کرنا بھی ہے۔ یہ بھی جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ مذاق سے کسی کی دل شکنی نہ ہو، مذمت نہ ہو، غیبت نہ ہو۔ جس سے مذاق کیا جائے اُسے ناگوار نہ ہو، کذب صریح نہ ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی پائی گئی تو ایسا مذاق حرام ہوگا، مثلاً مذاق میں ناگوار نام رکھنا جیسے پستہ قد کو گٹیا یا بھنگنا، نابینا کو اندھا کہہ کر پکارنا، کسی کو بھینس، بانس بلی کہہ کر پکارنا اور اس قسم کے الفاظ سے خطاب کرنا، اگر ایسے یہودہ الفاظ بحالت غصہ کوئی کہے تو یہ غیبت ہیں یا ہتک عزت کے جرم میں داخل ہوں گے۔ اور اگر بطور ہنس کے بولے تو اب یہ ناجائز مذاق میں داخل ہوں گے اور ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہوگا، کیونکہ توہینِ مسلم حرام ہے اسی طرح تمام ایسے مذاق جن سے شریعت یا اس کے کسی ادنیٰ حکم کی توہین ہو، مثلاً نماز کی، یا دارِ ہی کی یا عالمِ دین یا علماء کی توہین ہو تو اگر نادانفی میں کیا تو حرام ہوا اور اگر سہلہ جان قصداً ایسا کیا تو کفر ہو جائے گا۔

تفریح کا ایک طریقہ ہجو و لعب اور کھیل ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ان



سے کسی مقصد شرعی میں مثلاً فتنہ جہاد میں مدد ملتی ہو اور کوئی دوسری ناجائز بات اس میں شامل نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں، مثلاً گھوڑے دوڑانا، یا کشتی لڑنا، یا کبڈی کھیلنا، لکڑی کھیلنا یا فٹ بال ہاکی وغیرہ کھیلنا، یہ سب کھیل جائز ہیں اور اگر ان سے کوئی خاص شرعی فائدہ مقصود نہ ہو تو اب ایسے کھیل ناجائز ہوں گے۔ مثلاً بٹیر بازی، تیر بازی، کبوتر بازی وغیرہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص ایک کبوتری کے پیچھے بھاگا جا رہا تھا تو آپؐ نے دیکھ کر فرمایا کہ شیطان خبیثانہ کا پیچھا کر رہا ہے (ہوداؤد) اسی طرح تمام جانوروں کی بازی اور ان کو لڑانا ناجائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو بھڑکا کر آپس میں لڑانے سے صاف طور پر منع فرمایا ہے (ہوداؤد) اور جب ان میں ہار جیت بھی ہو تو اب بالکل حرام ہوں گے، کیونکہ اب یہ قمار (جوئے) میں داخل ہوں گے۔ اسی طرح نرد بازی شطرنج بازی بھی حرام ہے۔ حدیث میں ہے جس نے نرد بازی کی اس نے گویا خنزیر کے خون میں اپنے ہاتھ بھرے (مسلم) یہی حکم شطرنج کا بھی ہے۔ جبکہ اس میں اہٹاک ہو جائے اور واجبات سے غفلت پیدا ہو۔

تفریح کا ایک طریقہ گانا بھی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب اشعار کا مضمون جائز قسم کا ہو، یا مہمناقہ نہ ہو، تنہائی ہو تو گانا جائز ہے (قاضی خاں) عورتوں کو مرد کا اور مرد کو عورت کا گانا سننا ناجائز ہے (شامی) اور یہی احکام اگر اموات کے لئے بھی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گانا قلب میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے کہ پانی کھیتی اگاتا ہے (احیاء) اسی طرح سوائے اُس دف کے جس میں بھانجھ نہ ہو باقی تمام باجے، دھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ بجانا اور ان کا قصد آسننا سب حرام ہے اور گانا سن کر وجد لانا خلافِ شریعت ہے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ وہ (یعنی وجد لانا) مکروہ تحریمی ہے اور اس کی دین میں کوئی اصل

نہیں (مشافہ شامی مصری) اور جو ہر نہرہ میں ہے کہ ہمارے زمانے کے بناء فی صوفی جو کچھ (سماع وجد وغیرہ) کرتے ہیں، یہ سب حرام ہے۔ اس کا قصد کرنا اُس میں بیٹھنا بھی جائز نہیں اور وجد کے بارے میں جو حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجد لانے کی بیان کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں اور ستار خانہ میں عیون سے نقل کیا ہے کہ سماع اگر قرآن و دعوت کا ہو تو جائز ہے اور اگر سماع غنا (یعنی گانا سننا) ہو تو بالاجماع حرام ہے اور جن صوفیاء کرام نے اس کو مباح کہا ہے تو وہ اس شخص کے لئے ہے جس کا دل لہو و لعب سے پاک ہو اور تقویٰ و پرہیزگاری سے مزین ہو (ادب بہت سی شرطیں ہیں) ماحصل یہ کہ ہمارے زمانے میں سماع کی نخصت نہیں ہے اور حضرت جنیدؒ نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کر لی تھی (مسلک از شامی مشافہ مصری) اور بزاز یہ میں ہے کہ ملاصی (یعنی باجے) کی آواز سننا (قصداً) حرام ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملاصی (یعنی باجے وغیرہ) کی آواز سننا گناہ ہے اور اس میں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے، یعنی کفرانِ نعمت ہے کہ اس نے اعضاء کو ایسے کام میں صرف کیا، جس کے لئے وہ پیدا نہیں کئے گئے۔ پس واجب ہے اور پوری طرح واجب ہے کہ ایسی آوازیں سننے سے بچے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے مزامیر کی آواز سن کر اپنے کان مبارک میں انگلی دے لی تھی۔ (مسلک از شامی مشافہ مصری)

جس طرح ناجائز گانا اور باجے سننا حرام ہے، اسی طرح گانے بجانے کے بارہ میں روپیہ صرف کرنا بھی حرام ہے (شامی) کیونکہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ پندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گانے والی لڑکیاں نہ فروخت کر دے نہ خریدو۔ ان کی تجارت میں خیر نہیں ہے اور ان کا روپیہ حرام ہے اور ایسے کاموں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ



الایہ (ترغی) اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے ہدایت و رحمت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے آلات ہو (طبلہ و دھول وغیرہ) اور باجے اور بتکدے اور صلیب اور جاہلیت کی رسمیں مٹانے کا اور میرے رب نے قسم کھلائی ہے اپنی عزہ کی کہ جو کوئی بندہ ایک گھونٹ شراب پئے گا تو میں اُس کو ضرور اتنا ہی پیپ پلاؤں گا اور جو میرے خوف سے شراب نہ پئے گا تو اپنے قدس کے حوضوں سے اس کو پلاؤں گا (الحمد للہ) ہائے افسوس مسلمانو غور کرو کہ جن چیزوں کو حضور مٹانے تشریف لائے تھے ہم آج انہیں چیزوں کو اپنے ہاتھوں، مالوں اور دماغوں سے قائم کر رہے ہیں۔ کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھلی دشمنی نہیں ہے اور حضور کے دشمنوں کا کیا انجام ہوگا یہ آپ کو معلوم ہے۔ اس لئے جلد از جلد ایسے گناہوں سے توبہ کرو، اور اپنے گھروں، محلوں سے ایسی چیزوں کو مٹا دو۔

آج کل تفریح کا ایک طریقہ تصویر یا ڈوٹا تارنا بھی ہے۔ بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے، لیکن جاندار چیزوں کی تصویر بنانا، بنوانا حرام ہے اور خریدنا اور بیچنا اور تصاویر گھر میں رکھنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں کُتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (متفق علیہ) اور آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عذاب (کے مستحق) لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والے ہیں (مستحق عذاب) اور قیامت میں مُصَوِّر سے روح ڈالنے کو کہا جائے گا (بخاری) نہ ڈال سکے گا تو عذاب دیا جائے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ عذاب (کے مستحق) لوگوں میں سے وہ ہوگا جو نبی کا قاتل ہو اور وہ جو نبی کے ہاتھ سے قتل ہوا اور وہ جو اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کر دے اور تصویر بنانے والا اور وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرے (مشکوٰۃ) مسلمانو غور کرو

ذرا سوچو کہ مُصَوِّر اور قاتل نبی کا ایک ہی درجہ ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا، لہذا ایسے بُرے عمل سے فوراً توبہ کرو۔

تفریح کا ایک طریقہ سینما اور تصویر وغیرہ قسم کے تماشے دیکھنا ہے۔ یہ بھی علماء محققین اور باعمل متقی علماء کے نزدیک قطعاً حرام ہے، اس لئے کہ سینما وغیرہ تو تمام خجائش اور بُرے کاموں کی جڑ ہے۔ ہندوستان میں سینما بنی سے ۵۵ فیصدی بُرے نتائج ہی پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانو! خوب کان کھول کر سن لو کہ سینما حرام ہے اس لئے کہ اس کے دیکھنے سے شہوۃ کے فدایات بھرکتے ہیں۔ سینما حرام ہے اس لئے کہ اس سے عموماً ناجائز عشق کی تعلیم ملتی ہے۔ سینما حرام ہے اس لئے کہ اس غیر عجم عورتوں کی تصویریں نیم غریاں حالت میں اور بوسہ بازی وغیرہ دکھائی جاتی ہے جس سے حیا و شرم اور مرقۃ جاتی رہتی ہے اور یہ سب افعال شیطانی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ تمہارا کھنڈا دشمن ہے۔ سینما اس لئے بھی حرام ہے کہ اُس میں پلچ ہوتا ہے اور ناپح کرنا اور اُس کا دیکھنا سب حرام ہے۔ سینما دیکھنا اس لئے بھی منع ہے کہ اس میں عموماً فاسق فاجر لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور ان کی صحبت ہوتی ہے جو ممنوع ہے۔ سینما اس لئے بھی منع ہے کہ اس میں تصاویر ہوتی ہیں جو اللہ و رسول کے نزدیک مبنغوض ہیں اس لئے ان سے بچنا اور قلب کو ان کی چاہت سے پاک رکھنا ضروری ہے۔ نیز سینما دیکھنا اس لئے بھی حرام ہے کہ اس کے دیکھنے میں لوہاس کے متعلق مال خرچ کرنے میں اور اس کو پسند کرنے میں ان چیزوں کی عزت و شہرت بڑھتی ہے حالانکہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ حرام چیزوں کی توہین و تذلیل کی جائے اور اُن کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔ سینما بنی اس لئے بھی حرام ہے کہ اس صحت میں

عَلَيْهِمْ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ







خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ ۝ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ  
مُبِينٌ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ ۝

وعظ جمعہ دوم ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامی نمبر ۱۲  
بسلطہ تہذیب اسلامی: تہذیب اکل و شرب و نوم و لقیظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى ۝ آمَّا بَعْدُ  
برادران ملت! تہذیب معاشرت اسلامی کا ایک اہم جز تہذیب اخلاق  
ہے اور تہذیب اخلاق کا ایک اہم حصہ تہذیب اکل و شرب و نوم و لقیظ یعنی کھانے  
پینے، سونے جاگنے کو تہذیب بنانا بھی ہے۔ آج کے وعظ میں اسلامی تہذیب کے  
اس حصہ کے متعلق بعض آداب مختصراً پیش کرتا ہوں۔

چنانچہ عرض ہے کہ کھانے پینے کے آداب میں پہلا آداب یہ ہے کہ مسلمان ضروری  
غذا کھائے پئے جو حلال طریقہ سے حاصل کی گئی ہو، کیونکہ حرام غذا قلب میں  
سختی اور ظلمت پیدا کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو جسم  
ولم فدا سے پلا ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا (جمع الغوامد) یعنی ابتداءً اور ایک  
لحوت میں آیا ہے کہ اس کی دعا قبول نہ ہوگی (مسلم) پس اسلامی معاشرت میں  
ضروری ہے کہ جب مسلمان کچھ کھائے پئے یا کوئی شے استعمال کرے تو اول  
یہ مزد خود کرے کہ وہ چیز حرام طریقہ سے حاصل ہوئی ہے یا حلال طریقہ سے ہم  
اکثر نمازیں پڑھ پڑھ کر دعائیں کرتے ہیں، لیکن ان کی قبولیت کا اثر نہیں  
دیکھتے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کی ایک زبردست وجہ یہ بھی ہو کہ ہم کھانے کھانے

میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ حضرت ابو بکر و عمرؓ کو کسی نے لاطمی میں غلط  
طریقہ سے حاصل کی ہوئی غذا کھلا دی تھی۔ معلوم ہونے پر دونوں نے انگلی ڈال  
کر قے کر دی اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ (احیاء) دوسرا آداب یہ ہے کہ مسلمان جو  
غذا کھائے یا پیئے وہ قانون حکومت الہیہ میں منع نہ ہو، مثلاً مردہ جانور جو اس  
قانون میں حرام ہے، شاید اس لئے کہ وہ صحتِ انسانی کے لئے مضر ہے۔ خون پینا  
بھی حرام ہے۔ شاید اس لئے کہ اس سے درندگی پیدا ہوتی ہے۔ خنزیر کا گوشت  
بھی حرام ہے۔ شاید اس کے کھانے سے بے حیائی بے غیرتی پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ  
خنزیر کھانے والی قوموں میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ نیز شاید اس لئے بھی  
کہ وہ صحتِ انسانی کے لئے سخت مضر ہے، جیسا کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے  
اسکے متعلق یہ رائے قائم کی ہے۔ نیز کتا بھی حرام ہے۔ شاید اس لئے کہ اس سے  
قلب میں قوم پروری کے جذبات فنا ہو کہ قوم دشمنی، قبولیت غلامی اور اپنے ہم پیش  
سے حسد و بغض کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مختلف حیوانات کے گوشت کھانے  
سے انسان کی طبیعت میں حیوانات کے خواص پیدا ہو جانا، اب ایک مسلمہ نظریہ  
بن چکا ہے۔ جس کا اس زمانہ میں انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح مردہ جانور یا  
وہ چیز جو کسی غیر اللہ کے نام پر ذبح کی جائے یا تیار کی جائے یا کسی غیر کی خوشنودی  
کے لئے چڑھائی جائے حرام ہے، مثلاً شیخ سعدی کے نام کا بکرا یا جو جانور کسی  
بزرگ کے مزار پر چڑھایا گیا ہو یا جو ناریل وغیرہ کسی مزار پر بطور چڑھاوے کے  
چڑھایا گیا ہو یہ سب حرام ہے۔ کسی غیر اللہ پر نامزد کرنے کی صورتیں دو ہیں۔ ایک  
یہ کہ نامزد کرنے والے نے زبان یا دل سے یوں کہا ہو کہ یہ بکرا یا یہ کھانا یا مسٹائی تمہیں  
بزرگ کی خوشنودی کے لئے فوج کرتا ہوں یا دیتا ہوں تو اب یہ قطعاً حرام ہے۔ دوسرے  
یہ کہ یوں کہا ہو کہ یہ بکرا یا کھانا یا مسٹائی وغیرہ خدا کے نام پر دیتا ہوں اور اس کا



ثواب فلاں بزرگ کو پہنچاؤں گا تو اب یہ کھانا وغیرہ کھاتا دوسروں کو حلال ہے۔ اسی طرح گدے، بچہ اور تمام وہ درندے جن کے کیسے ہوتے ہیں اور تمام وہ پرندے جو بچہ والے ہیں ان سب کا گوشت حرام ہے۔ اسی طرح ہر وہ حلال جانور جس پر ذبح میں قصداً اللہ کا نام نہ لیا عادی کھانا حرام ہے۔ نباتاتی چیزوں میں ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز حرام ہے، جیسے افیون، گانجہ، چرس، شراب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے (للتہ) ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ہر وہ شے جس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے، اس کی قحوری مقدار بھی حرام ہے (ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہ ہوا تو جب تک اس کی حیثیت میں یا رگوں میں رہے گی اس وقت تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر وہ مرا تو رگوں کا ذر کی موت مرا اور اگر نشہ ہو گیا تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو کا ذر کی موت مرا (نسائی) نیز آپ نے فرمایا کہ شراب سے بچو اس لئے کہ وہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے (نسائی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لعنت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارہ میں دس شخصوں پر شراب بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، پلانے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، بکوانے والے، دینے والے اور شراب کی قیمت کھانے والے پر (ترمذی) آدابِ اکل و شرب میں سے یہ دو ادب ایسے اہم ہیں کہ ان کا خیال رکھنا ہر مسلمان کو ہر وقت ضروری ہے۔ ان کے علاوہ دیگر آداب بھی ہیں، جن کا خیال رکھنا مستحب ہے جس طرح عبادات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا باعثِ سعادت ہے، اسی طرح عادات و اخلاق اور کھانے پینے کے طریقوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسند فرمودہ طریقوں اور غذاؤں کا اتباع

کرنا باعثِ برکت اور ثواب ہے۔ چنانچہ آدابِ مسنونہ میں سے ایک یہ ہے کہ کھانا زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھائے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمان ایک آنٹ میں کھاتا ہے اور کافر اور منافق سات آنٹوں میں کھاتا ہے (بخاری) یعنی کافر مسلمان کی بہ نسبت سات حصے زیادہ کھاتا ہے اور مسلمان کافر سے اسی قدر کم کھاتا ہے، کیونکہ کافر کھانے کے لئے جیتا ہے اور مسلمان عبادۃِ خدا اور رضاِ الہی حاصل کرنے کے لئے کھاتا ہے۔ یہ ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو واقعی مسلمان ہیں اور نام کے مسلمانوں کا حال تو بہت ہی بدتر ہے۔ نیز حضورؐ نے فرمایا کہ دو کا کھانا تین کو اور تین کا چار کو کافی ہوتا ہے (بخاری) یعنی کافی ہونا چاہئے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈکاری تو آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکاری ہم سے روک۔ یقیناً دنیا میں زیادہ پیٹ بھرنے والے قیامت کے دن زیادہ عرصہ تک رہنے والے ہوں گے (ترمذی) دوسرا ادب یہ ہے کہ کھانا دسترخوان پر کھائے، میز وغیرہ پر نہ کھائے۔ حضورؐ نے کبھی ایسی چیزوں پر کھانا نہیں کھایا (بخاری) بلکہ آپؐ دسترخوان پر سنا دل فرمایا کرتے تھے (بخاری) میز وغیرہ پر کھانا کھانا مالدار متکبروں کا طریقہ ہے نیز اس میں مشابہت بالکفار بھی ہے۔ اکثر دعوتوں میں جو میز کرسیوں پر کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے، یہ طریقہ اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ اس میں غیر ضروری تکلف اور مشابہت بالکفار ہے۔ تیسرا ادب یہ ہے کہ بیٹھ کر کھائے پئے، کھڑے ہو کر نہ کھائے پئے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔ لوگوں نے حضرت انسؓ (راوی حدیث) سے پوچھا کہ اگر کھانا؟ تو کہا یہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے (مسلم) چوتھا ادب یہ ہے کہ ٹیکہ لگا کر نہ کھائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ٹیکہ لگا کر کھانے کوئے



نہیں دیکھا گیا (ابوداؤد) آپ کبھی ایک پیر کھڑا کر کے اور دوسرا کھچا کر اور کبھی دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے قدموں کے بل بیٹھ کر کھاتے اور فرماتے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے (احیاء) سبحان اللہ قربان جاہلے ایسے رسول کے جو تمام کائنات کے سردار و آقا ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو غلام تصور فرما رہے ہیں۔ اسی لئے آپ نے متکبرین کی کوئی چال وضع و ہیئت اختیار نہیں فرمائی۔ پانچواں ادب یہ ہے کہ ایسے دسترخوان پر کھانا نہ کھائے جس پر شراب پی جاتی ہو (اگرچہ خود نہ پیئے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے شراب کے دسترخوان پر بیٹھنے سے اور پیٹ کے بل لیٹ کر کھانے پینے سے، اور دانے وغیرہ تکیہ لگا کر کھانے کی اجازت دی (جمع الفوائد) چھٹا ادب یہ ہے کہ چھری کانٹے سے نہ کھائے بلکہ ہاتھ سے کھائے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ (پکا ہوا) گوشت چھری سے کاٹ کر مت کھاؤ۔ یہ عجیوں (یعنی کفار) کا طریقہ ہے، دانت سے توڑ کر کھاؤ (ابوداؤد) ساتواں ادب یہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے اور کٹی کرے۔ آٹھواں ادب یہ ہے کہ گرم گرم نہ کھائے، لیکن جن چیزوں سے گرمی ہی پہنچانا مقصود ہو، وہ مستثنیٰ ہیں، جیسے چائے وغیرہ۔ نواں ادب یہ ہے کہ اگر مجمع میں ہو تو جو شخص مجمع میں سب سے بزرگ ہو پہلے وہ ہاتھ بڑھائے۔ پھر سب شروع کریں۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ جب ہم کھانے میں حضور کے ساتھ ہوتے تو اپنے ہاتھ کھانے میں نہ رکھتے یہاں تک کہ حضور شروع فرماتے اور اپنا دست مبارک رکھتے (مسلم) دسواں ادب یہ ہے کھانے میں جو چیز پسند آئے کھائے۔ ناپسند ہو تو چھوڑ دے؛ مگر کھانے کو بڑا نہ کہے۔ آنحضرتؐ کی عادت مبارکہ یہی تھی (شیخین) گیارھواں ادب یہ ہے کہ بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرے۔ بارھواں ادب یہ ہے کہ سب

الگ الگ پلیٹوں میں نہ کھائیں بلکہ کئی کئی آدمی ایک ایک برتن میں اکٹھے کھائیں۔ اس میں بڑی برکت ہے اور یہی سنت طریقہ ہے۔ آج کل جو ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ ہر شخص علاحدہ رکابی میں کھاتا ہے۔ یہ اسلامی تہذیب کے خلاف ہے اور دراصل ہندوؤں یا نصاریٰ سے ہم میں آیا ہے کیونکہ یہ قومیں بہت دہم پرست ہیں۔ ان کو کسی کا جھوٹا کھانے سے بیماری کا ڈر رہتا ہے۔ اس بیہودہ خیال کی بنا پر وہ سب الگ کھاتے ہیں۔ اسلام نے ان تمام قوم پرستیوں کو اٹھا دیا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اہتمام سے اپنے گھروں سے اس بیہودہ طریقہ کو نکالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کے ساتھ کھانا کھلانے کے طریقہ کو رائج فرمایا تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپؐ کے پاس ایک بڑا قصہ تھال یا پیالہ تھا جس میں بہت سے آدمی مل کر کھاتے تھے۔ (جمع الفوائد) نیز حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کھاتے ہیں، مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا تم سب اکٹھے ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھا کرو۔ تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ کھانا وہ ہے جس میں بہت سے ہاتھ پڑیں (جمع ج ۱) نیز حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ایک مجذوم (کوڑھی) کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ پیالہ میں رکھا اور فرمایا کھاؤ خدا پر اعتماد اور اس پر بھروسہ کر کے (ترمذی) ظاہر ہے کہ قصداً کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ کھلائے سے یہی مقصود تھا کہ کسی بیماری میں ذاتی طور پر اثر نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو لگ جائے جب تک کہ خدا نہ چاہے کسی کو کوئی بیماری نہیں لگ سکتی۔ لہذا اس دہم سے جدا کھانا غلط ہے۔ ہاں اگر کسی کو واقعی کوڑھ کی بیماری ہو اور خود ضعیف الایمان ہو تو ایسی صورت میں اگر اس کو علیحدہ کھلائے تو کچھ حرج نہیں۔ مجذوم سے علیحدگی اختیار کرنا



بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے، لیکن صرف وہم کی وجہ سے علاحدہ کھانے کا رواج ڈال لینا اور ساتھ کھانے کو مکروہ سمجھنا محض غلط ہے، مگر افسوس آج مسلمان بکثرت اسی وہم میں مبتلا ہیں۔ کوئی کسی کا جھوٹا کھانا نہیں کھاتا۔ پانی نہیں پیتا اور اس طرح اللہ کی یہ بڑی نعمتیں کثیر مقدار میں ضائع کر دی جاتی ہیں۔ مسلمان خدا سے ڈرو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی طریقہ اختیار نہ کرو۔ بہترین طریقہ کھانے کا یہ ہے کہ ایک بڑی سینی یا تھاں میں کھانا نکال کر حسب ضرورت سالن ڈال کر سب ساتھ کھائیں مگر کھانے میں روٹی ہے تو بڑے پیالہ میں سالن نکال کر سب اس میں سے لقمہ لگا لگا کر کھائیں۔ جو سچا مسلمان بننا چاہے اس کو چاہئے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا طریقہ اختیار کرے اور یاد رکھو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی طریقہ یا سنت کو بُرا کھنا بُرا سمجھنا گھر ہے۔ پس اے مسلمانو! اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ تیرھواں ادب یہ ہے: کھانے پینے کی چیزوں میں چھونک نہ مارے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (طبرانی کبیر) چودھواں ادب یہ ہے کہ پینے کی چیزیں سالن میں پئے اور برتن میں سالن نہ لے۔ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے (شیخین) پندرھواں ادب یہ ہے کہ اگر لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے کھالیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ اگر صاف دسترخوان پر بھی کچھ گر جائے تو اٹھا کر کھانا معیوب سمجھتے ہیں۔ یہ ہماری بناوٹی تہذیب اسلامی تہذیب میں انتہائی بدتمیزی ہے۔ اس بدتمیزی کا کھاتے وقت ضرور خیال رکھو کیونکہ اس میں سنت کا خلاف ہے اور کھانا بھی ضائع ہوتا ہے۔ سولھواں ادب یہ ہے کہ اگر کھانے وغیرہ میں مکھی گر جائے تو اسے پوری طرح ڈبو کر نکال کر پھینک دے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ اگر تمھارے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو دو کیونکہ اسے

ایک بازو میں مرض اور دوسرے میں شفا ہے (بخاری) سترھواں ادب یہ ہے کہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے۔ چاٹنے سے پہلے کپڑے سے نہ پونچھے۔ بعض جگہ یہ بدتمیزی بھی دیکھی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے انگلیوں کو چاٹنے اور نکابی کو صاف کرنے کا (مسلم) نیز فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہئے کہ اُسے اٹھالے اور صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے اُسے نہ چھوڑے اور کوئی شخص رومال (وغیرہ) سے ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ انگلیاں چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کونسے حصے میں برکت ہے (مسلم) اٹھارواں ادب یہ ہے کہ جب تک سب نہ کھا چکیں کوئی نہ اٹھے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ جب دسترخوان لگایا جائے تو جب تک وہ نہ اٹھایا جائے کوئی نہ اٹھے اور کوئی اپنا ہاتھ نہ اٹھائے اگرچہ فایغ ہو چکا ہو یہاں تک کہ قوم فایغ نہ ہو جائے اور چاہئے کہ کھانے والے کو معذور سمجھے۔ پس تحقیق آدمی اپنے ہمنشین سے شرمندہ ہو کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور بسا اوقات اُسے کھانے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اس قدر آداب طعام بیان کر دینا کافی ہے۔

سونے کے آداب یہ ہیں کہ با وضو سوئے۔ حدیث میں اس کی فضیلت آئی ہے اور بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کرے۔ شیطان اسے کھول نہ سکے گا اور برتن ڈھانک دو۔ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں دباؤ نازل ہوتا ہے اور جس کھلے ہوئے برتن سے ہو کر گزرتی ہے اس میں داخل ہو جاتی ہے (یعنی اس میں دباؤ جراثیم کا اثر ہو جاتا ہے اور چراغ اگر دیسی ہو تو بجھا دو تاکہ چوہے وغیرہ کے گرنے سے آگ لگنے کا اندیشہ نہ رہے اور چولہے کی آگ نہ بجھا دو۔ یہ سب مفصل احادیث سے ثابت ہے۔ عشا کی نماز کے بعد جلدی سو جائے تاکہ صبح کو نماز کے لئے اٹھنے میں تکلیف نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد (دنیوی) باتوں کو مکروہ سمجھتے



تھے۔ آج کل جو ہم میں یہ عادت ہو گئی ہے کہ ہم نمازِ عشا کے بعد جمع ہو کر گپ شپ اڑایا کرتے ہیں۔ یہ اسلامی تہذیب کے بالکل خلاف ہے۔ البتہ علمِ دین کی ضروری گفتگو کرنے میں حرج نہیں۔ جب سوئے تو چاروں قُل اور الحمد اور آیتہ الکرسی پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے جہاں تک پہنچے بدن پر پھیر لے۔ جب جاگے تو یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاَنَا بَعْدَ اَمَاتِنَا وَ اَلِيْهِ النُّشُوْرُ (بخاری)  
سورہ حشر کی آخری آیات **هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ الشَّهَادَةُ** سے آخر تک پڑھے (حصن حصین) اور بھی دعائیں آئی ہیں چاہے اُن کو پڑھے پھر اُٹھ کر اول اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ بغیر ہاتھ دھوئے کسی برتن میں نہ ڈالے۔ پھر استنجہ سے فارغ ہو کر وضو کرے اور نمازِ فجر ادا کرے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو کھانے پینے سو گئے جاگئے اور تمام اعمالِ زندگی میں اسلامی تہذیب اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری گزشتہ غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں، غلطیوں سے بچنے کی ہمت عطا فرمائے۔ کافروں کی تہذیب سے محفوظ رکھ کر اسلامی تہذیب کا پابند بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

عَبْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْوَحْدَانِ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَكْلُوْا رَمًا فِى الْاَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۰۰ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا الْاَمَانَةُ

خطبہ جمعہ سوم ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامیہ

تہذیب اسلامی تہذیب خواہشاتِ نفس و آدابِ نکاح

وَجَعَلَ التَّزْوِیْجَ وَسِيْلًا  
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا  
وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ  
رَسُوْلُهُ ۝ صَلَّى اللّٰهُ  
اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ  
اَعْلَمُوْا اَنْ مِنْ اَدَا  
عِيْشَةٍ بِالنِّكَاحِ  
الرُّهْبَانِيَّةِ ۝

وَاجِبٌ اِذَا خَافَ

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَيْهِ اَيُّ وَسِيْلَةِ النِّجَاحِ مِنْ مَعَصِيَةِ  
عَلَيْهِ كَرِهُ الزَّوَاجِ فَانَّهُ مَعْصِيَةٌ  
فَاحْشَةٌ وَ سَاءَ سَبِيْلًا



الشُّبَّابُ + مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ  
 فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْسَنُ  
 لِلْفَرْجِ + وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ  
 فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ ۝ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ  
 السَّلَامُ + تَنْكِحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسْبِهَا  
 وَلِحَمَالِهَا وَلِدَيْنِهَا فَاطْفُرِ بَذَاتِ الدِّينِ  
 تَرَبَّتْ يَدَاكَ ۝ وَعَنْ عُمَرَ ۞ أَنَّهُ قَالَ  
 فِي خُطْبَةٍ لَا تُغَالُوا فِي صَدَقَاتِ النِّسَاءِ  
 فَإِنَّ ذَلِكَ لَوْ كَانَ مَكْرَمَةً فِي الدُّنْيَا وَ  
 تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهِ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الحديث) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ۝

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى  
 وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا ۝

وعظ جمع سوم ماہ رجب در بیان آداب معاشرت اسلامیہ ۱۲

بہ سلسلہ  
 تہذیب اسلامی تہذیب خواہشات نفس و آداب نکاح

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى ۝ اَمَّا بَعْدُ  
 بھائیو! اسلامی تہذیب اور آداب معاشرت کا ایک اہم جز تہذیب خواہشات  
 نفس اور آداب نکاح بھی ہے، لہذا ان کا جاننا بہت ضروری ہے۔ بزرگو! شریعت  
 اسلامیہ نے تہذیب قوت شہوانیہ میں ایسا اعتدال مد نظر رکھا ہے کہ جس میں  
 نہ افراط ہے نہ تفریط۔ نہ جانوروں کی طرح آزاد غیوہ رانی کی اجازت دی گئی  
 ہے اور نہ ہمارے فطری جذبات شہوانیہ کو بالکل مٹا دینے کا حکم دیا ہے،  
 بلکہ مناسب شرائط و قیود کے ساتھ تقاضائے شہوہ پورا کرنے کی اجازت  
 دی گئی ہے۔ ایک طرف زنا و سفاح حرام قرار دیا گیا ہے۔ دوسری طرف لا  
 سُرہبانیۃ فی الاسلام کا اعلان فرما کر ایک سے چار بیویاں تک کرنے کی اجازت  
 بھی دی گئی ہے۔ لہذا ہمیں ضروری ہے کہ ہم غلط طریقہ پر اپنی اس قوت کو برپا نہ  
 کریں اور نکاح کا مناسب و مفید طریقہ چھوڑ کر ہرگز زنا کاری میں مبتلا نہ ہوں۔  
 یاد رکھئے کہ زنا حرام اور سخت گناہ کبیرہ ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زنا  
 کے قریب (بھی) مت جاؤ، وہ بے حیائی کی بات ہے اور بہت بُرا طریقہ ہے۔  
 انا برا کہ اکثر کبیرہ گناہوں کی سزا تو آخرت میں دی جائے گی، مگر چند گناہوں میں



اس کی سزا بھی دنیا ہی میں دی جانی مقرر ہے اور سزا بھی کتنی سخت کہ اگر ایک دفعہ کسی کو دے دی جائے تو عمر بھر زنا کا نام بھی نہ لے۔ چنانچہ قرآن کریم میں غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا ستوا کوڑے مارنا مقرر ہے اور شادی شدہ زانی و زانیہ کی سزا شریعت میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے بھرے مجمع میں پتھروں سے اس قدر مارا جائے کہ اُن کی زندگی ہی ختم ہو جائے (اشہم سب کو اس گناہ سے بچائے) اور جس طرح زنا حرام ہے اسی طرح لواطت بھی حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو قومِ لوط کی سی فعلی کرے (جمع الفوائد) اور فرمایا کہ جسے قومِ لوط کا سا عمل کرتے دیکھو تو فاعل و مفعول کو قتل کر دو۔ (ترمذی) اسی طرح استمنا بالید یعنی جلق لگانا بھی حرام ہے۔ نیز اپنی منکوحہ عورۃ سے فطری طریقہ کے خلاف صحبت کرنا بھی حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ (رحمت کی) نظر نہ فرمائے گا، اُس شخص کی طرف جس نے کسی مرد یا عورۃ کے ساتھ بیچھے کی راہ سے صحبت کی۔ (جمع الفوائد) اسی طرح عورتوں کی تصویر کے ذریعہ اُن کا تصور (خیال) قائم کر کے جماع کی لذت حاصل کرنا یا بلا تصویر کسی عورۃ کا صرف تصور قائم کر کے لذت حاصل کرنا بھی سخت گناہ اور حرام ہے، کیونکہ بتصریح حدیث یہ قلب کا زنا ہے۔ نیز یہ عادیہ مفضی الی الزنا ہے اور زنا انسانی زندگی کی تباہی کا زبردست پیش خیمہ ہے۔ ہزار ہا فسادات، نا اتفاقیوں اور جان و مال کی بربادی کا باعث ہے۔ اس کے برخلاف نکاح جذباتِ شہوت کو سرد کرنے کا بہترین طریقہ، ہزار ہا تعلقات وابستہ ہونے کا وسیلہ اور بقاءِ نسلِ انسانی کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اسی لئے احادیث میں نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ "اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے اُسے چاہئے کہ وہ نکاح کرے، کیونکہ وہ

نگاہِ نجی رہنے، شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں بہت مفید ہے اور جو طاقت نہ رکھے وہ روزہ رکھے، کیونکہ روزہ شہوت کے لئے توڑ ہے" (متفق علیہ) نیز آپ نے فرمایا کہ "محبت کرنے والی اور بچے جننے والیوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابلے میں تمہاری زیادتی پر فخر کروں گا۔ (ابوداؤد) نیز نکاح کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا" معلوم ہوا کہ نکاح بڑی بابرکت چیز ہے جس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں درست ہوتے ہیں، لیکن نکاح کے کچھ قواعد و آداب ہیں جن کا خیال رکھنا ہر مسلمان کو ضروری ہے۔ چنانچہ سُنئے کہ محرمات سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ محرمات یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے، یہ ہیں :- اپنے والد کی منکوحہ، اپنی والدہ، دادی، نانی وغیرہ اُوپر تک۔ اپنی بیٹی، پوتی، نواسی نیچے تک۔ اپنی بہن حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک، اپنی پھوپھی، خالہ، بھتیجی۔ اس میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد در اولاد سب داخل ہیں۔ اپنی بھانجی، اس میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد در اولاد سب داخل ہیں۔ یہ سب حرام ہیں اور جس طرح یہ سب عورتیں نسب کے رشتہ سے حرام ہیں، اسی طرح یہ سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ نیز اپنی خوشدامن (ماس) اور اپنی زوجہ کی بیٹی جس زوجہ سے تم نے صحبت کر لی ہے اور اپنے بیٹوں، پوتوں، نواسوں کی عورتیں، ان سب سے بھی نکاح حرام ہے اور اپنی سالی سے جب تک کہ اُس کی بہن تمہارے نکاح میں ہے اور اپنی زوجہ کی پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں جب تک کہ وہ زوجہ تمہارے نکاح میں ہے اور دوسرے کی منکوحہ جب تک کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے۔ ان سب سے نکاح کرنا حرام ہے اور

علم و حاد بمعنی الاختصاص والمراد کما مر النہو ۱۱ ان یکون فقرًا یغنیہ اللہ من فضلہ ۱۲



بغیر نکاح صحبت کرنا تو سخت در سخت گناہ اور حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت سے زنا کرے اسے قتل کر ڈالو۔ (ترمذی، مجمع الفوائد ص ۳۳) آج کل سنا گیا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کا گناہ پھیلتا جا رہا ہے۔ جس شہر یا بستی میں ایسا کوئی واقعہ پیش آئے وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ پر ایسے خبیث النفس لوگوں کو ایسی حرکت شیعہ سے سختی کے ساتھ روکیں ورنہ سب مسلمان سخت گناہ گار اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے مستحق ہوں گے۔

نکاح سے قبل منگنی کی جاتی ہے۔ اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ لڑکی اور لڑکے میں سب سے پہلے دینداری کی تحقیق کی جاوے۔ اس لئے کہ اگر لڑکا دیندار نہ ہوگا تو بیوی کے حقوق بھرگز ادا نہ کر سکے گا، جس سے آپ کی پیاری بیٹی کی زندگی برباد ہو جائے گی۔ آج کل عموماً یہی ہو رہا ہے کہ لڑکے کی صرف مالی حیثیت اور خاندان دیکھتے ہیں، مگر دینداری کا ذرا خیال نہیں کرتے اسی وجہ سے طلاق، طلع اور معلق ٹکادینے کے واقعات بکثرت پیش آرہے ہیں۔ کتنی بیٹیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے ظلموں سے زندہ دگور ہو رہی ہیں۔ نہ مر سکتی ہیں اور نہ زندوں میں ان کا شمار ہے اور اگر بیوی دیندار نہ ہوگی تو وہ بھی اپنے شوہر کے حقوق ادا نہیں کر سکتی، جس سے آپ کا گھر آباد ہونے کی جگہ برباد ہو جائے گا۔ یہ واقعات بھی بکثرت پیش آ رہے ہیں۔ ذرا اپنے اپنے گھروں کی حالت پر غور فرمائیے کہ آپ کی بیویوں کی جہالت اور بے دینی، بے تمیزی کی وجہ سے آپ کو کس قدر تکلیف اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "عورت سے اس کے مال، خوبصورتی، شرافت خاندانی اور دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ پس (اے ابوہریرہ) تم دیندار عورت سے

کا میابی حاصل کرو" (متفق علیہ) افسوس کہ ہم دین سے اتنے دور ہو گئے ہیں کہ اچھے اچھے نمازیوں کو بھی منگنی کرتے وقت لڑکے کی دینداری کے متعلق تحقیق کرنے کا خیال تک نہیں آتا۔ منگنی کے وقت دوسری بات قابل لحاظ نہ ہے کہ لڑکی کا رشتہ کرتے وقت لڑکے میں کفو کا خیال بھی کیا جائے۔ عورت کی جانب سے کفو کا اعتبار نہیں۔ کفو کا لحاظ عرب کے سوا باقی تمام دنیا کے عجمی مسلمانوں کے لئے صرف چند امور میں شرعاً معتبر ہے۔ حریت میں، قدیم و اسلام ہونے میں، پیشہ میں، مالی حیثیت میں، دینداری میں، لیکن نسب میں کفایت کا لحاظ عجمیوں کے لئے معتبر نہیں، کیونکہ انھوں نے اپنے انساب کو ضائع کر دیا ہے البتہ عربوں اور ان عجمی مسلمانوں کے لئے جن کا نسب کسی عرب قبیلہ سے ملتا ہے۔ نسب میں کفایت معتبر ہے۔ (ازد الشارح ص ۲۱۱) منگنی کے بعد تاریخ مقرر کرتے وقت یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ شریعت میں نکاح کے لئے کوئی ماہ یا تاریخ یا دن نہ مقرر ہے نہ منوس ہے۔ اکثر ہاہل لوگ غفلت، ذیقعدہ، صفر اور جمادی الاول و آخر کو نکاح کے لئے منوس سمجھتے ہیں۔ یہ قطعاً غلط اور باطل ہے۔ بعض لوگ میت کے گھر یا خاندان میں سال بھر تک کوئی تقریب خلوی وغیرہ کرنا معیوب سمجھتے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ میت کی بیوہ کو عداۃ تک، دیگر اقربا کو صرف تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے۔ اس سے نیاں سوگ منانا جائز نہیں۔ بعض ممالقوں میں اس بیہودہ رسم کی وجہ سے بڑے بڑے گناہ اور نقصانات ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ لہذا اس غلط رواج کو مٹانا بھی بہت ضروری ہے۔ اس کے بعد مہر اور جہیز کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ بعض شہروں میں یہ رواج ہے کہ دولہا والے لڑکی والوں سے زیادہ سے زیادہ جہیز متعین کراتے ہیں کہ کیا کیا دو گے۔ یہ طریقہ مردوں کے لئے بڑا شرمناک ہے۔ جہیز کی ذرا آتش کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے



کہ یہ نکاح عورۃ کی دینداری کی وجہ سے نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ مال کی وجہ سے کیا جا رہا ہے، حالانکہ حضورؐ نے دین کی وجہ سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نیز اخلاقاً بھی ایسی فرمائشات کرنا انتہائی بے غیرتی کی بات ہے، کیونکہ انسان مرد اسی لئے بنایا گیا ہے تاکہ وہ اپنی قوتِ بازو سے کما کر کمزور عورۃ کی پرورش کرے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں بیوی کا خرچہ شوہر کے ذمہ قرار دیا گیا ہے۔ مرد کو قوت اس لئے نہیں دی گئی ہے کہ وہ کمزور عورۃ پر اپنا بار ڈالے اور جو روکے ٹکڑوں کا اُمیدوار رہے۔ مرد حاکم ہے اور عورۃ محکوم، لیکن جس مرد کا گذارہ عورت کے مال پر ہوگا، اُسے اپنی جو روکے غلام بننا پڑے گا، کیونکہ شریف انسان احسان کا غلام ہوتا ہے اور زن مُرید انسان دین و دنیا میں کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ اس میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ غریب لڑکیوں کا کوئی پُرساں حال نہیں ہوتا اور بعض کجخوس بخیل مالداروں کی لڑکیاں باپ کے بخل کا شکار ہو کر جذباتِ جوانی کو پامال کرتے کرتے بیمار ہو جاتی ہیں اور یا اپنی ناجائز حرکتوں کے ذریعہ اپنے خاندان کی آبرو برباد کر دیتے ہیں۔ آج کل بکثرت ناجائز حمل گرانے کے واقعات پیش آنے کا ایک بڑا سبب یہ غلط اور شرمناک رواج بھی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو توڑنے اور مٹانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح لڑکی دلوں کی جانب سے مہر کے زیادہ مقرر کئے جانے پر اصرار کرنا بھی سخت غلط ہے۔ زیادتی مہر عورۃ کی بات سمجھی جاتی ہے، حالانکہ حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ عورتوں کے مہروں میں زیادتی نہ کرو۔ اگر مہر کی زیادتی کوئی عورۃ کی یا عند اللہ تقویٰ کی بابت ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے لیکن آپؐ نے بارہ اوقیہ ذہب سے زیادہ کسی کا مہر مقرر نہیں فرمایا (مسند) حضورؐ کی تختِ جگر حضرت فاطمہ زہراؓ کا مہر تو کل ایک سو چار تولہ ۲ ماشہ چاندی تھی (علم الفقہ)

کیا ہماری بیٹیاں حضورؐ کی صاحبزادی سے بھی زیادہ باعزت ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر شریعت نے مہر کی تحدید نہیں کی، تاہم ہمیں خود غور کرنا چاہئے کہ دولہا کی کیا حیثیت ہے۔ وہ کس قدر ادا کر سکتا ہے۔ اس کی حیثیت سے زیادہ مہر کا اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رکھو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص تھوڑے یا زیادہ مہر پر کسی عورۃ سے نکاح کرے اور اُس کے جی میں مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو وہ زانی شمار ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔ (ایضاً) یہ کتنی سخت وعید ہے جس کو مہر مقرر کرتے وقت ہرگز نہ بھولنا چاہئے۔

تاریخ نکاح کی اطلاع کے لئے معمولی اور سادہ خطوط طبع کرانے میں مضائقہ نہیں، لیکن ان خطوط کی چھپائی میں تکلف کرنا، قیمتی کارڈ طبع کرانا، پھر لغافوں میں رکھ کر بھیجنا محض اسراف ہے بلکہ ان فضول خرچیوں سے روپیہ بچا کر غریبوں میں تقسیم کر دو تو سینکڑوں ٹوٹے ہوئے دل آپ کی سلامتی اور ترقی کی دعائیں دیں گے، جس سے آپ دین و دنیا میں پھولے پھلیں گے۔ تنگدستی کی حالت میں نکاح سے قبل دولہا کے یہاں ضیافت ہونا یا بعدِ نکاح بلا ضرورت دُھن کے گھر کی ضیافت بالکل غیر ضروری اور اکثر حالات میں ناجائز ہے۔ دولہا کے گھر نکاح سے قبل ضیافت ہونا اور زفاف کے بعد ولیمہ کرنا انتہائی جہالت و حماقت ہے، کیونکہ قبل کی ضیافت کوئی شرعی چیز نہیں اور ولیمہ شرعی اور مسنون چیز ہے۔ اب میں نکاح کی حقیقت عرض کرتا ہوں۔ مسننہ نکاح نام ہے صرف ایجاب و قبول کا، یعنی دو گواہوں کے سامنے عورۃ یا اُس کا وکیل یا ولی یا عاتقہ وکیل مرد سے کہے کہ میں نے اپنا یا فلاں مسامۃ کا نکاح اس قدر مہر کے عوض تمہارے ساتھ کر دیا اور مرد کہے کہ میں نے قبول کیا تو بس نکاح ہو گیا۔ البتہ اعلان کے ساتھ نکاح ہونا مسنون ہے۔ نکاح کا خطبہ فرض نہیں بلکہ سُنت ہے۔ اس لئے خطبہ پڑھا جانا چاہئے۔



خطبہ کے علاوہ اور جو کلمے وغیرہ اور بعض دعائیں ضروری سمجھی جاتی ہیں، اگر ضروری سمجھا غلط ہے، کیونکہ وہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہیں۔ جو لباس علم حالات علم ضمیمہ۔ خطبہ کے بعد دولہا کو بلا ضرورت کلمے اور استغفار پڑھوانا کوئی ضروری چیز نہیں ہے۔ اس کا ضروری سمجھا بدعت ہے۔ ہاں ضرورت کے وقت پڑھالینے میں مضائقہ نہیں۔ اسی طرح دولہا سے عربی میں نکاح کا قبول کرنا بھی بے اصل بات ہے، بلکہ بادی زبان میں جس کو وہ سمجھتا ہو قبول کرنا ضروری ہے، گواہوں اور دولہا کو لڑکی کا نام مع ولایت، تعداد مہر سنا ضروری ہے۔ اس میں کوئی بات قابل شرم نہیں لیکن سائے مجمع کو ایجاب و قبول کی آواز سنانا غیر ضروری ہے۔ اسی طرح خطبہ نکاح سب کو سنانے کی کوشش کرنا اور اس کے لئے لاؤ سپیکر لگوانا، گلا بھار بھار کر خطبہ پڑھنا یا دولہن اور مستورات کے مجمع کو خطبہ کی اطلاع پہنچانا غیر ضروری باتیں ہیں دینی ضرورت سمجھ کر یا اظہارِ فروشان کے لئے آلاءِ کبر الصوت لگوانا، اس میں روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے۔ ایجاب قبول کے بعد دعائے ماثورہ کے صیغہ شداً بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ پڑھنا چاہئے اور راجی دعا اللَّهُمَّ اَلْفَ بَیْنَهُمَا کَمَا اَلْفَتْ بَیْنَ اٰدَمَ وَ حَوَّاءَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ الخ محض راجی ہے۔ کتب حدیث وفقہ میں اس کا غالباً کہیں وجود نہیں اور اگر بالفرض ہو تب بھی اس کو ضروری سمجھنا محض بدعت ہے۔ اسی طرح رسمی الفاتحہ بدعت ہے۔ اعلان نکاح کے لئے دف بجانا گوچند شرائط کے ساتھ جائز ہے، مگر ضروری نہیں ہے اور مینڈ بابہ و دیگر باجوں کو دف کے قائم مقام سمجھ کر سنت قرار دینا انتہائی جہالت و حماقت اور علوم شرعیہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ دف کے علاوہ باقی تمام قسم کے باجے شریعت میں حرام ہیں ۱۲

میں حرام ہیں، وہ شادی کے وقت بھی حرام ہیں، مسلماً خالص مسک یا ریشم کا لباس زوری کی ایسی پگڑی جس میں کپڑا بالکل نظر نہ آئے، سہرا باندھنا، ہار بھول پہننا ہار و بند اور شیخ ضامن کے نام کا روپیہ باندھنا یہ سب ناجائز کام ہیں اور جو روپیہ ان میں خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف میں داخل ہے۔ نکاح کے بعد اعلان کر کے نوشاہ کو تحفے دینا اظہارِ احسان اور فروز شلون جتانے ہوئے ناجائز ہے۔ تحفے میں ایسی چیز دینا جن کا استعمال حرام ہو میکر اور اضاعت مل ہے۔ جہیز کا برادری میں دکھلا کر دینا بھی بُری رسم ہے۔ لڑکیوں کو مایون دیا جائے (بٹھانا، آر سی مصحف کی رسم کرنا، جلوہ کرنا، چار جھنگی یا چوتھی پہوٹے کی رسوم کرنا یہ سب ناجائز ہیں۔ اسی طرح تمام وہ رسوم جن میں کوئی شرعی خرابی لازم آتی ہو سب ناجائز ہیں۔ ان سب کو ترک کرنا چاہئے اور نہایت سادگی سے عقد نکاح کی سنت ادا کرنی چاہئے۔ نکاح کے پورے مسائل کے لئے کسی اور کی معتمد کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے اور نکاح کے بعد ان حقوق کو جاننا بھی ضروری ہے جو نکاح کے بعد مسلمان پر عائد ہوتے ہیں۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو کافرانہ رسوم و رواج سے پہلے اور طریقہ سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ ہماری گزشتہ غلطیوں، گناہوں کو معاف فرما کر آئندہ اسلامی طریقہ معاشرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی ہمت و جرأت عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین

عَمَّا حُوذِيَ بِاللَّهِ الْخ فَاَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ  
مَثْنٰی وَ ثَلٰثَ وَ سُبَاغَ ۙ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَ لَكُمْ الْخ



الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ  
أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ ۖ بَارَكَ اللَّهُ ۝

وعظ جمع چہارم ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامیہ ۱۴

بلسلہ تہذیب بیان تہذیب کلام و ذم کذب وغیرہ  
اسلامی

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَصَلَامَةً عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۚ أَمَّا بَعْدُ  
برادران ملت! آداب معاشرت اسلامیہ میں سے ایک ضروری ادب حسن  
اخلاق ہے۔ جب تک کسی قوم کی اکثریت کے اخلاق عمدہ نہ ہوں گے۔ اُن میں اتفاق و اتحاد  
پیدا نہ ہو سکے گا اور ہو گا بھی تو دہریا ہو گا۔ بد اخلاقی بکثرت پھیل جانا ہی جڑ  
ہے نا اتفاقی کی۔ اتفاق پر وعظ اور یکسوچنے سے اتحاد پیدا نہیں ہوتا بلکہ  
اتفاق و اتحاد ایک قدرتی نتیجہ یا ثمرہ ہے حسن اخلاق کا۔ جب کسی قوم کے  
افراد میں عمدہ اخلاق رواج پا جائیں گے تو یقیناً وہ خود بخود متفق و متحد ہو جائیں  
گے اور یہ اتحاد بھی پائیدار ہو گا جو اس قوم کے عروج و ترقی کا سبب بن جائیگا۔  
پس نا اتفاقی کا ذکر ارونے سے پہلے ہمیں اپنے اور اپنے متعلقین کے اخلاق  
درست کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی لئے اب میں قسط وار تہذیب اخلاق کے  
سلسلہ میں شرعی نقطہ نظر سے اولاً برے اخلاق و عادات کو بیان کروں گا۔ پھر  
عمدہ اخلاق کی تفصیل کروں گا تاکہ میں اور آپ برے اخلاق سے بچنے پکڑنے اور عمدہ  
اخلاق اختیار کرنے اور کرانے میں مدد ہو کر اپنے آپ کو مہذب بنا سکیں اور پھر  
پوری قوم مسلم مہذب ہو کر متحد ہو جائے جس سے مسلمانوں کے روشن مستقبل اور عروج

و ترقی کے خواب کی تعبیر ظاہر ہو سکے، ورنہ اس طریقہ کار کو اختیار کئے بغیر  
ترقی کے خواب دیکھنا باز بچہ اطفال سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اب سنئے  
کہ تہذیب اخلاق کے سلسلہ میں سب سے بڑی کڑی تہذیب لسان و زبان یا تہذیب  
کلام ہے۔ بد تہذیبی کی گفتگو ہی تمام فسادات اور نا اتفاقیوں کی جڑ ہے۔ اگر  
ایک گھر کا ہر شخص اپنی زبان کو مہذب بنالے تو پورے گھر میں اتحاد پیدا  
ہو جائے گا۔ پھر اگر ایک محلہ کے تمام گھر والے ایسا کر لیں تو پورے محلہ میں ادب  
محذوہ والے ایسا کر لیں تو پورے شہر میں اتفاق پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ زبان یا کلام  
کو مہذب بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس قسم کی گفتگو اور کلام سے شریعت للہیہ  
میں منع کیا گیا ہے، اُن سے اپنی زبان کو ہر ہر شخص محفوظ رکھنے کی کوشش کرے  
غلط گفتگو کرنے سے چونکہ ہم عادی ہو گئے ہیں، اس لئے اولاً کچھ دشواری  
پیش آئے گی، لیکن میں اکابر کے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اگر ہم صرف چالیس روز  
اپنی زبان کو غلط گفتگو کرنے سے بچانے کی کوشش اور مشق کر لیں گے تو پھر یہ کام بالکل  
آسان ہو جائیگا اور پھر ہماری گفتگو مہذب ہو جائے گی۔ اب سنئے کہنا جائز کلام کی  
ایک قسم یعنی طعن گالی گلوچ والی گفتگو ہے۔ ایسی گفتگو کا نتیجہ اکثر بُرا ہی ہوتا ہے، مگر  
سننے والے کی طبیعت میں ضد پیدا ہو جاتی ہے۔ نرم کلام سے ممکن تھا کہ وہ آپ کی بات  
مان لے، لیکن اس سخت گفتگو سے اور زیادہ انکار پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ غیر مہذب  
لوگوں میں تو یہ مرض بکثرت پایا ہی جاتا ہے جس سے ہزار ہا جھگڑے آئے دن پیدا ہوتے  
رہتے ہیں، لیکن مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی یہ بُری خصلت موجود  
ہے۔ عام حالات میں اگرچہ وہ گالیاں نہیں بکتے، مگر غصہ کی حالت میں ان کی زبان  
بھی نہیں رکتی۔ اسلامی تہذیب یہ ہے کہ مسلمان تمام حالات میں کسی درجہ  
آدمی سے بھی ایسی بد تہذیبی کے ساتھ گفتگو نہ کرے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم



علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت طعن و تشنیع کرنے والا اور بہت لعنت کرنے والا اور بہت فحش بکنے والا اور بہت بیہودہ گفتگو کرنے والا مومن نہیں ہے۔ (احیاء) نیز آپ نے فرمایا کہ ہر فحش بکنے والے پر جنت میں داخل ہونا حرام ہے (یعنی ابتداء) (احیاء) نیز آپ نے فرمایا کہ مومن کو گالیاں دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (یعنی علی) (شیخین) کسی سبب سے یا بلا سبب کسی کو گالیاں دینا دونوں صورتوں میں یہ فعل گناہ کبیرہ ہے، جس سے فوراً قویہ کرنی چاہئے۔ ناجائز کلام کی ایک قسم جھوٹ بولنا ہے۔ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ آج کل کی مردہ تہذیب قویہ ہے کہ عام حالات میں سچ سے کام لیا جائے اور ضرورت یا نفع کے وقت جس قدر بھی بول دیا جائے تو مضائقہ نہیں، مگر مسلمانوں کی تہذیب اسلامی میں جھوٹ بولنا حرام ہے۔ قرآن کریم نے جھوٹ بولنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور اس بد خصلت سے دنیا کا بھی نقصان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ وزق کو کم کر دیتا ہے (احیاء) یعنی اس سے نقصان کی صورتیں پیش آتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے جھوٹ سے کمایا ہوا سب مال برباد ہو جاتا ہے۔ اس جھوٹ کی وجہ سے بھی ہم میں ہزاروں نا اتفاقیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ پس عروج ملت کی صورت یہی ہے کہ نا اتفاقی کی ان جڑوں کو بالکل کاٹ دیا جائے۔ ناجائز کلام کی ایک قسم چغلی کرنا ہے۔ یہ بد تہذیبی انسانوں کی اجتماعی زندگی کے لئے زہر قاتل ہے۔ اُس قوم میں ہرگز ہرگز اتفاق نہیں رہ سکتا، جس قوم کے اکثر افراد میں چغل خوری کی عادت موجود ہو۔ قوم مسلم میں عموماً یہ ہلک مرض موجود ہے۔ اسی لئے اُس کا شیرازہ ملت اس قدر بکھرا ہوا ہے کہ کسی طرح بھی اتحاد پیدا نہیں ہوئے پاتا۔ تہذیب اسلامی میں چغل خوری گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ اس پر بھی سخت وعید آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (احیاء) یعنی ابتداء۔ نیز

آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے دنیا میں دو منہ ہوں (کہ ایک سے ایک طرح بات کرے دوسرے سے اور طرح) تو اس کی قیامت میں آگ کی دوزبائیں ہوں گی۔ (احیاء) ناجائز کلام کی ایک اور قسم غیبت ہے۔ یہ گفتگو تمام فسادات کی بنیاد ہے، اور اس میں ہر چھوٹا بڑا تعلیم یافتہ اور جاہل مبتلا ہے۔ اسلامی معاشرہ کی تہذیب میں یہ بھی زبردست جرم اور گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق حکم دیا ہے کہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ "کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی (کی نعش) کا گوشت کھائے؟" یعنی غیبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ مردہ کی لاش کا گوشت کھانا خصوصاً بھائی کی نعش کا۔ ظاہر ہے کہ انسان کو مردہ کی، پھر مردہ بھی بھائی کی نعش کا گوشت کھانا نہایت ناپسند ہے۔ پس اس طرح غیبت کو ناپسند کرنا چاہئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ معراج میں میں ایک ایسی قوم کے پاس سے ہو کر گذرا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ جن سے وہ اپنے چہروں کو کھرچ رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی (غیبت) کرتے تھے (ابوداؤد) نیز حضور نے فرمایا کہ "کیا تم جلنے ہو غیبت کیا ہے؟" صحابہ نے عرض کیا "اللہ اور اس کے رسول! یہی زیادہ جانتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا کہ اُسے بُرا لگے؟" (یہی غیبت ہے) کسی شخص نے عرض کیا کہ "اگر میرے بھائی میں وہ بات ہے (جس کو میں بیان کروں) تب کیا ارشاد ہے؟" فرمایا: "اگر اُس میں وہ بات ہے (اور تم ذکر کرو) تو یہی غیبت ہے اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے (جو تم نے کہی تو) یہ تو بہتان ہوا۔" (ترمذی) غرضیکہ غیبت کرنا اکثر حالات میں حرام ہے۔ البتہ نو صورتوں

علا ولا یغتب بعضکم الخ ۱۲



میں جائز ہے (۱) مظلوم کو ظالم کی غیبت کرنا ظلم دفع کرنے کی نیت سے (احیاء)  
 (۲) کسی کے گناہ کا ذکر ایسے شخص سے کر دینا جو گنہگار کی اصلاح کر سکے اور اس  
 گناہ کو مٹا سکے سمجھا کر یا تنبیہ سے (احیاء) (۳) ایسے شخص کی غیبت کرنا بھی جائز  
 ہے جس کا ظاہر اچھا ہو مگر اس سے کسی فتنہ کے کھڑا کر دینے کا قوی احتمال ہو،  
 جیسے ایک شخص پیر بنا ہوا ہے یا عالم نما ہے یا حکیم بنا ہے، مگر درحقیقت وہ  
 چور ڈکون ہے یا نیم ملّا یا نیم حکیم ہے، جس سے لوگ دھوکا کھا رہے ہوں (درمختار)  
 (۴) مسئلہ دریافت کرنے کے لئے غیبت جائز ہے (احیاء) (۵) کوئی کسی کے متعلق  
 مشورہ چاہتا ہو کہ مثلاً میں اس کو شریک تجارت کرنا چاہتا ہوں تو مشورہ دینے والے کو  
 اگر ضرورت پڑے تو غیبت جائز ہے (احیاء) (۶) اگر کسی کی غیبت سے مقصود اظہار  
 غصہ وغیرہ نہ ہو بلکہ کسی دوسرے مسلمان کی خیر خواہی یا دفع ضرر مقصود ہو تو اب بھی  
 جائز ہے (احیاء) (۷) اگر کسی کا لقب اس کے کسی عیب پر دلالت کرتا ہو اور وہ  
 اسی لقب سے مشہور ہو تو اب اس کو اس لقب سے پکارنا یا ذکر کرنا جائز ہے۔  
 (۸) غاسق معلن یعنی وہ شخص جو کھلم کھلا کسی گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو شراب پیتا ہو یا  
 زنا کرتا ہو تو اس کی غیبت کرنا بھی جائز ہے یعنی جن عیبوں گناہوں کو وہ بڑا ظاہر  
 کرتا ہو اگر اس کے پیچھے ان عیوب کا کوئی ذکر کرے تو گنہ گار نہ ہوگا (احیاء) (۹) اگر  
 کوئی شخص بدعتی یا بد عقیدہ ہو مثلاً قادیانی، نیچری، رافضی وغیرہ تو اس کے پیچھے  
 اس کے ایسے عقائد کا ذکر کرنا گناہ نہیں (درمختار) نیز اگر کسی شخص کی غیبت کرے اور  
 نام نہ لے اس طرح کہ سننے والے اسے پہچان نہ سکیں یا بغیر معین کے کسی شہر والوں یا کسی  
 جماعت کی غیبت کرے تو یہ جائز ہے۔ غیبت میں شمار نہیں (درمختار) مثلاً کہ  
 فلاں شہر والے بیوقوف ہوتے ہیں۔ اگر غلطی سے کبھی کسی کی غیبت ہو جائے تو اس  
 کے گناہ کے معاف ہونے کی صورت یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہو اس سے اپنا

قصور معاف کر لے اور ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ اس کے لئے استغفار کرے  
 اور حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ غیبت کے عوض اس کی تعریف اور اس کے لئے  
 دعا کرے۔ ناجائز کلام کی ایک اور قسم جھوٹی گواہی دینا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! جھوٹی گواہی (قرآن میں) شریکِ پادشہ کے برابر  
 میں بیان کی گئی ہے۔ پھر آپ نے (یہ آیت) پڑھی۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ  
 الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (الآیۃ) (ابوداؤد) یہ بھی گناہ کبیرہ ہے جس  
 سے بچنا لازم ہے۔ ناجائز کلام کی ایک قسم کسی کی غیبت جوئی کرنا ہے۔ بعض لوگوں  
 کی عادت ہے کہ وہ ہر چیز میں ہر شخص میں عیب تلاش کیا کرتے ہیں، اور  
 پھر ان کو بیان کر کے دوسرے گناہ مون ریا کرتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ یہ بھی  
 بہت بُری خصلت ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی مسلمان  
 پر کوئی بات کہی جس سے عیب لگانا مقصود ہو تو بروز قیامت جہنم کے پل پر  
 بٹھایا جائے گا (ابوداؤد) اور آپ نے فرمایا کہ اے کچے مسلمانو! دوسرے مسلمانوں کو  
 تکلیف نہ دو۔ انھیں عاریہ لاؤ۔ ان کے مخفی حالات کے پیچھے مت پڑو۔ (ترمذی)  
 اور آپ نے فرمایا کہ جو بندہ کسی کے عیب چھپائیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خود  
 اس کے عیوب چھپائیگا (مسلم) کلام کی یہ تمام ناجائز قسمیں اسلامی قانونِ معاشرہ  
 میں سخت غیر مہذب قرار دی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ غیر مہذب کلام کی ایک  
 قسم فضول گفتگو یا گپ منگپ ہے۔ اسلامی تہذیب میں یہ بھی بد تہذیبی میں  
 شمار ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی گفتگو بکثرت ہوگی، اس کی  
 لغزشیں زیادہ ہوں گی اور جس کی لغزش زیادہ ہوگی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور  
 جس کے گناہ زیادہ ہوں گے تو دوزخ ایسے شخص کو زیادہ مستحق ہے (احیاء)



نیز فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی تجدید میں سے یہ ہے کہ وہ تمام فضولیات کو چھوڑ دے۔ (ترمذی) نئی روشنی کی یہ تہذیب کہ جب دو شخص آپس میں ملیں تو فضول گفتگو ضرور کی جائے، اسلامی تہذیب کے قطعاً خلاف ہے۔ اسی طرح آج کل جو احباب سے ملاقات کے سلسلہ میں بے فائدہ مجلسیں جمائی جاتی ہیں جن میں گھنٹوں وقت ضائع کیا جاتا ہے، یہ اسلامی نقطہ نظر سے مذموم اور قابلِ ترک ہیں۔ ایسے مجلسوں میں شریک ہونا بھی اکثر گناہ سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے ان سے بچنا چاہئے۔ غیر مہذب کلام کی ایک قسم یہودہ مذاق کرنا ہے کہ مذاق میں فحش اور گندی باتیں کہی جاویں یا مذاق کے لئے جھوٹ سے کام لیا جائے یا مذاق اس طرح کیا جائے کہ کسی کی دل شکنی یا حقارت اور توہین ہو۔ ایسے مذاق خواہ زبان سے کئے جائیں یا عمل سے یا اشارہ سے سب ناجائز ہیں۔ ہاں البتہ اگر تفریحِ قلب کے لئے کبھی ایسا مذاق کیا جائے جس میں فحش اور جھوٹ نہ ہو کسی کی توہین و دل آزاری نہ ہو تو یہ جائز ہے، مگر اس پر بھی ہمیشگی نہ کرنی چاہئے، کیونکہ زیادہ مذاق کرنا قلب میں غفلت پیدا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بھی) مزاح کرتا ہوں، مگر حق کے سوا اور کچھ نہیں کہتا (احیاء) نیز آپ نے فرمایا کہ بعض مرتبہ آدمی کوئی بات ایسی کہہ دیتا ہے کہ تمام مجلس والوں کو ہنس دیتا ہے (مگر) وہ اس ایک کلمہ کی وجہ سے دوزخ کے بعید ترین مقام میں گر جاتا ہے (احیاء) یعنی مستحق ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس عذابِ آخروی کے ناجائز قسم کا مذاق اکثر بڑے بڑے فسادات پیدا کر دیتا ہے جس سے دین و دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بتوں کی عبادت اور شراب پینے کی ممانعت کے بعد سب سے پہلی چیز جس کا مجھ سے میرے رب نے عہد لیا اور منع کیا ہے وہ لوگوں کی مذاقہ نمکین گفتگوئیں ہیں۔ (احیاء) جب حضور کو اس سے منع کیا گیا تو ہلکے لئے اس سے بچنا بہت ہی ضروری ہوا۔

نئی روشنی میں یہ غلط مذاق گویا فیشن میں داخل ہو گیا ہے اور عموماً ان کا ایسا مذاق سیدھے سادھے مسلمانوں کے لئے دل آزار ہوتا ہے، مگر اسلامی نقطہ نظر سے یہ ان لوگوں کی انتہائی بدتمیزی ہے اور ایسا مذاق گناہِ کبیرہ میں داخل ہے۔ میرے معزز تعلیم یافتہ دوستو! خدا سے ڈرو اور اپنے آپ کو اس حماقت اور گناہِ کبیرہ سے بچاؤ، غیر مہذب کلام کی ایک قسم مرأ اور جدال ہے۔ مرأ ہر اُس اعتراض کو کہتے ہیں جو کسی کے کلام پر کیا جائے تاکہ اس میں کوئی نقص لفظی یا معنوی یا بدعتی وغیرہ ثابت کی جائے، جس سے مقصود دوسرے کی کم علمی اور اپنی ہمہ دانی کا اظہار ہو۔ اس قسم کے اعتراض کرنا اسلامی تہذیب میں سخت مذموم ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ جب کوئی کلام سنے اگر وہ صحیح ہو تو تصدیق کرے۔ اگر غلط ہو اور کلام دین کے متعلق نہ ہو تو سکوت اختیار کرے۔ آج کل اس مرأ مذموم کی صحیح مثال شعر اور شاعری اور اخبارات کی تنقیدات ہیں جن میں دین کا کوئی مسئلہ یا مذہب اسلام کی حمایت نہیں بلکہ دین سے غیر متعلق شاعری اور شعروں کی لفظی و معنوی محکٹ ہوتی ہے جس میں آج مسلمانوں کا ہزار ہا روپیہ اور وقت برباد ہو رہا ہے، حالانکہ ان سے دین کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس قسم کی تلم قیل وقال اسلامی تہذیب کے قطعاً خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے بھائی (کے کلام) پر بلا دینی فائدہ کے اعتراض مت کرو اور نہ اُس سے یہودہ مذاق کرو اور نہ اُس سے وعدہ خلافی کرو۔ (احیاء) اور فرمایا کہ کوئی بندہ ایمان کی حقیقت کو کامل (طور پر حاصل) نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ اعتراض کرنا چھوڑ دے، اگرچہ خود حق پر ہو (احیاء) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر جگہ ہر موقع پر اپنی قابلیت جتانے کے لئے زبانِ اعتراض دراز کرتے رہتے ہیں۔ یہ انتہائی بدتمیزی ہے۔ بعض وقت اس سے لڑائی یا کسی کی دل آزاری ہو جاتی ہے۔



ایسی صورت میں یہ اعتراض گناہِ کبیرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور ہدال اس کلام کو کہتے ہیں جو دوسرے کو ساکت اور عاجز کرنے اور اس کو جاہل قرار دینے کے لئے بولا جائے۔ اس سے بھی مقصود اپنی بڑائی علمیت وغیرہ جتانامہ ہے۔ یہ شرعاً نہایت مذموم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ہدایت یافتہ قوم گمراہ ہوئی انہیں ہدال ضرور دیا گیا (احیاء) اور فرمایا کہ سب زیادہ مبعوض اللہ کے یہاں سخت ضدی جھگڑالو آدمی ہے (احیاء) غیر مہذب کلام کی ایک قسم تصنع اور تکلف کی باتیں ہیں یعنی آدمی ہر بات کو بنا بنا کر قافیہ بندی اور تشبیہات کے ساتھ بولنے کی کوشش کرے جیسا کہ آج کل بعض وہ جدید تعلیم یافتہ لوگ جن کو ادبیت کا ہیضہ ہو گیا ہے، اکثر بن بن کر اسی طرح کلام کیا کرتے ہیں یا بعض وہ علماء و سوانہ جن کو قافیہ بندی کا جنون ہو گیا ہے کیا کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب یہ ہے کہ بات نہایت صاف اور سادہ طور پر کی جائے، جس سے مخاطب مقصود کو اچھی طرح سمجھ جائے اور اپنا پورا مطلب ادا ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور میری امت کے متقی لوگ تکلف سے بری ہیں (احیاء) نیز فرمایا کہ میری نظریں سب زیادہ مبعوض اور مجھ سے سب زیادہ دور باعتبار مجلس کے، بکثرت بولنے والے، بات بڑھاکر کہنے والے فصاحت جتا کر کلام کرنے والے لوگ ہیں اور فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو نعمت دے گئے ہوں کہ رنگ برنگ کے کھانے کھاتے ہوں قسم قسم کے کپڑے پہنتے ہوں اور بات چیت میں اپنی ادبیت جتاتے ہوں (احیاء) دوستو! اور بزرگوں کو غور کرو کہ کہیں ہم ہی ان بدترین لوگوں میں سے تو نہیں ہیں۔ کلام میں سادگی اور تکلف و بناوٹ سے منع کرنا بھی بہت سی عمدہ مصاحفوں پر مبنی ہے اور اس میں بہت سے فوائد ہیں جو ہر غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے۔

پس اسلامی تہذیب یہ ہے کہ اس بیہودہ خصلت سے بھی اپنے آپ کو بچایا جائے۔ غیر مہذب کلام کی یہ چند قسمیں بیان ہوئی ہیں اور باقی اقسام کا ذکر بوجہ خوف طوالت ترک کر دیا گیا ہے۔ اپنی زبان کو ان تمام ناجائز اور غیر مہذب کلاموں سے بچانا ہی تہذیبِ زبان و بیان ہے اور تہذیبِ زبان تہذیبِ اخلاق کا جزوِ اعظم ہے اور تہذیبِ اخلاق اتحاد و اتفاق کی اصلِ عظیم ہے۔ پس ہمیں یعنی ہم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اسلامی تہذیب کے مطابق اپنے اخلاق درست کرے اور اپنی زبان کو مہذب بنائے تاکہ قوم میں اتحاد کی جڑ پیدا ہو، جس سے ترقی کے ثمرات حاصل ہوں۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو موجودہ دور کی غیر اسلامی تہذیب سے بچائے اور اسلامی تہذیب اختیار کرنے کی توفیق دے۔ ہماری گزارشوں کو معاف فرمائے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین علیہ

عَلَيْهِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُذَكِّرُكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَذَابُ يُذَكِّرُكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَذَابُ فَقَدْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

خطبہ جمعہ پنجم ماہِ رجب در آدابِ معاشرۃ اسلامیہ نمبر ۱

تہذیبِ مالیات

سلسلہ  
تہذیبِ اسلامی

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ وَوَسَّعَ الرِّزْقَ  
وَافَاضَ عَلَى الْعَالَمِينَ اصْنَافَ الْأَمْوَالِ



## وعظ جمعہ پنجم ماہ رجب درآداب معاشرت اسلامیہ نمبر ۱

### سلسلہ تہذیب اسلامی تہذیب مالیات

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عِبَادِكَ الَّذِيْنَ اَصْلَحُوا اَمَلًا بَعْدَ اَمَلٍ۔ برادرانِ ملت! مذہب اسلام نے جس طرح انسان کی عبادات، اعتقادات اور معاشیات میں آداب و تہذیب کے قوانین مرتب کئے ہیں، اُسی طرح اُس نے انسان کی اقتصادیات کے متعلق بھی خاص نظریات قائم کئے ہیں جو دنیا کے تمام مذاہب و اقوام کے خیالات سے بہتر و بالاتر ہیں۔ مادی ترقیات کو دنیا کی اکثر اقوام نے اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے، لیکن اسلام نے مسلمان کا اصلی نصب العین محض رضاء الہی مقرر کیا ہے اور مادیات کو صرف اسی حد تک اہمیت دی ہے جس حد تک وہ اس مقصد کیلئے مفید ہو سکے۔ مال کی ضرورت جس طرح ایک کافر کو ہے اسی طرح مسلمان کو بھی ہے۔ شریعت نے انسان کی اس ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا لیکن کافر کا نظریہ نہ تو مال حاصل کرنے کی کوئی حد ہے اور نہ اُس کوئی خاص طریقہ ہے بلکہ وہ ہر چاروں نامناسب طریقہ سے مال حاصل کرنے کو چاہے لے بغیر سمجھتا ہے، مگر اسلام نے مسلمان کے لئے مال جمع کرنے کو مقصود بنانے سے روکا ہے اور اس کو نہایت قبیح و مذموم سمجھتا ہے، جس پر بہت سی آیات و احادیث شہادت دے رہی ہیں۔ کفر و اسلام اور کافر و مسلمان کے اقتصادی نظریات کے اس بنیادی فرق کو خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے اور پھر غور فرمائیے کہ ہمارے قلوب کی گہرائیوں میں کونسا نظریہ جاگزیں ہے اور پھر اسی نظریہ کے معیار پر ہمیں اپنے کفر و اسلام کا فیصلہ کر کے ایک طرف چھوڑنا چاہئے۔ یہ دورنگی جو آج کل ہم نے اختیار کر رکھی ہے کہ دعوئے اسلام کا ہے اور خیالات و اعمال کا اسلام سے کچھ واسطہ نہیں

رکھتے۔ اسی سرکشی نے ہمیں برباد کر رکھا ہے کہ ہم نہ دین کے لئے نہ دنیا کے لئے مسلمان نہ دورنگی چھوڑے۔ یکرنگ ہو جائے، سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کیا تم قرآن کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو۔ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اِلَّا خِزْيًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا لَهُمْ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ پس اس دورنگی چال کی سزا سوائے دنیا میں رسوائی حاصل ہونے کے اور کچھ نہیں اور قیامت کے دن وہ سخت عذاب کی طرف لوٹا دئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری کھوپڑیوں سے بے خبر نہیں ہے: دیکھا آپ نے کہ ہمارے اعمال ہمارے دعوئے اسلام سے بالکل مطابقت نہیں رکھتے۔ دوغلے ہیں اور دورنگی چال کی قانون قدرت نے بھی یہی سزا مقرر کر رکھی ہے جو مسلمانوں کو مل رہی ہے۔ یہ کہ آج تمام دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل پس ماندہ اور محتاج قوم مسلمانوں ہی کی سمجھی جاتی ہے۔ آج آپ کے عوام آپ کے خواص آپ کے لیڈر سب اسی کار و بار روپے ہیں کہ ہائے مسلمان ذلیل ہو گئے، تباہ ہو گئے۔ ہر قوم مسلمانوں کی دشمن ہے۔ خون کی پیاسی ہے۔ کیوں نہ ہو نزلہ بر عضو ضعیف میریزد۔ زبردست کا نزلہ ہمیشہ ضعیف کمزور ہی پر اترتا کرتا ہے، مگر اس میں ہمارے دشمنوں کا بالکل تصور نہیں۔ جو کچھ قصور ہے وہ ہمارا ہی ہے۔ اگر ہم صرف اور خالص اسلامی رنگ میں رنگے ہوتے تو ترقی یافتہ قوموں کی صفِ اول میں ہوتے۔ تجربہ کے لئے صحابہ کے زمانے پر غور فرمائیے۔ مال و جاہ کی ترقی کو انھوں نے اپنا مقصد زندگی سمجھی نہ بنایا۔ مال و دولت سے کبھی محبت نہیں کی۔ صرف رضاء الہی ان کا مقصد زندگی تھا۔



















[illegible]

در بیان فضائل شیخان مشایخ

၁၈၈၆ ခု ဇူလိုင်လ

[illegible]











سَأَلُوا خَلْقَهُ بِالْحَقِّ وَالْحَقِّ ۝ وَقَالَ عَلَى  
 خَلْقِهِ أَشْكَىٰ مِنْهُ عَزِيزٌ عَنِ الْإِنْسَانِ  
 فِي تَوَاتُؤِهِمْ وَتَوَاتُؤِهِمْ وَتَوَاتُؤِهِمْ  
 رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : مَقَالُ الْمَوْتِ  
 عَنِ الْمَوْتِ ۝ فَقَالَ  
 الْأَحْيَاءُ ۝ إِنَّ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ  
 وَآخِيَانَهُ وَالشَّعْبَانِ ۝ آتَا بَعْدَ قِيَامِهِ  
 سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ ۝ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ  
 أَنْ سَيِّدًا وَمَوْلَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولًا  
 لَا شَرِيكَ لَهُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ  
 مَا شَاءَ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ

خَلْقَ مِنْهَا وَجْهًا وَبَيْنَا مِنْهَا إِلَى  
 الْخَلْقِ الَّذِي خَلَقْنَا مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ  
 اخْتَلَفَ فِي الْأَفْئَاتِ وَوَفَاءُ عَمَدٍ

خطبہ جمعہ دوم ۱۴ شعبان ۱۲۴۲ھ  
 پہلے ان سے بخیر ضروری ہے۔

باتیں بدعت اور منافقتیں، جن کو ان کی وحدت میں نہیں ہے۔  
 ضروری سے زیادہ روٹی کرنا، حلوہ بنانے کو ٹاپ اور تیر کی بات سمجھنا، سب  
 جمعہ ہے۔ شب برابر کو عید منانا، مساجد میں جلائی ہوئی بھول اپنا کر کرنا،  
 منین ریشہ دار لڑکے اللہ کے نام پر

عَنِ الْمَوْتِ ۝ آتَا بَعْدَ قِيَامِهِ

خطبہ جمعہ دوم ۱۴ شعبان ۱۲۴۲ھ  
 کہتے ہیں کہ وہ آئے اور کچھ دین و دنیا میں کچھ دیا دیا۔ آئیں  
 برکتوں سے مال مال فرمائے اور شعبان کے بعد رمضان کی برکتیں نہیں  
 شب برابر کی فضیلتیں معلوم کرنے کی ہمت کریں اور ہمیں اس خصوص میں شب کی  
 اب دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور کچھ مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم سب  
 عبادتوں کے لئے تیار ہو جائیں۔ پس ہمیں بھی اس موقع پر غافل نہیں رہنا چاہیے۔  
 شعبان کی تمام فضیلتیں غالباً اسی لئے بیان کی گئیں کہ مسلمان اس میں اس طرح رمضان کی  
 اچھی سے تیار ہو کر عید کے لئے تیار ہو جائیں۔ ۱۴ شعبان اس موقع پر عید کے لئے تیار ہو جائیں۔



